امیر المؤمنین

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

حصہ اول

حیات، خدمات

حصہ دوم

اعتراضات وجوابات

مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ متکلم اسلام

دار الایمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہیدی بات

اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال درجے کی محبت ہے اس لیے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بھی چیز عطا کی ہے باکمال عطا کی ہے۔

ہر چیز باکمال عطا ہوئی:

زمانہ، علاقہ، قوم، قبیلہ، خاندان، گھرانہ، جسم، حسن، جمال، بچپن، لڑکپن، جوانی، ازواج، آل اولاد، مزاج، نبوت، ختم نبوت، قرآن، سنت، دین، علم، عمل، اخلاص، تقویٰ، للّٰہیت، خشیت، معرفت، قربت، وفاوایفاء، تبلیغ، صبر، تحمل، بردباری، عفوودرگزر، استقامت، آیات و معجزات، اسراء، معراج، ہجرت، غزوات، فتوحات، عبادات، معاملات، اخلاقیات، معاشرات، حجرہ و مسجد، حیات و وفات، حیات بعد الوفات، مدفن و مسکن، شفاعت، جنت، قُربِ الٰہی کے درجات و مقامات جب ہر چیز ہی باکمال عطا کی ہے تو کیا جو جماعت عطا کی ہے (کہ درجہ اسباب میں جس پر مقاصدِ نبوت کی تکمیل منحصر ہے) وہ باکمال عطا نہ کی ہو گی؟ یقیناً وہ بھی بلکہ اس کا ایک ایک فرد خدا کا انتخاب بھی ہے اور باکمال بھی ہے۔ اسی مقدس و مطہر جماعت کے ایک عظیم الشان اور جلیل القدر فرد حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما ہیں۔

﴿حصہ اول﴾

حیات و خدمات

اجمالی تعارف

بنو امیہ کا وہ خوش نصیب شخص جسے دنیا جرنیل اسلام، کاتب وحی، فاتح عرب وعجم، امام تدبیر و سیاست اور سب سے بڑی اسلامی ریاست کے حکمران کے تعارف سے جانتی ہے، وہ سیدنا معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما ہے۔

جب سے تاریخ کا قلمدان متعصب مزاج لوگوں کے ہتھے چڑھا ہے۔ حقائق کو مسخ کرکے جتنی بے انصافی اس عظیم المرتبت شخصیت سے برتی گئی شاید کسی اور سے اتنی کی گئی ہو۔ اس لیے ان کے شان و مقام عظمت اور سنہری کارناموں کو بیان کرنا جہاں ہماری ایمانی عقیدت کا مسئلہ ہے وہاں پر تاریخ سے انصاف کا تقاضا بھی ہے۔

ولادت:

امام حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ صَخْرِ بْنِ حَرْبِ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ الْقُرَشِيُّ الْأُمَوِيُّ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وُلِدَ قَبْلَ الْبِعْثَةِ بِخَمْسِ سِنِينَ وَقِيلَ بِسَبْعٍ وَقِيلَ بِثَلَاثَ عَشَرَةَ وَالْأَوَّلُ أَشْهَرُ.

الاصابہ فی تمییز الصحابۃ، رقم الترجمۃ:8074

ترجمہ: امیر المومنین معاویہ بن ابو سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی الاموی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے 5 یا 7 یا 13 سال پہلے پیدا ہوئے۔ مشہور قول پہلا (5 سال پہلے والا) ہے۔

نام و نسب:

امام حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ

اللہ (ت774ھ) فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ صَخْرِ بْنِ حَرْبِ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيٍّ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: فضل معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: (والد کی طرف سے سلسلہ نسب اس طرح ہے) معاویہ بن ابو سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) فرماتے ہیں:

أُمُّهُ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسِ (بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيٍّ).

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: فضل معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: (والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب اس طرح ہے) ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس۔

نسبی تعلقات:

آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان (بنو امیہ) کا خاندانِ نبوت (بنو ہاشم) سے بہت گہرا تعلق ہے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شجرہ نسب اس طرح ذکر کیا ہے:

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ إِلْيَاسَ بْنِ مُضَرَ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعَدِّ بْنِ عَدْنَانَ.

صحیح البخاری، باب مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کِلاب بن مُرّہ بن کعب بن لُؤی بن غالب بن فِہر بن مالک بن نَضَر بن کِنانہ بن خُزیمہ بن مُدرِکہ بن اِلیاس بن مُضَر بن نزِار بن مَعَدّ بن عدنان۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب میں ایک نام "عبد مَناف" کا ہے جو تین واسطوں (عبد اللہ، عبد المطلب، ہاشم) سے آپ کے دادا بنتے ہیں۔ عبد مناف کے چار بیٹے ہیں: ہاشم، مُطلب، نَوفل اور عبد شمس۔

1: ہاشم: ان کی نسل سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔

2: مطلب: ان کی نسل سے حضرت ابو سفیان بن حارث رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابو سفیان بن حارث بن مطلب بن عبد مناف۔

نوٹ: مطلب وہی ہیں جو اپنے بھتیجے "شیبۃ الحمد" بن ہاشم (عبد المطلب) کو ان کی والدہ سے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ لے آئے اس بچے کو لوگوں نے کہا کہ مطلب کا غلام ہے یعنی عبد المطلب۔ چنانچہ ان کا نام ہی "شیبۃ الحمد" سے عبد المطلب پڑ گیا۔

3: نوفل: ان کی نسل سے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ ہیں۔ جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف۔

4: عبد شمس: ان کی نسل سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ معاویہ بن ابو سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔

عبد مناف پر جا کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا نسب مل جاتا ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا نسب والد اور والدہ دونوں کی طرف سے عبد مناف پر جا کر ملتا ہے۔

والد کی طرف سے...... معاویہ بن ابو سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد

مناف۔

والدہ کی طرف سے...... معاویہ بن ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔

فائدہ: عبد شمس کی نسل سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ عثمان بن عفان بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ (اس لیے خونِ عثمان کے قصاص کے معاملے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا تھا
)

نوٹ: "ابو سفیان" نام کے دو شخص ہیں۔

1: ابو سفیان بن حارث بن مطلب بن عبد مناف۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد ہیں)

2: ابو سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ہیں)

بچپن

سیدہ ہند رضی اللہ عنہا کی لوری:

امام حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَتْ هِنْدٌ) رَضِيَ اللهُ عَنْهَا (تَحْمِلُهُ وَهُوَ صَغِيرٌ وَتَقُولُ:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جب بچے تھے سیدہ ہند رضی اللہ عنہا ان کو جھولا جھلاتی اور یہ لوری دیتی:

إِنَّ	بُنَيَّ	مُعْرِقٌ	كَرِيمُ
میرا بیٹا	خاندانی	شریف	کریم ہے

مُحَبَّبٌ فِي أَهْلِهِ حَلِيمُ

گھر والوں کو محبوب اور بردبار ہے

لَيْسَ بِفَحَّاشٍ وَلَا لَئِيمُ

بیہودہ گو بھی نہیں اور بری خصلت والا بھی نہیں

وَلَا بِطُخْرُورٍ وَلَا سَئُومُ

نہ لاغر ہے اور نہ ہی (مشکلات میں) گھبرانے والا ہے

صَخْرُ بَنِي فِهْرٍ بِهِ زَعِيمُ

قبیلہ بنو فہر کا سردار ہے

لَا يُخْلِفُ الظَّنَّ وَلَا يَخِيمُ

توقعات کے خلاف نہیں کرتا اور نہ ہی قتال سے پیچھے ہٹتا ہے

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: فضل معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

بچپن میں سرداری کے آثار:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

نَظَرَ أَبُو سُفْيَانَ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) يَوْمًا إِلَى مُعَاوِيَةَ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) وَهُوَ غُلَامٌ فَقَالَ لِهِنْدٍ: إِنَّ ابْنِي هٰذَا لَعَظِيمُ الرَّأْسِ وَإِنَّهُ لَخَلِيقٌ أَنْ يَسُودَ قَوْمَهُ. فَقَالَتْ هِنْدٌ: قَوْمَهُ فَقَطْ؟ ثَكِلْتُهُ إِنْ لَمْ يَسُدِ الْعَرَبَ قَاطِبَةً.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: فضل معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جب چھوٹے تھے اس زمانے میں ایک دن حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا تو اپنی بیوی ہند رضی اللہ عنہا سے کہنے لگے: میرا یہ بیٹا بڑے سر والا ہے اس بات کا اہل ہے کہ اپنی قوم کا سردار ہو۔ سیدہ ہند

رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ صرف اپنی قوم کا؟۔۔ ایسی بات نہیں اگر یہ سارے عرب کا سردار نہ ہو تو پھر اس کی ماں اس (کے نصیب) پر روئے۔

فائدہ: ایک ضرب المثل ہے: ”سر بڑے سرداروں کے اور پاؤں بڑے گنواروں کے“

بچپن کا ایک واقعہ:

سریہ رجیع سن 3 ہجری ماہ صفر المظفر میں پیش آیا اس موقع پر حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کی غرض سے حرم کی حدود سے باہر تنعیم میں لایا گیا تو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے مشرکین سے فرمایا کہ مجھے اتنی مہلت دو جس میں میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ کفار نے اجازت دے دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے دو رکعت نماز نفل ادا کی اور مشرکین کو متوجہ کر کے فرمایا کہ میں نے اس وجہ سے نماز لمبی نہیں کہ کہ تم یہ نہ سمجھو کہ میں نے موت کے ڈر سے نماز لمبی کی ہے۔ اس کے بعد آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے یہ انہیں بد دعا دیتے ہوئے فرمایا:

ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهمّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا وَاقْتُلْهُمْ بَدَدًا وَلَا تُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا. ثُمَّ قَتَلُوهُ .رَحِمَهُ اللهُ.

اے اللہ! ان کو ایک ایک کر کے اپنی گرفت میں لیجیے! انہیں چن چن کے قتل کر دیجیے، ان میں سے کسی ایک کو بھی نہ باقی چھوڑیئے۔ ان مشرکین نے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ اللہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے۔

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام المعافری رحمہ اللہ (ت 213ھ یا 217ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَكَانَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا) يَقُولُ: حَضَرْتُهُ يَوْمَئِذٍ فِيمَنْ حَضَرَهُ مَعَ أَبِي سُفْيَانَ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يُلْقِينِي إِلَى الْأَرْضِ فَرَقًا مِنْ

دَعْوَةِ خُبَيْبٍ وَكَانُوا يَقُولُونَ: إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا دُعِيَ عَلَيْهِ فَاضْطَجَعَ لِجَنْبِهِ زَالَتْ عَنْهُ.

السیرۃ النبویہ لابن ہشام، تحت مقتل خُبیب وحدیث دُعوتِہٖ

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی اس وقت اپنے والد ابو سفیان کے ساتھ اسی جگہ موجود تھا۔ جس وقت حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے مشرکین کو بددعا دی تو میرے والد نے مجھے اسی وقت زمین پر لٹا دیا اور یہ سب منظر میں دیکھ رہا تھا۔ اس وقت لوگوں کا یہ نظریہ تھا کہ جس کے خلاف بددعا کی جائے اور وہ پہلو کے بل (زمین پر) لیٹ جائے تو اس پر بددعا کا اثر نہیں ہوتا۔

رشتہ داریاں

1: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہم زلف:

امام محمد بن حبیب بن امیۃ بن عمرو الہاشمی ابو جعفر البغدادی رحمہ اللہ (ت 245ھ) فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ حَرْبِ بْنِ أُمَيَّةَ. كَانَتْ عِنْدَهُ قَرِيبَةُ الصُّغْرٰى بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ أُخْتُ أُمِّ سَلَمَةَ لِأَبِيْهَا لَمْ تَلِدْ لَهُ.

کتاب الْمُحَبَّر، اسلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: قَریبہ صُغریٰ بنت ابی امیہ بن مغیرہ رضی اللہ عنہا حضرت معاویہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ کے نکاح میں تھیں جو کہ (ام المومنین سیدہ) ام سلمہ کی باپ شریک بہن تھیں۔ ان سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اولاد نہیں تھی۔

فائدہ: اس رشتہ کے اعتبار سے آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف بنتے ہیں کیونکہ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح اور ان کی بہن قریبہ صغریٰ رضی اللہ عنہا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے

نکاح میں تھیں۔

2: رسول اللہ ﷺ کے برادر نسبتی:

امام احمد بن محمد بن الحسین بن الحسن ابو نصر البخاری الکلاباذی رحمہ اللہ (ت 398ھ) فرماتے ہیں:

رَمْلَةُ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا) ...وَاسْمُهُ صَخْرُ بْنُ حَرْبِ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيٍّ ...أُمُّ حَبِيبَةَ أُخْتُ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ الْقُرَشِيَّةُ الْأُمَوِيَّةُ الْمَدَنِيَّةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

الہدایۃ والارشاد فی معرفۃ اہل الثقۃ والسداد، رقم الترجمۃ: 1423

ترجمہ: رملہ بنت ابی سفیان ام حبیبہ رضی اللہ عنہا قریشی اموی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں آپ معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں۔

3: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رشتہ داری:

امام ابو الحجاج یوسف بن عبد الرحمٰن بن یوسف ابی محمد القضاعی الکلبی المِزّی رحمہ اللہ (ت 742ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمٍ الْقَرَشِيُّ الْهَاشِمِيُّ أَبُو مُحَمَّدٍ الْمَدَنِيُّ.... وَأُمُّهُ هِنْدُ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ أُخْتُ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ. وُلِدَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَنَّكَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، رقم الترجمۃ: 3216

ترجمہ: ابو محمد عبداللہ بن حارث بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی الہاشمی المدنی ...... ان کی والدہ ہند بنت ابو سفیان بن حرب بن امیہ اموی

خاندان سے تعلق رکھتی ہیں حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں۔ عبداللہ بن حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں پیدا ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گھٹی بھی دی ہے۔

فائدہ: اس رشتے کے اعتبار سے حارث بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی نوفل بن حارث بن عبد المطلب کے بیٹے ہیں۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بہن ہند کے شوہر ہیں۔

4: حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے رشتہ داری:

(شیعہ مصنف) علی بن الحسین بن محمد بن احمد بن الہیثم المروانی الأموی القُرشی، ابو الفرج الاصبہانی (ت356ھ) کہتے ہیں:

عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ وَهُوَ عَلِيُّ الْأَكْبَرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَلَا عَقْبَ لَهُ وَيُكَنّٰى أَبَا الْحَسَنِ وَأُمُّهُ لَيْلٰى بِنْتُ أَبِيْ مُرَّةَ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ الثَّقَفِيِّ وَأُمُّهَا مَيْمُوْنَةُ بِنْتُ أَبِيْ سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا.

مقاتل الطالبین، باب ذکر خبر الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

ترجمہ: علی بن حسین (بن علی بن ابی طالب) جو کہ علی اکبر کہلاتے ہیں ان کی اولاد نہیں ہے ان کی کنیت ابو الحسن ہے۔ ان کی والدہ لیلیٰ بنت ابو مرہ بن عروہ بن مسعود الثقفی ہیں اور ان (لیلیٰ بنت ابو مرہ) کی والدہ میمونہ بنت ابوسفیان بن حرب ہے۔ (جو کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں)

فائدہ: اس رشتے کے اعتبار سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن میمونہ رضی اللہ عنہا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ساس بنتی ہیں۔

5: اہل ایمان سے روحانی رشتہ:

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی البغدادی رحمہ اللہ

(ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي هَذِهِ الْآيَةِ ﴿عَسَى اللهُ أَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً﴾ قَالَ: الْمَوَدَّةُ الَّتِي جَعَلَهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بَيْنَهُمْ تَزْوِيجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَكَانَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ وَمُعَاوِيَةُ خَالَ الْمُؤْمِنِينَ.

الشریعۃ لآجُرّی، رقم الحدیث:1930

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت مذکورہ میں موجود لفظ مودۃ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کا ایک مصداق یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مابین مودۃ (محبت) رکھ دی ہے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا سے شادی فرمائی۔ اس رشتے کی وجہ سے سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ام المومنین بنیں اور معاویہ رضی اللہ عنہ اہل ایمان کی ماموں بنے۔

قبول اسلام

امام ابو بکر احمد بن ابی خیثمہ رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

كَانَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا) يَقُوْلُ أَسْلَمْتُ عُمْرَةَ الْقَضِيَّةِ لَقِيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُ إِسْلَامِي عِنْدَهُ فَقَبِلَ مِنِّي.

التاریخ الکبیر المعروف بتاریخ ابن ابی خیثمہ، حرف الیاء

ترجمہ: حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے (صلح حدیبیہ کے بعد 7 ہجری میں) عمرۃ القضا کے موقع پر اسلام قبول کیا اپنے اسلام کا اظہار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا تو آپ نے اسے میری طرف سے قبول فرمایا۔

اشکال:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ

اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَسْلَمَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَامَ الْفَتْحِ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، تحت الترجمۃ: معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ والے سال اسلام لائے۔

معلوم ہوتا ہے کہ آپ سن 8 ہجری میں مسلمان ہوئے جبکہ التاریخ الکبیر میں آپ رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا تذکرہ سن 7 ہجری میں ملتا ہے

جواب:

آپ رضی اللہ عنہ نے سن 7 ہجری میں اسلام قبول کیا لیکن اس کا کھلم کھلا اظہار سن 8 ہجری فتح مکہ والے سال کیا۔ چنانچہ حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَرُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: أَسْلَمْتُ يَوْمَ الْقَضِيَّةِ وَلٰكِنْ كَتَمْتُ إِسْلَامِي مِنْ أَبِي، ثُمَّ عَلِمَ بِذَالِكَ فَقَالَ لِي: هٰذَا أَخُوكَ يَزِيدُ وَهُوَ خَيْرٌ مِنْكَ عَلٰى دِينِ قَوْمِهِ، فَقُلْتُ لَهُ: لَمْ آلُ نَفْسِيْ جَهْدًا. قَالَ مُعَاوِيَةُ: وَلَقَدْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّم مَكَّةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَإِنِّي لَمُصَدِّقٌ بِهِ، ثُمَّ لَمَّا دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ أَظْهَرْتُ إِسْلَامِي فَجِئْتُهُ فَرَحَّبَ بِي.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، تحت الترجمۃ: معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے عمرۃ القضاء والے سال (سن 7 ہجری) میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا لیکن اپنے اسلام کو والد سے مخفی رکھا۔ پھر جب میرے والد کو میرے اسلام لانے کا علم ہوا تو انہوں نے مجھے کہا کہ تیرا بھائی یزید تجھ سے بہتر ہے (کیونکہ) وہ اپنی قوم کے دین پر ہے۔ میں نے والد سے کہا کہ میں نے بھی تو (حق پانے کی) کوشش میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ حضرت

معاویہ رضی اللہ عنہ (ایک اور روایت میں) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضاء میں میرے پاس مکہ تشریف لائے۔ اس وقت میں نے آپ کی تصدیق کی (یعنی اسلام قبول کر لیا) پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ والے سال تشریف لائے تو میں نے اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (خوش ہو کر) مجھے مرحبا کہا۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ نبوت میں

پڑھے لکھے خاندان کا عظیم فرد:

امام احمد بن یحییٰ بن جابر بن داوٗد البَلاذُری رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَهْمٍ الْعَدَوِيّ قَالَ: دَخَلَ الْإِسْلَامُ وَفِيْ قُرَيْشٍ سَبْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا كُلُّهُمْ يَكْتُبُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَأَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَاحِ وَطَلْحَةُ وَيَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ وَأَبُوْ حُذَيْفَةَ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَحَاطِبُ بْنُ عَمْرٍو أَخُوْ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الْعَامِرِيِّ عَنْ قُرَيْشٍ وَأَبُوْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الْأَسَدِ الْمَخْزُوْمِيُّ وَأَبَانُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ العَاصِ بْنِ أُمَيَّةَ وَخَالِدُ بْنُ سَعِيْدٍ أَخُوْهُ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ سَرْحٍ الْعَامِرِيُّ وَحُوَيْطِبُ بْنُ عَبْدِ الْعُزَّى الْعَامِرِيُّ وَأَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبِ بْنِ أُمَيَّةَ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَجُهَيْمُ بْنُ الصَّلْتِ بْنِ مَخْرَمَةَ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَمِنْ حُلَفَاءِ قُرَيْشٍ الْعَلَاءُ بْنُ الْحَضْرَمِيُّ.

فتوح البلدان، باب الامر الخط

ترجمہ: حضرت ابو بکر بن عبد اللہ بن ابو جہم عدوی سے مروی ہے کہ جب اسلام آیا تو اس وقت قریش میں 17 اشخاص ایسے تھے جو پڑھے لکھے تھے۔ عمر بن خطاب، علی

بن ابی طالب، عثمان بن عفان، ابو عبیدہ بن جراح، طلحہ، یزید بن ابو سفیان، ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ، حاطب بن عمرو جو سہیل بن عمرو عامری کے بھائی ہیں۔ ابو سلمہ بن عبد الاسد المخزومی، ابان بن سعید بن العاص بن امیہ، ان کے بھائی خالد بن سعید، عبد اللہ بن سعد بن ابو سرح العامری، حویطب بن عبد العزیٰ العامری، ابو سفیان بن حرب بن امیہ، معاویہ بن ابو سفیان، جہیم بن الصلت بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف اور حلفاء قریش میں سے علاء بن حضرمی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائیں:

[1]: علم کے لیے دعا:

امام شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ وَحْشِي بْنِ حَرْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَرْدَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ خَلْفَهُ فَقَالَ: مَا يَلِينِي مِنْكَ؟ قَالَ: بَطْنِي قَالَ: اَللّٰهُمَّ امْلَأْهُ عِلْمًا.

تاریخ الاسلام وَوَفیات المشاہیر والاعلام، تحت الترجمۃ: معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر سوار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کے جسم کا کون سا حصہ میرے جسم کے قریب تر ہے؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرا پیٹ (آپ کے جسم سے ملا ہوا ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دیتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! اسے (مراد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا سینہ مبارک ہے) علم سے بھر دے۔

[2،3،4]: امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی البغدادی رحمہ اللہ

(ت360ھ)روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ.

الشریعۃ لآجُرِّی، رقم الحدیث:1911

ترجمہ: حضرت عِرباض بن ساریہ السُلَمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے اللہ! معاویہ کو (قرآن و سنت کو) لکھنے کا، (امور سیاست میں بہترین) حساب کا علم عطا فرما اور (دنیا و آخرت میں) عذاب سے محفوظ فرما۔

فائدہ: اس روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے تین دعائیں مانگی ہیں:

1: قرآن و سنت کو لکھنے کا طریقہ آجائے۔

2: امورِ سیاست کے حساب کا علم آجائے۔

3: عذاب سے حفاظت ہو جائے۔

[5،6،7]: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ)روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهِ.

سنن الترمذی، رقم الحدیث:3842

ترجمہ: صحابی رسول حضرت عبد الرحمان بن ابی عمیرہ مُزَنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! معاویہ کو ہادی اور مہدی بنا

اسے بھی ہدایت نصیب فرما اور اس کے ذریعے دوسروں کو بھی ہدایت عطا فرما۔

فائدہ نمبر 1: اس روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے تین دعائیں مانگی ہیں:

1: معاویہ کو "ہادی" یعنی راہِ راست دکھانے والا بنا۔

2: معاویہ کو "مہدی" یعنی ہدایت یافتہ بنا۔

3: معاویہ کے ذریعے ہدایت کے فیصلے فرما۔

فائدہ نمبر 2: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو جو مہدی ہونے کی جو دعا دی تھی وہ پوری ہوئی ہے۔

چنانچہ امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی البغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْأَعْمَشِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: قَالَ مُجَاهِدٌ: لَوْ رَأَيْتُمْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قُلْتُمْ: هُوَ الْمَهْدِيُّ.

الشریعۃ لآجُرّی، رقم الحدیث: 1953

ترجمہ: حضرت اعمش رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر آپ لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیتے تو ان کے مہدی ہونے کے قائل ہو جاتے۔ (یعنی آپ لوگ ان کی قبولیت کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے کہ واقعی وہ مہدی تھے۔)

[8،9،10]: امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ دعا مانگی:

اَللّٰهُمَّ اهْدِهِ بِالْهُدٰى وَجَنِّبْهُ الرَّدٰى، وَاغْفِرْ لَهُ فِي الْآخِرَةِ وَالْأُولٰى.

المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث: 1838

ترجمہ: اے اللہ! اسے ہدایت کی طرف رہنمائی عطا فرما، اسے ہلاکت سے محفوظ فرما۔ اس کی آخرت اور دنیا میں مغفرت فرما۔

فائدہ نمبر1: اس روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے تین دعائیں مانگی ہیں:

1: دنیا میں رہنمائی کی دعا۔

2: ہلاکت سے حفاظت کی دعا۔

3: آخرت اور دنیا میں مغفرت کی دعا۔

فائدہ نمبر2: اس دعا کے پس منظر میں امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی (ت 360ھ) نے یہ روایت نقل کی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُمِّ حَبِيبَةَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَقَّ الْبَابَ دَاقٌّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُنْظُرُوا مَنْ هٰذَا» قَالُوا: مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ:اِئْذَنُوا لَهُ» وَدَخَلَ، وَعَلٰى أُذُنِهِ قَلَمٌ لَهُ يَخُطُّ بِهِ، فَقَالَ:مَا هٰذَا الْقَلَمُ عَلٰى أُذُنِكَ يَا مُعَاوِيَةُ؟ قَالَ: قَلَمٌ أَعْدَدْتُهُ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ. قَالَ: جَزَاكَ اللهُ عَنْ نَبِيِّكَ خَيْرًا، وَاللهِ مَا اسْتَكْتَبْتُكَ إِلَّا بِوَحْيٍ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا أَفْعَلُ مِنْ صَغِيرَةٍ وَلَا كَبِيرَةٍ إِلَّا بِوَحْيٍ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ كَيْفَ بِكَ لَوْ قَدْ قَمَّصَكَ اللهُ قَمِيصًا؟ يَعْنِي: الْخِلَافَةَ. فَقَامَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ: فَجَلَسَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ وَإِنَّ اللهَ مُقَمِّصٌ أَخِي قَمِيصًا؟ قَالَ:نَعَمْ! وَلٰكِنْ فِيهِ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ وَهَنَاتٌ. فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، فَادْعُ لَهُ. فَقَالَ:اَللّٰهُمَّ اهْدِهِ بِالْهُدٰى وَجَنِّبْهُ الرَّدٰى، وَاغْفِرْ لَهُ فِي الْآخِرَةِ وَالْأُولٰى.

المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث:1838

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی زوجہ مطہرہ) سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف فرما تھے۔ باہر سے کسی

نے دروازے پر دستک دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو کون ہے؟ جواب ملا کہ معاویہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں اندر بلائیں! آپ رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ کے کان پر قلم اٹکا ہوا تھا، جس سے وہ (قرآن، فرامین رسول، مکاتیب پیغمبر وغیرہ) لکھا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے معاویہ! آپ نے کان پر قلم کیوں رکھا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین مبارکہ کو لکھنے کے لیے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کریم آپ کو میری طرف سے (اپنی شان کے مطابق) جزائے خیر عطا فرمائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں آپ سے کتابت والا کام اللہ کے حکم کی بنیاد پر کراتا ہوں کیونکہ میں ہر چھوٹا بڑا کام اللہ عزوجل کی وحی کے تحت کرتا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر آپ کو اللہ تعالیٰ قمیص (خلعت خلافت) عطا فرمائے تو اس وقت آپ کی حالت کیا ہو گی؟ (آپ کس طرح معاملات سر انجام دیں گے؟) یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوئیں اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا میرے بھائی کو اللہ تعالیٰ قمیص (خلعت خلافت) پہنائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! لیکن (میرے زمانے کے بنسبت اس زمانے میں) شر و فساد زیادہ ظاہر ہو گا۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے بھائی کے حق میں خیر کی دعا فرما دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ کے حق میں دعا کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! اسے ہدایت کی طرف رہنمائی عطا فرما، اسے ہلاکت سے محفوظ فرما۔ اس کی آخرت اور دنیا میں مغفرت فرما۔

[11]: سلطنت کے استحکام کی دعا:

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی البغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ)روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مَسْلَمَةَ بْنِ مُخَلَّدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَمَكِّنْ لَهُ فِي الْبِلَادِ وَقِهِ الْعَذَابَ۔

الشریعۃ لآجُرّی، رقم الحدیث:1919

ترجمہ: حضرت مسلمہ بن مُخلّد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے اللہ! معاویہ کو (قرآن و سنت کو) لکھنے کا علم عطا فرما ان کی سلطنت کو مستحکم فرما اور ان کو عذاب سے محفوظ فرما۔

کاتب کلام اللہ:

ساری انسانیت کی تا صبح قیامت رہنمائی کے لیے بنیادی طور پر جس کتاب کو اولیت حاصل ہے وہ قرآن کریم ہے۔ ظاہر بات ہے کہ جب اس کو لکھا جاتا تھا تو اس کے لیے قابل اعتماد اور پڑھے لکھے اشخاص کا تقرر ہوتا۔

آپ رضی اللہ عنہما کے کاتب وحی ہونے پر چند روایات اور ائمہ کی تصریحات ملاحظہ ہوں:

[1]: امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی البغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ)روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ نَوْفٍ الْبِكَالِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ آيَةُ الْكُرْسِيِّ أَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: اُكْتُبْهَا فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ أَجْرِ مَنْ قَرَأَهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

الشریعۃ لآجُرّی، رقم الحدیث:1940

ترجمہ: حضرت نَوف بِکالی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیۃ الکرسی نازل ہوئی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف قاصد بھیج کر حکم فرمایا: اس (آیۃ الکرسی) کو لکھ لو۔ کیونکہ قیامت تک جو بھی شخص اس کی تلاوت کرے گا آپ کو بھی اس کے برابر اجر ملتا رہے گا۔

فائدہ: 14 صدیوں سے بلامبالغہ روزانہ لاکھوں مسلمان آیۃ الکرسی کی تلاوت کرتے رہے ہیں۔ کر رہے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔ حدیث مذکور کے مطابق ان سب کا ثواب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی ساتھ مل رہا ہے اور ملتا رہے گا۔ اس کے علاوہ جتنی آیات کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کتابت کی ہے ان سب کا ثواب بھی آپ کے حصے میں اسی طرح 14 صدیوں سے چلا آ رہا ہے اور قیامت تک چلتا جائے گا۔

[2]: امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی البغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عِنْدَهُ يَكْتُبُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّ كَاتِبَكَ هٰذَا لَأَمِينٌ.

الشریعۃ لآجُرّی، رقم الحدیث: 1934

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف فرما تھے اور وحی کی کتابت کر رہے تھے۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے یہ کاتب (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) امانت

دار ہیں۔

[3]: امام ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی القرطبی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 456ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَكَانَا (مُعَاوِيَةُ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا). مُلَازِمَيْنِ لِلْكِتَابَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْوَحْيِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ لَا عَمَلَ لَهُمَا غَيْرُ ذٰلِكَ.

جوامع السیرۃ لابن حزم، فصل کتابہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: حضرت معاویہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قرآن اور احادیث مبارکہ کو لکھنے کے لیے اکثر اوقات موجود رہتے تھے۔ اوران دونوں کا اس اہم کام کے علاوہ دیگر (مستقل طور پر) کوئی اور کام نہیں تھا۔

فائدہ: یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مستقل تشکیل اسی کام کی تھی۔

[4]: امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر الانصاری الخزرجی شمس الدین القرطبی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 671ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ: أَلْقِ الدَّوَاةَ وَحَرِّفِ الْقَلَمَ وَأَقِمِ الْبَاءَ وَفَرِّقِ السِّينَ وَلَا تُعَوِّرِ الْمِيمَ وَحَسِّنِ اللهَ وَمُدَّ الرَّحْمٰنَ وَجَوِّدِ الرَّحِيمَ.

الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، تحت آیت وما کنت تتلومن قبلہ، سورۃ العنکبوت

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں قرآن کریم کو لکھا کرتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے معاویہ! دوات کی سیاہی درست رکھو، قلم کو ٹیڑھا کرو، (بسم اللہ الرحمن الرحیم کی) "ب" کھڑی لکھو "س" کے دندانے جدا رکھو، "م" کے دائرے کو اندھا نہ کرو (بلکہ کھلا رکھو)، لفظ "اللہ" خوب صورت لکھو، لفظ "رحمٰن" کو دراز کرو اور لفظ"

رحیم" عمدگی سے لکھو!

[5]: حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَتَى جِبْرِيلُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَقْرِءْ مُعَاوِيَةَ السَّلَامَ وَاسْتَوْصِ بِهِ خَيْرًا فَإِنَّهُ أَمِينُ اللهِ عَلَى كِتَابِهِ وَوَحْيِهِ وَنِعْمَ الْأَمِينُ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، تحت الترجمۃ: معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جبریل امین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) معاویہ (بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما) کو (میری طرف سے) سلام دیں۔ ان کو بھلائی کی تلقین کریں اس لیے کہ وہ اللہ کی کتاب (قرآن کریم) اور اس کی وحی کے امین ہیں اور بہت اچھے امین ہیں۔

[6]: حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَصَحِبَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَتَبَ الْوَحْيَ بَيْنَ يَدَيْهِ مَعَ الْكُتَّابِ وَرَوَى عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِيثَ كَثِيرَةً فِي الصَّحِيحَيْنِ وَغَيْرِهِمَا مِنَ السُّنَنِ وَالْمَسَانِيدِ وَرَوَى عَنْهُ جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، تحت الترجمۃ: معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دیگر کاتبین کی طرح وحی کو لکھا کرتے

تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے شمار احادیث روایت کی ہیں جو صحیحین (صحیح البخاری اور صحیح مسلم)اور دیگر حدیث کی کتابوں سنن اور مسانید میں موجود ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کی ایک بڑی جماعت حدیث نقل کرتی ہے۔

[7]: حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ)روایت نقل کرتے ہیں:

وَالْمَقْصُودُ مِنْهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ مِنْ جُمْلَةِ الْكُتَّابِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْوَحْيَ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، تحت الترجمۃ: معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: دلائل مذکورہ سے مقصود یہ حاصل ہوتا ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ انہی کاتبین وحی میں سے ایک ہیں جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں وحی کو لکھا کرتے تھے۔

کاتب کلام رسول اللہ ﷺ:

اہل اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث طیبہ (اقوال، افعال اور تقاریر۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی موجودگی میں کسی قول و فعل کو دیکھ سن کر رضامندی کا اظہار کرنا) حجت اور دلیل شرعی ہے۔ اس کا مطلقاً انکار کرنا کفر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین طیبہ احادیث مبارکہ کی کتابت کوئی معمولی بات نہیں بلکہ بہت بڑی سعادت اور بارگاہ نبوت میں قابل اعتماد ہونے کی دلیل ہے۔

دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی اللہ کریم نے یہ سعادت نصیب فرمائی تھی۔

1: امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی البغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ)روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سَهْلِ بْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ عُيَيْنَةُ بْنُ بَدْرٍ وَالْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ عَلَى رَسُولِ اللهِ فَسَأَلَاهُ فَأَمَرَ لَهُمَا بِمَا سَأَلَاهُ وَأَمَرَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمَا بِذٰلِكَ فَكَتَبَ لَهُمَا وَرَفَعَ إِلَى كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَحِيفَتَهٖ.

الشریعۃ لآجُرّی، رقم الحدیث:1939

ترجمہ: حضرت سہل بن حنظلیہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عُیَینہ بن بدر اور اقرع بن حابس رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے اور اپنی بعض ضروریات کے متعلق سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مطالبے کو پورا کرنے کا حکم دیا۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ایک تحریر لکھ کر ان کے حوالے کر دی جائے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو الگ الگ تحریر لکھ کر دے دی۔

2: امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی البغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ)روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي حَمْزَةَ الْقَصَّابِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ لِيْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اذْهَبْ! فَادْعُ مُعَاوِيَةَ وَكَانَ كَاتِبَهُ.

الشریعۃ لآجُرّی، رقم الحدیث:1937

ترجمہ: حضرت ابو حمزہ القصاب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ! معاویہ کو بلا کر لاؤ۔ راوی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے کاتب (قرآن اور خطوط وغیرہ لکھنے والے) تھے۔

3: حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا قَالَ: کَانَ مُعَاوِیَۃُ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ یَکْتُبُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، تحت الترجمۃ: معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرتے تھے

4: امام حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَکَانَ مِنَ الْکَتَبَۃِ الْحَسَبَۃِ الْفَصَحَۃِ .... وَ کَانَ طَوِیلًا أَبْیَضَ أَجْلَحَ وَصَحِبَ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ کَتَبَ لَہُ۔

الاصابۃ فی تمییز الصحابہ، تحت الترجمۃ: معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبین میں سے خوشخط اور فصیح انسان تھے۔ آپ طویل القامت، گورے چٹے، خوبصورت انسان تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور کاتب تھے۔

6: امام حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَ کَانَ مُعَاوِیَۃُ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ یَکْتُبُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیمَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْعَرَبِ.

الاصابۃ فی تمییز الصحابہ، تحت الترجمۃ: معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین مبارکہ (بھی) لکھا کرتے تھے۔ مزید یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل عرب کے درمیان ہونے والی خط وکتابت بھی تحریر کرتے تھے۔

اطاعت رسول ﷺ کا جذبہ:

امام سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی ابوالقاسم الطبرانی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا بَلَغَنَا ظُهُورُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَرَجْتُ وَافِدًا عَنْ قَوْمِي حَتَّى قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيتُ أَصْحَابَهُ قَبْلَ لِقَائِهِ فَقَالُوا: قَدْ بَشَّرَنَا بِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدَمَ عَلَيْنَا بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَقَالَ: قَدْ جَاءَكُمْ وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ ثُمَّ لَقِيتُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَحَّبَ بِي وَأَدْنَى مَجْلِسِي وَبَسَطَ لِي رِدَاءَهُ فَأَجْلَسَنِي عَلَيْهِ ثُمَّ دَعَا فِي النَّاسِ فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ وَأَطْلَعَنِي مَعَهُ وَأَنَا مِنْ دُونِهِ ثُمَّ حَمِدَ اللهَ وَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! هٰذَا وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ أَتَاكُمْ مِنْ بِلَادٍ بَعِيدَةٍ مِنْ بِلَادِ حَضْرَمَوْتَ طَائِعًا غَيْرَ مُكْرَهٍ بَقِيَّةُ أَبْنَاءِ الْمُلُوكِ بَارَكَ اللهُ فِيكَ يَا وَائِلُ وَفِي وَلَدِكَ ثُمَّ نَزَلَ وَأَنْزَلَنِي مَعَهُ وَأَنْزَلَنِي مَنْزِلًا شَاسِعًا عَنِ الْمَدِينَةِ وَأَمَرَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ أَنْ يُبَوِّئَنِي إِيَّاهُ فَخَرَجْتُ وَخَرَجَ مَعِي حَتَّى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ قَالَ: يَا وَائِلُ إِنَّ الرَّمْضَاءَ قَدْ أَصَابَتْ بَاطِنَ قَدَمَيَّ فَأَرْدِفْنِي خَلْفَكَ.

المعجم الصغیر للطبرانی، رقم الحدیث:1176

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی اطلاع ملی تو میں اپنی قوم کی طرف سے وفد لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں مدینہ منورہ آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ملا، انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے آنے کی خوشخبری تین دن پہلے دی ہے اور فرمایا تھا کہ آپ لوگوں کے پاس وائل بن حجر آئے گا۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مرحبا فرمایا اور مجھے اپنے قریب کیا، میرے لیے اپنی مبارک چادر بچھائی، مجھے اس پر بٹھایا اس کے بعد صحابہ کرام کو بلوایا۔ جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور مجھے بھی چڑھایا میں آپ کے پیچھے تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا: لوگو! یہ وائل بن حجر ہیں۔ آپ کے پاس بہت دور کے شہر سے آئے ہیں، کسی کے مجبور کیے بغیر اپنی مرضی اور خوشی سے آئے ہیں اور بادشاہوں کی اولاد میں سے ہیں۔(پھر مجھے فرمایا) اے وائل! اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کی اولاد میں برکت عطا فرمائے۔ منبر سے نیچے تشریف لائے اور مجھے بھی اتارا، مجھے مدینہ منورہ سے دور ایک جگہ پر مہمان کے طور پر ٹھہرایا اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ مجھے اس مکان تک چھوڑ آئیں۔ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلا، جب کچھ راستہ طے ہوا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: وائل! گرمی کی وجہ سے میرے دونوں پاؤں جھلس رہے ہیں اس لیے مجھے اپنے ساتھ سواری پر بٹھالیں۔

غزوہ حنین میں:

امام ابو عبد اللہ محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ (ت430ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: وَشَهِدَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا وَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ مِنْ غَنَائِمِ حُنَيْنٍ مِائَةً مِّنَ الْإِبِلِ وَأَرْبَعِينَ أُوقِيَّةً.

الطبقات الکبریٰ لابن سعد، رقم الحدیث:29

ترجمہ: محمد بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما غزوہ حنین میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حُنین کی غنیمت میں سے آپ کو100 اونٹ اور40 اوقیہ چاندی عنایت فرمائی۔

فائدہ: اُوقِیہ چاندی کا ایک باٹ جو 10.50 (ساڑھے دس) تولے کا ہوتا تھا جس کی مالیت40 درہم کے برابر تھی۔ فروری 2023ء میں چالیس اوقیہ کی قیمت نو لاکھ پینتیس ہزار ایک سو چھتیس136،35،9روپے بنتی ہے۔

درہم	پاکستانی کرنسی
1	584.46
ایک اوقیہ (40دراہم)	23378.4
چالیس اوقیہ (1600 دراہم)	9,35,136

دعائے نبوی سے خلافت کا اشارہ:

[1]: امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: يَا مُعَاوِيَةُ إِنْ وُلِّيتَ أَمْرًا فَاتَّقِ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَاعْدِلْ.

مسند احمد، رقم الحدیث:16933

ترجمہ: حضرت سعید بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاویہ! اگر آپ کو کسی علاقے کا والی (گورنر) بنا دیا جائے تو

خوف خدا کو ملحوظ رکھ کر عدل وانصاف قائم کرنا۔

[2]: امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی (ت360ھ) نے یہ روایت نقل کی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُمِّ حَبِيبَةَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَقَّ الْبَابَ دَاقٌّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اُنْظُرُوا مَنْ هٰذَا؟» قَالُوا: مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ: «إِئْذَنُوا لَهُ» وَدَخَلَ، وَعَلٰى أُذُنِهِ قَلَمٌ لَهُ يَخُطُّ بِهِ، فَقَالَ: مَا هٰذَا الْقَلَمُ عَلٰى أُذُنِكَ يَا مُعَاوِيَةُ؟ قَالَ: قَلَمٌ أَعْدَدْتُّهُ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ. قَالَ: جَزَاكَ اللهُ عَنْ نَبِيِّكَ خَيْرًا، وَاللهِ مَا اسْتَكْتَبْتُكَ إِلَّا بِوَحْيٍ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا أَفْعَلُ مِنْ صَغِيرَةٍ وَلَا كَبِيرَةٍ إِلَّا بِوَحْيٍ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ كَيْفَ بِكَ لَوْ قَدْ قَمَّصَكَ اللهُ قَمِيصًا؟ يَعْنِي: الْخِلَافَةَ. فَقَامَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ: فَجَلَسَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ وَإِنَّ اللهَ مُقَمِّصٌ أَخِي قَمِيصًا؟ قَالَ: نَعَمْ! وَلٰكِنْ فِيهِ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ وَهَنَاتٌ. فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، فَادْعُ لَهُ. فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اهْدِهِ بِالْهُدٰى وَجَنِّبْهُ الرَّدٰى، وَاغْفِرْ لَهُ فِي الْآخِرَةِ وَالْأُولٰى.

المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث: 1838

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی زوجہ مطہرہ) سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف فرما تھے۔ باہر سے کسی نے دروازے پر دستک دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو کون ہے؟ جواب ملا کہ معاویہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں اندر بلائیں! آپ رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ کے کان پر قلم اٹکا ہوا تھا، جس سے وہ (قرآن، فرامین رسول، مکاتیب پیغمبر وغیرہ) لکھا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے معاویہ! آپ نے کان پر قلم کیوں رکھا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین مبارکہ کو لکھنے کے

لیے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کریم آپ کو میری طرف سے (اپنی شان کے مطابق) جزائے خیر عطا فرمائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں آپ سے کتابت والا کام اللہ کے حکم کی بنیاد پر کراتا ہوں کیونکہ میں ہر چھوٹا بڑا کام اللہ عز وجل کی وحی کے تحت کرتا ہوں ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر آپ کو اللہ تعالیٰ قمیص (خلعت خلافت) عطا فرمائے تو اس وقت آپ کی حالت کیا ہو گی؟ (آپ کس طرح معاملات سر انجام دیں گے ؟) یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوئیں اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا میرے بھائی کو اللہ تعالیٰ قمیص (خلعت خلافت) پہنائیں گے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں ! لیکن (میرے زمانے کے بنسبت اس زمانے میں) شر و فساد زیادہ ظاہر ہو گا۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے بھائی کے حق میں خیر کی دعا فرما دیجیے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ کے حق میں دعا کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ ! اسے ہدایت کی طرف رہنمائی عطا فرما، اسے ہلاکت سے محفوظ فرما۔ اس کی آخرت اور دنیا میں مغفرت فرما۔

[3]: امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرِّی البغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: قَالَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَا زِلْتُ فِي طَمَعٍ مِنَ الْخِلَافَةِ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَا مُعَاوِيَةُ إِنْ مَلَكْتَ فَأَحْسِنْ.

الشریعۃ لآجُرِّی، رقم الحدیث:1966

ترجمہ: حضرت عبد الملک بن عمیر رحمہ اللہ سے مروی ہے حضرت معاویہ رضی اللہ

عنہ نے فرمایا: جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا کہ معاویہ اگر آپ حاکم بن جائیں تو رعایا سے حسن سلوک کرنا اسی وقت سے مجھے امید تھی کہ اللہ مجھے حکمرانی عطا فرمائیں گے۔

[4]: امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی البغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مَسْلَمَةَ بْنِ مُخَلَّدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَمَكِّنْ لَهُ فِي الْبِلَادِ وَقِهِ الْعَذَابَ.

الشریعۃ لآجُرّی، رقم الحدیث:1919

ترجمہ: حضرت مسلمہ بن مُخَلّد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے اللہ معاویہ کو (قرآن و سنت کو) لکھنے کا علم عطا فرما ان کی سلطنت کو مستحکم فرما اور ان کو عذاب سے محفوظ فرما۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی نمایاں خدمات پیش کیں۔

جنگ یمامہ میں شرکت:

ربیع الاول سن 12 ہجری سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں عقیدہ ختم نبوت کے دفاع میں ایک عظیم جنگ ہوئی، جسے "جنگ یمامہ" کہتے ہیں۔ اسی جنگ میں جھوٹا مدعی نبوت مسیلمہ بن حبیب کذاب کو قتل کیا گیا۔ اس کا قتل ان تین حضرات کی طرف منسوب ہے:

1: وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ

2: معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

3: ابو دجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ

چنانچہ امام حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَقَدْ يَكُونُ لَهُ شِرْكٌ فِي قَتْلِهِ وَإِنَّمَا الَّذِي طَعَنَهُ وَحْشِيٌّ وَجَلَّلَهُ أَبُو دُجَانَةَ سِمَاكُ بْنُ خَرَشَةَ بِالسَّيْفِ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: فضل معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: مسیلمہ کذاب کے قتل میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے۔ پہلے حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے نیزہ سے وار کیا اور ابو دجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ نے تلوار سے وار کیا۔

امام حسین بن محمد بن الحسن اَلدِّیَار بَکْری رحمہ اللہ (المتوفیٰ:966ھ) روایت

نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَنَا قَتَلْتُهُ۔

تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس، ذکر تقدیم خالد بن الولید رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مسیلمہ کذاب کو قتل کیا۔

فائدہ: مسیلمہ کذاب کا قتل تین حضرات کی طرف منسوب ہے۔ اس میں تطبیق کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ان میں سے حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ نے اول اول اسے نیزہ مار کر زخمی کیا ہو، اسی دوران حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا نیزہ بھی جا لگا ہو۔ زخمی ہو کر گرا ہو تو حضرت ابو دجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ نے تلوار سے وار کر کے اس کا کام تمام کیا ہو۔

بطور امیر لشکر:

شام کی فتح کے لیے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مختلف لشکر روانہ کیے۔ انہی لشکروں میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی یزید بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر بنا کر روانہ کیا۔ ایک مرتبہ حضرت یزید بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ کو کمک کی ضرورت پڑی۔ لوگوں نے آ کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بتایا اور امدادی دستہ روانہ کرنے کی درخواست کی۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَاجْتَمَعَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أُنَاسٌ فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأَمَرَهُ بِاللِّحَاقِ بِيَزِيدَ فَخَرَجَ مُعَاوِيَةُ حَتّٰى لَحِقَ بِيَزِيدَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۔

تاریخ الطبری تاریخ الرسل والملوک، ذکر الخبر عما کان فیہا من الاحداث

ترجمہ: لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے امدادی دستے کا امیر بنایا اور انہیں حکم دیا کہ آپ اپنے بھائی یزید بن ابو سفیان کی زیر قیادت لشکر میں شامل ہوں چنانچہ حضرت معاویہ (امیر لشکر بن کر) روانہ ہوئے اور (اپنے بھائی) یزید کے لشکر سے جا ملے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی نمایاں خدمات پیش کیں۔

جنگ یرموک میں شرکت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں شام کے علاقے یرموک میں ایک معرکہ لڑا گیا جسے "جنگِ یرموک" کہا جاتا ہے۔ اس میں اہل اسلام کے چوبیس ہزار شیر دل مجاہد شریک جنگ ہوئے ان میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے والد محترم حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ آپ کی والدہ محترمہ سیدہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا، آپ کی ہمشیرہ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے بھائی حضرت یزید بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ بھی شریک ہوئے۔ اس میں آپ کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی آنکھ بھی شہید ہوئی۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَآثَارٌ مَحْمُودَةٌ فِي يَوْمِ الْيَرْمُوكِ وَمَا قَبْلَهُ وَمَا بَعْدَهُ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: فضل معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی) جنگ یرموک میں اور اس سے پہلے بھی اور بعد میں بھی عسکری کارکردگی قابل تعریف ہے۔

فائدہ: جنگ یرموک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شروع ہوئی تھی۔ ایام جنگ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ابتدائی زمانہ خلافت میں جنگ مکمل ہوئی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔

سیاسی مشاورت:

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو فرمایا: آپ کبھی ہمارے ہاں تشریف لائیں! چنانچہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے اِن کے گھر تشریف لائے۔

امام عمر بن شَبّہ بن عبیدہ بن رِیطۃ النُّمَیری البصری رحمہ اللہ (ت 262ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ: فَأَتَيْتُهُ يَوْمًا وَهُوَ خَالٍ بِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بِالْبَابِ لَمْ يَدْخُلْ فَرَجَعَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَلَمَّا رَأَيْتُهُ يَرْجِعُ رَجَعْتُ فَلَقِيَنِي عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ لَمْ أَرَكَ أَتَيْتَنَا قُلْتُ: قَدْ جِئْتُ وَأَنْتَ خَالٍ بِمُعَاوِيَةَ فَرَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَرْجِعُ فَرَجَعْتُ، قَالَ: أَنْتَ أَحَقُّ بِالْإِذْنِ مِنَ ابْنِ عُمَرَ.

تاریخ المدینۃ لابن شَبّہ، حبسُ عمر رضی اللہ عنہ الحُطیئۃ فی ھجائہ الزِبرِقان بن بدر

ترجمہ: حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا آپ اس وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے سیاسی مشاورت میں مصروف تھے اور آپ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ دروازے پر موجود تھے انہیں بھی اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ میں نے جب یہ حالات دیکھے تو واپس آگیا۔ کچھ عرصہ بعد مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملے اور فرمایا: بیٹے! کیا بات ہے آپ ہمارے ہاں تشریف کیوں نہیں لائے؟ (حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ) میں نے کہا میں آپ سے ملنے آپ کے ہاں آیا تھا لیکن آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے سیاسی امور پر تبادلہ خیال فرما رہے تھے میں نے دیکھا کہ آپ کے بیٹے عبد اللہ بھی اندر جانے کے بجائے واپس لوٹ گئے تو میں

بھی واپس لوٹ آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کہاں میرا بیٹا عبد اللہ اور کہاں آپ کا مقام و مرتبہ !یعنی جب آپ تشریف لائے تھے تو اطلاع کر دیتے میں اپنا کام موخر کرلیتااور آپ سے ملاقات کرتا۔

حج کے موقع پر حاضری:

امام احمد بن یحیٰ بن جابر بن داود البلاذری رحمہ اللہ (ت 279ھ)روایت نقل کرتے ہیں:

لَمَّا تُوفِّيَ أَبُو بَكْرٍ وَوُلِّيَ عُمَرُ وَلّٰى يَزِيْدَ بْنَ أَبِيْ سُفْيَانَ بَعْدَ وَفَاةِ أَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ الشَّامَ فَقَدِمَ مُعَاوِيَةُ مِنَ الشَّامِ عَلٰى عُمَرَ وَقَدْ حَجَّ عُمَرُ فَدَخَلَ عَلَيْهِ مُعَاوِيَةُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: مَتٰى قَدِمْتَ؟ قَالَ: اَلْآنَ وَبَدَأْتُ بِكَ قَالَ: فَأْتِ أَبَوَيْكَ وَابْدَأْ بِهِنْدٍ فَانْصَرَفَ مُعَاوِيَةُ فَبَدَأَ بِهِنْدٍ فَقَالَتْ لَهُ: يَا بُنَيَّ إِنَّهُ وَاللهِ قَلَّ مَا وَلَدَتْ حَرَّةٌ مِثْلَكَ وَقَدِ اسْتَنْهَضَكُمْ هٰذَا الرَّجُلُ فَاعْمَلُوْا بِمَا يُوَافِقُهُ وَاجْتَنِبُوْا مَا يُكْرِهُهُ.

انساب الاشراف للبلاذری، الرقم:31

ترجمہ: جب (خلیفہ اول) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو (خلیفہ دوم) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بیٹے یزید رضی اللہ عنہ کو شام کا حاکم بنایا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شام سے حضرت عمر سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج کے تشریف لے گئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی وہاں پہنچے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: آپ کب پہنچے؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ابھی پہنچا ہوں اور سب سے پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کو سب سے پہلے اپنے والدین کے پاس

جانا چاہیے اور خصوصاً اپنی والدہ سیدہ ہند رضی اللہ عنہا کے پاس۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے پاس تشریف لے گئے ان سے گفتگو کی۔ سیدہ ہند رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بیٹے! اللہ کی قسم! بہت کم مائیں آپ جیسے بیٹے جنتی ہیں۔ (لیکن یہ بات بھی یاد رکھو کہ) آپ کو ابھی جو عروج ملا ہے وہ امیر المومنین کی وجہ سے ملا ہے اس لیے ہمیشہ ان کے مزاج کا خیال کرو جو بات انہیں پسند ہو اسے اختیار کرو اور جو چیز انہیں ناپسند ہو اس سے اجتناب کرو۔

والی حمص کا تقرر:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: لَمَّا عَزَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عُمَيْرَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ حِمْصَ وَلَّى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ النَّاسُ: عَزَلَ عُمَيْرًا وَوَلَّى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ عُمَيْرٌ: لَا تَذْكُرُوا مُعَاوِيَةَ إِلَّا بِخَيْرٍ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اهْدِ بِهِ.

سنن الترمذی، رقم الحدیث: 3843

ترجمہ: حضرت ابو ادریس خولانی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حمص کا والی مقرر فرمایا تو بعض لوگوں نے کہا کہ عجیب بات ہے کہ عمیر کو معزول کر کے معاویہ کو والی بنا دیا۔ حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: حضرت معاویہ کا تذکرہ ہمیشہ اچھے الفاظ میں کرو کیونکہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے حق میں یہ الفاظ خود سنے ہیں کہ اے اللہ! معاویہ کے ذریعے لوگوں کو ہدایت نصیب فرما۔ (اب ان کے ذریعے ہدایت ہی پھیلے گی)

سالانہ وظیفہ دس ہزار دینار:

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمری القرطبی رحمہ اللہ (ت 463ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسٰى عَنْ أَبِيهِ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَزَقَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلٰى عَمَلِهِ الشَّامَ عَشَرَةَ آلافِ دِينَارٍ كُلَّ سَنَةٍ.

الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ذکر معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت ابو سلیمان موسیٰ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے سالانہ وظیفہ دس ہزار دینار مقرر فرمایا جس وقت آپ کو شام کا والی بنایا۔

مصائب میں مسکرانا:

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمری القرطبی رحمہ اللہ (ت 463ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَذُمَّ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عِنْدَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَوْمًا فَقَالَ: دَعُوْنَا مِنْ ذَمِّ فَتَى قُرَيْشٍ مَنْ يَّضْحَكُ فِي الْغَضَبِ وَلَا يُنَالُ مَا عِنْدَهُ إِلَّا عَلَى الرِّضَا وَلَا يُؤْخَذُ مَا فَوْقَ رَأْسِهِ إِلَّا مِنْ تَحْتِ قَدَمَيْهِ۔

الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، تحت الترجمۃ: معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے نامناسب بات کی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس قریشی نوجوان کے بارے نامناسب باتیں نہ کرو جو سخت غصے کی حالت میں بھی مسکرا دیتا ہے (یعنی بہت حلم اور حوصلے والا انسان ہے) اس کے پاس جو کچھ ہے اس کی رضامندی کے بغیر نہیں لیا جا سکتا اور اس کے سر کی چیز کو حاصل کرنے کے لیے اس کے قدموں میں گرنا پڑتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان کہ معاویہ رضی اللہ عنہ میں خیر ہی خیر دیکھی:

امام حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَقَالَ عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ عَنْ جَدِّهِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: دَخَلَ مُعَاوِيَةُ عَلَى عُمَرَ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ خَضْرَاءُ فَنَظَرَ إِلَيْهَا الصَّحَابَةُ فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ عُمَرُ وَثَبَ إِلَيْهِ بِالدِّرَّةِ فَجَعَلَ يَضْرِبُهُ بِهَا وَجَعَلَ مُعَاوِيَةُ يَقُولُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيَّ. فَرَجَعَ عُمَرُ إِلَى مَجْلِسِهِ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ: لِمَ ضَرَبْتَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَمَا فِي قَوْمِكَ مِثْلُهُ؟ فَقَالَ: وَاللهِ مَا رَأَيْتُ إِلَّا خَيْرًا وَمَا بَلَغَنِي إِلَّا خَيْرٌ وَلٰكِنِّي رَأَيْتُهُ -وَأَشَارَ بِيَدِهِ- فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَضَعَ مِنْهُ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، تحت الترجمۃ: معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت ایک سبز رنگ کا جوڑا پہنا ہوا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف (تعجب سے) دیکھنا شروع کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ معاملہ دیکھا تو درہ لے کر کھڑے ہوئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے قریب آئے اور اپنے درہ سے مارنے لگے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پکار پکار کر کہتے رہے اللہ اللہ امیر المومنین آپ مجھے کیوں مار رہے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوئی جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ واپس اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کی: آپ نے اس کو کیوں مارا؟ حالانکہ ان جیسا انسان آپ کی قوم میں کوئی نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے اس میں بھلائی اور خیر کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا۔ اور اس کے متعلق مجھے صرف بھلائی اور خیر کی ہی خبر ملی

ہے۔ لیکن میں یہ چاہتا تھا کہ یہ اس لباس کو اتارے اور آپ نے ان کے لباس کی طرف اشارہ کیا۔

شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

لَمَّا قَدِمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الشَّامَ تَلَقَّاهُ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي مَوْكِبٍ عَظِيمٍ فَلَمَّا دَنَا مِنْ عُمَرَ قَالَ لَهُ: أَنْتَ صَاحِبُ الْمَوْكِبِ؟ قال: نَعَمْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ.قَالَ: هٰذَا حَالُكَ مَعَ مَا بَلَغَنِي مِنْ طُولِ وُقُوفِ ذَوِي الْحَاجَاتِ بِبَابِكَ؟ قَالَ: هُوَ مَا بَلَغَكَ مِنْ ذٰلِكَ.قَالَ: وَلِمَ تَفْعَلُ هٰذَا؟ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَكَ بِالْمَشْيِ حَافِيًا إِلَى بِلَادِ الْحِجَازِ، قَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّا بِأَرْضٍ جَوَاسِيسُ الْعَدُوِّ فِيهَا كَثِيرَةٌ فَيَجِبُ أَنْ نَظْهَرَ مِنْ عِزِّ السُّلْطَانِ مَا يَكُونُ فِيهِ عِزٌّ لِلْإِسْلَامِ وَأَهْلِهِ وَيُرْهِبُهُمْ بِهِ، فَإِنْ أَمَرْتَنِي فَعَلْتُ، وَإِنْ نَهَيْتَنِي انْتَهَيْتُ.

فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا مُعَاوِيَةُ مَا سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا تَرَكْتَنِي فِي مِثْلِ رَوَاجِبِ الضِّرْسِ لَئِنْ كَانَ مَا قُلْتَ حَقًّا إِنَّهُ لَرَأْيٌ أَرَيْتَ وَلَئِنْ كَانَ بَاطِلًا إِنَّهُ لَخَدِيعَةٌ أَدَّيْتَ.قَالَ:فَمُرْنِي يَا أَمِيرَالْمُؤْمِنِينَ بِمَاشِئْتَ قَالَ: لَا آمُرُكَ وَلَا أَنْهَاكَ.فَقَالَ رَجُلٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا أَحْسَنَ مَا صَدَرَ الْفَتَى عَمَّا أَوْرَدْتَهُ فِيهِ؟ !فَقَالَ عُمَرُ: لِحُسْنِ مَوَارِدِهِ وَمَصَادِرِهِ جَشَّمْنَاهُ مَا جَشَّمْنَاهُ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ذکر شیئ من ایامہ

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب شام کی طرف روانہ ہوئے تو دیکھا کہ ایک بڑے مجمع کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے استقبال کے لیے آرہے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: معاویہ !آپ شان و شوکت والا مجمع رکھتے ہیں؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جی ہاں امیر المومنین (ایسے ہی ہے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ ضرورت مند لوگ آپ کے دروازے کے سامنے کافی دیر تک کھڑے رہتے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ کو ملنے والی اطلاع درست ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کو حجاز تک ننگے پاؤں (پیدل) چلنے کا حکم دوں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے امیر المومنین!ہم جہاں رہتے ہیں یہاں دشمنوں کے جاسوس بہت رہتے ہیں (جو ہمارے احوال ہمارے دشمنوں تک پہنچاتے ہیں) اس لیے ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ دیکھیں۔ جس میں درحقیقت اسلام اور اہل اسلام کی شان و شوکت ہے اور اسی کے ذریعے ہم انہیں مرعوب رکھتے ہیں۔ آپ مجھے جو حکم دیں میں اس کی تعمیل کروں گا آپ حکم فرمائیں تو اسے قائم رکھوں اور آپ منع کر فرمائیں تو میں رک جاؤں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں جو بات آپ سے پوچھتا ہوں آپ الٹا مجھے اسی میں الجھا دیتے ہو۔ اگر آپ سچ کہہ رہے ہیں تو یہ ایک عمدہ رائے (تدبیر) ہے جو آپ نے پیش کی ہے اور اگر یہ بات غلط ہے تو پھر ایک چال ہے جو آپ نے چلی ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: جیسے آپ کا حکم ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نہ تو اس بارے میں تمہیں حکم دیتا ہوں اور نہ روکتا ہوں۔ ایک شخص (حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ) جو اس وقت وہاں موجود تھے انہوں نے فرمایا: امیر المومنین اس نوجوان نے آپ کی بات کا کیا ہی خوبصورت انداز میں جواب دیا۔ (ان کی یہ بات سن کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کی انہی خداداد صلاحیت اور استعداد کی وجہ سے ہم نے انہیں بہت بڑی ذمہ دار سونپ رکھی

ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان کہ فرقہ بندی سے بچو ورنہ شام میں معاویہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هَارُونَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ بَعْدِي فَإِنْ فَعَلْتُمْ فَإِنَّ مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: فضل معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت ابوہارون رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار فرمایا: میرے بعد آپس کی فرقہ بندی سے بچنا اور اگر تم نے ایسا کر لیا (یعنی فرقہ بندی کی کوشش کی) تو ملک شام میں معاویہ موجود ہیں (تمہیں سیدھا کریں گے)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی نمایاں خدمات پیش کیں۔

ساحلی علاقوں کی مضبوطی:

امام احمد بن یحیٰ بن جابر بن داود البَلَاذُری رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

لَمَّا اسْتُخْلِفَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَتَبَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ يَأْمُرُهُ بِتَحْصِيْنِ السَّوَاحِلِ وَشَحْنَتِهَا وَإِقْطَاعِ مَنْ يَّنْزِلُهُ إِيَّاهَا الْقَطَائِعَ فَفَعَلَ.

فتوح البلدان، فتح مدینۃ دِمَشق وارضہا

ترجمہ: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا جس میں ساحلی علاقوں کو مضبوط بنانے اور حفاظتی دستے متعین کرنے کا حکم دیا مزید یہ کہ جو ان علاقوں میں مقیم لوگوں کے لیے وظائف اور جاگیریں مقرر کرنے کا حکم دیا۔

پہلا بحری جہاد:

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بحری جہاد کی پیش گوئی فرمائی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پوری ہوئی۔ سب سے پہلے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس بحری جہاد کے امیر لشکر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس کی اجازت مانگی لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بعض وقتی حالات کے تقاضوں کی وجہ سے اسے ملتوی فرمایا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اجازت مل گئی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ خَالَتِهِ أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ قَالَتْ نَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَرِيبًا مِنِّي ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَتَبَسَّمُ فَقُلْتُ مَا أَضْحَكَكَ قَالَ أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ يَرْكَبُونَ هٰذَا الْبَحْرَ الْأَخْضَرَ كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ قَالَتْ فَادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ نَامَ الثَّانِيَةَ فَفَعَلَ مِثْلَهَا فَقَالَتْ مِثْلَ قَوْلِهَا فَأَجَابَهَا مِثْلَهَا فَقَالَتِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ فَخَرَجَتْ مَعَ زَوْجِهَا عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ غَازِيًا أَوَّلَ مَا رَكِبَ الْمُسْلِمُونَ الْبَحْرَ مَعَ مُعَاوِيَةَ فَلَمَّا انْصَرَفُوا مِنْ غَزْوِهِمْ قَافِلِينَ فَنَزَلُوا الشَّامَ فَقُرِّبَتْ إِلَيْهَا دَابَّةٌ لِتَرْكَبَهَا فَصَرَعَتْهَا فَمَاتَتْ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث:2799

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی خالہ سیدہ ام حرام بنت مِلحان رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس جگہ آرام فرما تھے وہ جو جگہ میرے قریب تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے، مسکرائے۔ میں نے عرض کی: آپ کس بات پر مسکرا رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے میری امت کے کچھ لوگوں پیش کیے گئے (یعنی خواب میں دکھلائے گئے) جو قتال فی سبیل اللہ کے لیے سبز سمندر پر سوار ہوں گے جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کی: آپ اللہ سے میرے لیے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل فرما دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی اور دوبارہ سو گئے۔ پھر پہلی مرتبہ کی طرح کیا(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے، مسکرائے۔) اور ام حرام رضی اللہ عنہا نے بھی پہلی مرتبہ کی طرح کیا(انہوں نے پوچھا کہ آپ کس بات پر مسکرا رہے

ہیں؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی مرتبہ کی طرح جواب دیا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے میری امت کے کچھ لوگوں پیش کیے گئے یعنی خواب میں دکھلائے گئے جو قتال فی سبیل اللہ کے لیے سبز سمندر پر سوار ہوں گے جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھے ہوتے ہیں۔) سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کی: آپ اللہ سے میرے لیے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل فرمادے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ انہی پہلے (بحری جہاد کرنے والے) لوگوں میں شامل ہیں ۔چنانچہ وہ اپنے شوہر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جہاد کے لیے تشریف لے گئیں جب مسلمان پہلی مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت سمندری سفر (جہاد) پر روانہ ہوئے۔ جب غزوے سے واپس تشریف لائے تو شام میں پڑاؤ کیا۔ اس سفر میں آپ کے قریب سواری لائی گئی تاکہ آپ اس پر سوار ہوسکیں اس سواری نے آپ کو زمین پر گرادیا (آپ نیچے گر گئیں) جس کے سبب سے آپ وفات پاگئیں۔

میری امت کا پہلا بحری لشکر جہاد جنتی ہے:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أُمِّ حَرَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا ۔قَالَتْ :أُمُّ حَرَامٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ: أَنَا فِيهِمْ ۔قَالَ: أَنْتِ فِيهِمْ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث:2924

ترجمہ: سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو سمندری سفر کر

کے جہاد کے لیے جائے گا اس نے اپنے لیے (اللہ کی رحمت، مغفرت، جنت) واجب کر لی۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں! آپ ان میں شامل ہیں۔

امام حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ الْمُهَلَّبُ رَحِمَهُ اللهُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ مَنْقَبَةٌ لِمُعَاوِيَةَ لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ غَزَا الْبَحْرَ.

فتح الباری، رقم الحدیث:2924

ترجمہ: حضرت مُہَلَّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث مذکور میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت پائی جاتی ہے کیونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے (مسلمان حکمران) ہیں جنہوں نے بحری جنگ لڑی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت:

خلیفۃ الرسول سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں بلوائیوں نے شورش بپا کی اور آپ کو قتل کرنے کے منصوبے بنانے لگے اس موقع پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ آپ شام تشریف لائیں! وہاں آپ کی جان کا تحفظ بھی ہو گا اور وہ لوگ اطاعت گزار بھی ہیں لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے قبول نہ فرمایا۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَقَالَ: لَا أَخْتَارُ بِجِوَارِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِوَاهُ. فَقَالَ: أُجَهِّزُ لَكَ جَيْشًا مِنَ الشَّامِ يَكُونُونَ عِنْدَكَ يَنْصُرُونَكَ؟ فَقَالَ: إِنِّي أَخْشَى أَنْ

أُضَيِّقَ بِهِمْ بَلَدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَصْحَابِهِ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ. قَالَ مُعَاوِيَةُ: فَوَ اللهِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَتُغْتَالَنَّ- أَوْ قَالَ: لَتُغْزَيَنَّ- فَقَالَ عُثْمَانُ: حَسْبِيَ اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ. ثُمَّ خَرَجَ مُعَاوِيَةُ مِنْ عِنْدِهِ وَهُوَ مُتَقَلِّدٌ السَّيْفَ وَقَوْسُهُ فِي يَدِهِ، فَمَرَّ عَلَى مَلَاءٍ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ فِيهِمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فَوَقَفَ عَلَيْهِمْ وَاتَّكَاءَ عَلَى قَوْسِهِ وَتَكَلَّمَ بِكَلَامٍ بَلِيغٍ يَشْتَمِلُ عَلَى الْوَصَاةِ بِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ وَالتَّحْذِيْرِ مِنْ إِسْلَامِهِ إِلَى أَعْدَائِهِ ثُمَّ انْصَرَفَ ذَاهِبًا.

البدایۃ والنہایۃ، دخلت سنۃ ثلاث و ثلاثین ففیھا مقتل عثمان رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس نہیں چھوڑ سکتا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ کی حفاظت کے لیے ایک دستہ شام سے روانہ کرتا ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ اس طرح اس دستے کو سنبھالنے کا شہر رسول کے مہاجرین و انصار پر بوجھ پڑے گا (جو مجھے پسند نہیں) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی امیر المومنین! اللہ کی قسم! مجھے خدشہ ہے کہ آپ پر اچانک حملہ نہ ہو جائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہی سب سے بہتر کارساز ہے۔ (جب ان حفاظتی تدابیر کے لیے رضامند نہ ہوئے تو) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے شام کے سفر کے لیے تلوار اور کمان وغیرہ سے مسلح ہو کر نکلے اور مہاجرین و انصار کی مجلس میں تشریف لے گئے جہاں حضرت علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ آپ نے اپنی کمان سے ٹیک لگا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت سے متعلقہ ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تاکید فرمائی کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو

ان کے دشمنوں سے محفوظ رکھیں۔ اس کے بعد آپ شام کی طرف چل دیے۔

مجھ سے سب راضی گئے:

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری رحمہ اللہ (ت310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ مُعَاوِيَةُبْنُ اَبِیْ سُفْيَانَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مَعْصُومًا فَوَلَّانِیْ وَأَدْخَلَنِي فِي أَمْرِهِ ثُمَّ اسْتُخْلِفَ أَبُوبَكْرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ فَوَلَّانِیْ ثُمَّ اسْتُخْلِفَ عُمَرُ فَوَلَّانِیْ ثُمَّ اسْتُخْلِفَ عُثْمَانُ فَوَلَّانِیْ فَلَمْ أَلِ لأَحَدٍ مِنْهُمْ وَلَمْ يُوَلِّنِي إِلَّا وَهُوَ رَاضٍ عَنِّي.

تاریخ الطبری تاریخ الرسل والملوک، ذکر تسییر من سیر من اھل الکوفۃ الیھا

ترجمہ: (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم معصوم (عن الخطاء) تھے انہوں نے مجھے والی بنایا اور اپنے کام (اشاعت وحفاظت دین) میں مجھے شریک کیا۔ آپ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ (اول) بنے انہوں نے مجھے والی مقرر فرمایا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ (دوم) بنے انہوں نے بھی مجھے والی مقرر فرمایا اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ (سوم) بنے انہوں نے بھی مجھے والی بنایا۔ میں ان میں سے جس کے لیے والی بنا اور جس نے مجھے والی بنایا وہ سب مجھ سے راضی رہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد کی بنیاد پر پہلے خون عثمان کے قصاص کا مطالبہ کیا۔ اس دوران جنگ صفین کا ناخوشگوار واقعہ بھی پیش آیا۔ جس کا تذکرہ ہم اعتراضات وجوابات کے ذیل میں قدرے تفصیل سے کریں گے لیکن ان سب کے باوجود دونوں کا آپس میں پیار و محبت اور باہمی عزت و احترام کا برتاؤ مثالی رہا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خود سے افضل سمجھنا:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقصد محض سلطنت قائم کرنا نہ تھا بلکہ آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خود سے افضل اور خلافت کا زیادہ حقدار سمجھتے تھے۔

امام شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ أَبُو مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ وَجَمَاعَةٌ لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنْتَ تُنَازِعُ عَلِيًّا أَمْ أَنْتَ مِثْلُهُ؟ فَقَالَ:لَا وَاللهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّ عَلِيًّا أَفْضَلُ مِنِّي وَأَحَقُّ بِالْأَمْرِ وَلٰكِنْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ مَظْلُوْمًا وَأَنَا ابْنُ عَمِّهِ وَإِنَّمَا أَطْلُبُ بِدَمِهِ فَأْتُوْا عَلِيًّا فَقُوْلُوْا لَهُ: فَلْيَدْفَعْ إِلَيَّ قَتَلَةَ عُثْمَانَ وَأَسْلَمُ لَهُ.

تاریخ الاسلام للذھبی، ج3 ص540

ترجمہ: حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور عرض کی: آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلافت کے معاملے میں کیوں جھگڑتے ہیں؟ کیا آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے ہیں؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسی بات نہیں۔ اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

مجھ سے افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ حقدار ہیں لیکن آپ نہیں جانتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ظلماً قتل کر دیا گیا؟ اور میں اُن کا چچازاد ہوں اور ان کے قصاص کا مطالبہ کر رہا ہوں آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ قاتلین عثمان کو میرے حوالے کر دیں اور میں یہاں کا نظام ان کے سپرد کر دوں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا احترام:

(شیعہ مصنف) محمد بن حسین بن موسیٰ سید شریف رضی (ت406ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَالظَّاهِرُ أَنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ وَنَبِيَّنَا وَاحِدٌ وَدَعْوَتَنَا فِي الْإِسْلَامِ وَاحِدَةٌ لَا نَسْتَزِيْدُهُمْ فِي الْإِيْمَانِ بِاللهِ وَالتَّصْدِيْقِ بِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَلَا يَسْتَزِيْدُوْنَنَا. اَلْأَمْرُ وَاحِدٌ إِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِيْهِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَنَحْنُ مِنْهُ بُرَآء.

نہج البلاغۃ، ج3، ص114

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ یقیناً ہم دونوں (میرا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کا رب ایک (اللہ ہی) ہے۔ ہمارا نبی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ایک ہے۔ ہماری اسلام کی دعوت ایک ہی ہے نہ تو ہم اُن سے اللہ پر ایمان لانے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنے میں آگے بڑھے ہوئے ہیں اور نہ ہی وہ ہم سے اس بارے آگے بڑھے ہوئے ہیں یعنی ہم دونوں برابر ہیں۔ ہمارا اختلاف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ناحق خون (قتل) کے بارے اختلاف ہوا ہے اور ہم اس سے بری ہیں۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خونِ عثمان کے قصاص کے بارے باہمی جنگ ہو رہی تھی اس وقت رومی بادشاہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ پیشکش کی کہ میں اس جنگ میں آپ کا یہ تعاون کر سکتا ہوں

کہ اپنی عظیم فوج آپ کے پاس بھیج دیتا ہوں تاکہ آپ علی رضی اللہ عنہ کو شکست دے سکیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رومی بادشاہ کو درج ذیل خط لکھا:

امام حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

كَتَبَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَيْهِ: وَاللهِ لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ وَتَرْجِعْ إِلٰى بِلَادِكَ يَا لَعِينُ لَأَصْطَلِحَنَّ أَنَا وَابْنُ عَمِّي عَلَيْكَ وَلَأُخْرِجَنَّكَ مِنْ جَمِيعِ بِلَادِكَ وَلَأُضَيِّقَنَّ عَلَيْكَ الْأَرْضَ بِمَا رَحُبَتْ. فَعِنْدَ ذٰلِكَ خَافَ مَلِكُ الرُّومِ وَانْكَفَّ.

البدایۃ والنھایۃ لابن کثیر، رقم الترجمۃ: معاویۃ رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رومی بادشاہ کو خط لکھا کہ اے لعنتی انسان! اگر تو اپنی گندی عادتوں سے باز نہ آیا اور اپنے ملک کی طرف واپس نہ گیا تو میں تیرے خلاف اپنے چچازاد (علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) سے صلح کر لوں گا اور تجھے یہاں سے نکال دوں گا اور زمین کو وسعت کے باوجود تیرے اوپر تنگ کر دوں گا۔ اس بات سے رومی بادشاہ خوف زدہ ہوا اور باز آگیا۔

فریقین مسلمان اور جنتی ہیں... حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

سید الحفاظ امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان الکوفی رحمہ اللہ (ت235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سُئِلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ قَتْلٰى يَوْمِ صِفِّينَ؟ فَقَالَ: قَتْلَانَا وَقَتْلَاهُمْ فِي الْجَنَّةِ.

المصنف لابن ابی شیبۃ، رقم الحدیث: 39035

ترجمہ: حضرت یزید بن اصم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین کے مقتولین کے بارے پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ہمارے مقتولین اور ان (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کے مقتولین جو اس جنگ میں شہید ہو گئے دونوں جنتی ہیں۔

چنانچہ (شیعہ مصنف) ابو عباس عبداللہ بن جعفر الحمیری (ت300ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْهِ رَحِمَهُ اللهُ: أَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَقُوْلُ لِأَهْلِ حَرْبِهِ إِنَّا لَمْ نُقَاتِلْهُمْ عَلَى التَّكْفِيْرِ لَهُمْ وَلَمْ نُقَاتِلْهُمْ عَلَى التَّكْفِيْرِ لَنَا وَلٰكِنَّا رَأَيْنَا أَنَّا عَلٰى حَقٍّ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ عَلٰى حَقٍّ.

قرب الاسناد لِلْحِمْيَرِي، ص:93

ترجمہ: امام باقر رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے گروہ کے افراد سے یہ بات فرماتے تھے کہ ہم ان (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر) کو کافر سمجھ کر ان سے نہیں لڑ رہے اور نہ ہی اس لیے لڑ رہے ہیں کہ وہ ہمیں کافر سمجھتے ہیں بلکہ ہماری لڑائی (اجتہاد کی بنیاد پر ہوئی) کہ ہم نے خود کو حق پر سمجھا اور انہوں نے خود کو حق پر سمجھا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حالات کیا تھے ؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں بلکہ پوری امت کے حق میں کیسے مفید رہا؟ اس حوالے سے چند باتیں سمجھنا بہت ضروری ہیں۔

شہادت علی رضی اللہ عنہ کے بعد اہل اسلام کی توقعات:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد عراق بالخصوص کوفہ کے مسلمانوں کو توقع تھی کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لینے سے خون ریزی اور اختلافات کو ختم ہوں گے اس لیے انہوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا بلکہ پر زور فرمائش کی۔ کیونکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا ہے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے ایک طویل روایت نقل کرتے ہیں۔ اس روایت میں ہے:

سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى جَنْبِهِ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرَى وَيَقُولُ إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث:2704

ترجمہ: میں (یعنی حسن بصری رحمہ اللہ) نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا، اس وقت حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے پہلو میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف۔ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم اس وقت یہ فرمارہے تھے کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے توسط سے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔

کوفہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت:

سب سے پہلے حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن کی بیعت کی۔

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

كَانَ أَوَّلَ مَنْ تَقَدَّمَ إِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَيْسُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ. اُبْسُطْ يَدَكَ أُبَايِعْكَ عَلٰى كِتَابِ اللهِ وسنَّةِ نَبِيِّهِ فَسَكَتَ الْحَسَنُ فَبَايَعَهُ ثُمَّ بَايَعَهُ النَّاسُ بَعْدَهُ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، تحت خلافۃ الحسن بن علی رضی اللہ عنہما

ترجمہ: سب سے پہلے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی بیعت حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے عرض کی: (بیعت فرمانے کے لیے) اپنا ہاتھ بڑھائیں میں کتاب اللہ اور سنت نبویہ کی پیروی پر آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے ان کی بیعت لے لی اور بعد باقی لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔

فائدہ: یہاں بیعت کے الفاظ اجمالی ہیں ان میں یہ شرط بھی مذکور تھی جس سے میں صلح کروں گا تم بھی اس سے صلح کرو گے اور جس سے میں جنگ لڑوں گا اس سے تم بھی جنگ لڑو گے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اہم شرط:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی بیعت لیتے وقت انتہائی ہوش مندی یہ

شرط بھی لگا دی کہ جس سے میں صلح کروں گا اس سے تم بھی صلح کرو گے اور جس سے میں لڑوں گا اس سے تم بھی لڑو گے۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری (ت310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الزُّهْرِيِّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: بَايَعَ أَهْلُ الْعِرَاقِ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بِالْخِلَافَةِ فَطَفِقَ يَشْتَرِطُ عَلَيْهِمُ الْحَسَنُ: إِنَّكُمْ سَامِعُونَ مُطِيعُوْنَ تُسَالِمُونَ مَنْ سَالَمْتُ وَتُحَارِبُونَ مَنْ حَارَبْتُ فَارْتَابَ أَهْلُ الْعِرَاقِ فِي أَمْرِهِمْ حِينَ اشْتَرَطَ عَلَيْهِمْ هٰذَا الشَّرْطَ وَقَالُوا: مَا هٰذَا لَكُمْ بِصَاحِبٍ وَمَا يُرِيدُ هٰذَا الْقِتَالَ.

تاریخ الطبری تاریخ الرسل والملوک، ذکر بیعۃ الحسن بن علی رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت زہری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اہل عراق نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت شروع کی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے یہ شرط بھی ذکر فرمائی کہ آپ لوگ میری بات سنیں گے اور مانیں گے جس سے میں صلح کروں گا اس سے تم لوگ بھی صلح کرو گے اور جس سے میں لڑوں گا تم لوگ بھی لڑو گے۔ بعض عراقی لوگ (جو اہل شام سے صلح کے حق میں نہیں تھے) اس شرط کو سن کر سٹپٹائے اور کہنے لگے کہ حسن ہمارے مطلب کا آدمی نہیں یہ تو لڑائی نہیں چاہتے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے قتل معاویہ رضی اللہ عنہ کی پیش کش ٹھکرا دی:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد سب سے پہلا مقدمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قاتل عبد الرحمٰن بن عمرو المعروف ابن مُلْجَم کا پیش ہوا۔ اس بدبخت کو پکڑا گیا، آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو اس

نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے قتل کی پیش کش کی جسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے یکسر ٹھکرا دیا۔

امام سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی ابو القاسم الطبرانی رحمہ اللہ (360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

إِنِّي وَاللهِ مَا أَعْطَيْتُ اللهَ عَهْدًا إِلَّا وَفَّيْتُ بِهِ إِنِّي كُنْتُ أَعْطَيْتُ اللهَ عَهْدًا أَنْ أَقْتُلَ عَلِيًّا وَمُعَاوِيَةَ أَوْ أَمُوتَ دُونَهُمَا فَإِنْ شِئْتَ خَلَّيْتَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَلَكَ اللهُ عَلَيَّ إِنْ لَمْ أُقْتَلْ أَنْ آتِيَكَ حَتَّى أَضَعَ يَدِي فِي يَدِكَ. فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لَا وَاللهِ أَوْ تُعَايِنُ النَّارَ فَقَدَّمَهُ فَقَتَلَهُ.

المعجم الکبیر للطبرانی، تحت سن علی بن ابی طالب ووفاتہ رضی اللہ عنہ

ترجمہ: (عبد الرحمٰن بن عمرو ابن مُلجَم کہنے لگا) اللہ کی قسم! میں نے جب بھی اللہ سے کوئی عہد کیا اسے نبھا کر ہی چھوڑا ہے۔ میں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ میں علی اور معاویہ دونوں کو قتل کروں گا یا پھر خود مارا جاؤں گا۔ اب اگر آپ اس بات کو پسند کریں تو مجھے موقع دیں کہ میں معاویہ کا کام تمام کر دوں اور اگر میں خود قتل ہونے سے بچ نکلا تو واپس آکر خود کو آپ کے حوالے کر دوں گا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس (پیش کش) کو ٹھکرایا اس کے لیے (قصاصا) سزائے موت کا فیصلہ فرمایا اور اسے قتل کر دیا گیا۔

خلافت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بیعت لینے کے بعد پہلا خطبہ دیتے ہوئے یہ واضح کر دیا کہ میں امت میں مزید خون خرابے کو پسند نہیں کرتا۔

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَنَّ النَّاسَ اجْتَمَعُوا إِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بِالْمَدَائِنِ بَعْدَ قَتْلِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَخَطَبَهُمْ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ ... فَإِنِّي وَاللهِ مَا أَحْبَبْتُ أَنْ أَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يَزِنُ مِثْقَالَ حَبَّةِ خَرْدَلٍ يُهْرَاقُ فِيهَا مِحْجَمَةٌ مِنْ دَمٍ مُنْذُ عَقَلْتُ مَا يَنْفَعُنِي مِمَّا يَضُرُّنِي.

فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم، رقم الحدیث: 1364

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد لوگ مدائن میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے خطبہ دیا اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: اللہ کی قسم! جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اور نفع دینے والے وار نقصان دینے والے کاموں میں فرق سمجھا ہے تب سے مجھے یہ بات بالکل پسند نہیں کہ میں (اپنے نانا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے رائی کے دانے کے برابر کسی ایسے کام کا والی اور ذمہ دار بنوں جس میں کسی کا ایک قطرہ خون کا بہے۔

شام میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دعویٰ خلافت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اختلافات کے باوجود حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دعویٰ خلافت نہیں کیا تھا یہی وجہ ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ عراق میں "امیر المومنین" جبکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شام میں صرف "امیر" کہلاتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دعویٰ خلافت کیا اور اپنی خلافت کی بیعت لی۔

امام ابو القاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ المعروف بابن عساکر (ت 571ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

كَانَ عَلِيٌّ بِالْعِرَاقِ يُدْعَى أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَكَانَ مُعَاوِيَةُ بِالشَّامِ يُدْعَى الْأَمِيرَ فَلَمَّا مَاتَ عَلِيٌّ دُعِيَ مُعَاوِيَةُ بِالشَّامِ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ. قَالَ اللَّيْثُ بْنُ

سَعْدٍ: بُوْيِعَ مُعَاوِيَةُ بِإِيْلِيَاءَ فِيْ رَمَضَانَ بَيْعَةَ الْجَمَاعَةِ.

تاریخ دمشق لابن عساکر، تحت الترجمۃ معاویۃ بن صخر ابی سفیان بن حرب رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ عراق میں امیر المومنین کہلاتے تھے جبکہ شام میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صرف امیر کہلاتے تھے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد امیر المومنین کہلائے، حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی رمضان میں ایک جماعت نے ایلیاء کے مقام پر بیعت کی۔

متحدہ خلافت کی ممکنہ صورتیں:

خلافت کے دو دعویٰ داروں کے موجودگی میں اس مسئلہ کے حل کی ممکنہ تین صورتیں تھیں:

1: شام کے لوگ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلیں۔

2: حضرت حسن رضی اللہ عنہ شام والوں کو طاقت کے زور پر اپنی خلافت کے تحت لائیں۔

3: حضرت حسن رضی اللہ عنہ منصب خلافت کو ترک کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کردیں

پہلی صورت ممکن نہ تھی:

پہلی صورت اس لیے ممکن نہیں تھی کیونکہ بیعت کرنی ہوتی تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے والد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی کرلیتے۔ لیکن خون عثمان کے قصاص کے مطالبے میں یہ لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد سے موافقت رکھتے تھے۔ اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی تھی اب ان کے بیٹے کی کیسے کرسکتے تھے؟

دوسری صورت ممکن نہ تھی:

دوسری صورت اس لیے ممکن نہیں تھی کیونکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنی طاقت کے زور پر ان لوگوں کو اپنی خلافت کے تحت لا تو سکتے تھے لیکن اس کے لیے وقت بھی کافی درکار تھا اور اس سے بڑھ کر یہ تھا کہ خون خرابہ بہت ہوتا جسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ پسند نہیں فرماتے تھے۔

تیسری صورت ممکن اور سب سے بہتر تھی:

تیسری صورت ممکن تھی اور سب سے بہتر بھی تھی کیونکہ اس سے امت متحد ہو جاتی اور خون خرابہ بھی ختم ہو جاتا۔ چنانچہ اس کی مزید تفصیل آگے آ رہی ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح اور بیعت کی تفصیلات

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے صلح کی پہل:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْحَسَنِ رَحِمَهُ اللهُ يَقُولُ: اِسْتَقْبَلَ وَاللهِ الحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مُعَاوِيَةَ بِكَتَائِبَ أَمْثَالِ الجِبَالِ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ العَاصِ: إِنِّي لَأَرَى كَتَائِبَ لَا تُوَلِّي حَتَّى تَقْتُلَ أَقْرَانَهَا فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ وَكَانَ وَاللهِ خَيْرَ الرَّجُلَيْنِ: أَيْ عَمْرُو! إِنْ قَتَلَ هٰؤُلَاءِ هٰؤُلَاءِ، وَهٰؤُلَاءِ هٰؤُلَاءِ مَنْ لِّي بِأُمُورِ النَّاسِ مَنْ لِّي بِنِسَاءِهِمْ مَنْ لِّي بِضَيْعَتِهِمْ. فَبَعَثَ إِلَيْهِ رَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ: عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ فَقَالَ: اِذْهَبَا إِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ فَاعْرِضَا عَلَيْهِ، وَقُولَا لَهُ: وَاطْلُبَا إِلَيْهِ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث: 2704

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! جب حسن بن علی رضی اللہ عنہما (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف) پہاڑوں جیسے بڑے لشکر لے کر روانہ ہوئے تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مشیر خاص) نے کہا: میں ایسا لشکر دیکھ رہا ہوں جو اپنے مدمقابل کو ختم کیے بغیر واپس نہیں جائے گا۔ یہ بات سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمرو! اگر اِس (میری) فوج نے اُس (حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی) فوج کو اور اُن لوگوں نے اِن لوگوں کو قتل کر دیا تو میرے پاس عوام کی دیکھ بھال کرنے والا کون رہے گا؟ عوام الناس اور خواتین کا خیال کون رکھے گا؟ لوگوں کی جائیدادوں کی خبر گیری کون کرے گا؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف قریش کی

شاخ بنو عبد شمس کے دو شخص بھیجے۔ عبد الرحمٰن بن سَمُرہ اور عبد اللہ بن عامر بن کُرَیز رضی اللہ عنہما۔ آپ نے ان دونوں سے فرمایا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ! اور ان کے سامنے صلح کی پیش کش کرو۔ اسی مفاہمت والے معاملے پر ان سے گفتگو کرو اور فیصلہ انہی کی مرضی پر چھوڑ دو۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا صلح کی تجویز کو قبول کرنا:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

(عَنِ الْحَسَنِ رَحِمَهُ اللهُ يَقُولُ) فَأَتَيَاهُ فَدَخَلَا عَلَيْهِ فَتَكَلَّمَا وَقَالَا لَهُ: فَطَلَبَا إِلَيْهِ۔ فَقَالَ لَهُمَا الحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: إِنَّا بَنُو عَبْدِ المُطَّلِبِ قَدْ أَصَبْنَا مِنْ هٰذَا المَالِ وَإِنَّ هٰذِهِ الأُمَّةَ قَدْ عَاثَتْ فِي دِمَائِهَا قَالَا: فَإِنَّهُ يَعْرِضُ عَلَيْكَ كَذَا وَ كَذَا وَيَطْلُبُ إِلَيْكَ وَيَسْأَلُكَ قَالَ: فَمَنْ لِّي بِهٰذَا، قَالَا: نَحْنُ لَكَ بِهِ فَمَا سَأَلَهُمَا شَيْئًا إِلَّا قَالَا: نَحْنُ لَكَ بِهِ، فَصَالَحَهُ، فَقَالَ الحَسَنُ: وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى المِنْبَرِ وَالحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلٰى جَنْبِهِ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرٰى وَيَقُولُ: إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ المُسْلِمِينَ۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث:2704

ترجمہ: (حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) یہ لوگ تشریف لے گئے، حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی اور فیصلہ آپ کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اولاد عبد المطلب ہیں ہمیں (اپنے والد کی خلافت اور اپنے زمانہ) خلافت میں لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کی عادت ہو گئی ہے۔ یہ امت اپنے ہی خون میں لت پت ہو چکی ہے (فساد اور خون خرابے کو ختم کرنے کے لیے صلح

ضروری ہے اور صلح کو برقرار رکھنے کے لیے لوگوں پر خرچ کرنا ضروری ہے تاکہ صلح کے مخالف لوگوں کا منہ بند رہے اور صلح کے موافق لوگوں کو اس کے ثمرات نظر آئیں) وہ حضرات کہنے لگے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کو (لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے والے عظیم مقصد کے لیے) رقم دینے کے لیے تیار ہیں اور آپ سے صلح کرنے کے خواہش مند ہیں۔ انہوں نے باہمی مفاہمت فیصلہ آپ کی مرضی پر چھوڑا ہے اور آپ کے جواب کے منتظر ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے (مزید اطمینان قلبی کے لیے) فرمایا کہ اس کی ذمہ داری کون لے گا؟ دونوں قاصدوں نے عرض کی کہ یہ ذمہ داری ہم لیتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جس چیز کے بارے میں ضمانت مانگی تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ ہم ضامن ہیں۔ آخر کار حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کر لی۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا تھا وہ فرماتے تھے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے آپ کے پہلو میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے آپ کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے توسط سے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔

فوائد:

1: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جنگ سے خوفزدہ نہیں تھے بلکہ اپنے بعد عوام الناس کی فکر دامن گیر تھی۔

2: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابتداء مصالحت کی پیش کش کی اور حضرت عبد الرحمٰن بن سَمُرہ اور عبد اللہ بن عامر بن کُرَیز رضی اللہ عنہما کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ اگرچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اس کا ارادہ اس پیش کش سے

پہلے ہی کر چکے تھے لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کا نہیں تھا۔

3: حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حالات کے تناظر میں امت کی بھلائی اسی میں دیکھی کہ اپنی خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سپرد کر دیں۔

4: حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیش گوئی بھی موجود تھی۔

5: حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے دب کر یا مجبور ہو کر صلح نہیں کی بلکہ آپ کے پاس لاکھوں وفاداروں کے بہت بڑے بڑے لشکر تھے جن کے ہوتے ہوئے آپ صلح پر "مجبور" نہیں ہو سکتے تھے۔

6: حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے صلح بند کمرے میں کرنے کے بجائے لاکھوں کے لشکر کی موجودگی میں کی تاکہ یہ بات سب پر واضح ہو جائے کہ ہماری آپس میں صلح ہو گئی ہے، میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں نے اپنی خلافت سے دستبردار ہوتا ہوں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شرائطِ صلح کو قبول فرمانا:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے چند شرائط پیش کی جنہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قبول فرمالیا اور پورا بھی کیا۔

چنانچہ جن شرائط صلح کا ثبوت صحیح اور معتبر روایات حدیث و تاریخ سے ملتا ہے وہ درج ذیل چار شرائط تھیں:

شرط نمبر 1:

ہمارے اوپر دل کھول کر خرچ کیا جائے، تاکہ مخالفین صلح خاموش رہیں اور اُمت مسلمہ کے حالات پر امن رہیں۔ (اس شرط کی وجہ یہ تھی جود و سخا، فیاضی و کرم نوازی اہل بیت کی فطرت میں داخل ہے، تاکہ اس کے ذریعے وہ لوگوں پر پہلے کی

طرح خرچ کر سکیں)۔

شرط نمبر 2:

کوفہ کے بیت المال میں سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پچاس لاکھ درہم عطاء کئے جائیں گے۔

شرط نمبر 3:

دارأَبْجِرْد (جگہ کا نام ہے) کا خراج حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لئے مختص ہو گا۔

شرط نمبر 4:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں اُن کے والد گرامی حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تنقید نہیں کی جائے گی۔

اب وہ روایت پیش کی جاتی ہے جن میں شرائط صلح کا ذکر ہے۔

قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ، يَقُولُ: اسْتَقْبَلَ وَاللهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مُعَاوِيَةَ بِكَتَائِبَ أَمْثَالِ الْجِبَالِ، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: إِنِّي لَأَرَى كَتَائِبَ لَا تُوَلِّي حَتَّى تَقْتُلَ أَقْرَانَهَا، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: وَكَانَ وَاللهِ خَيْرَ الرَّجُلَيْنِ، أَيْ عَمْرُو إِنْ قَتَلَ هَؤُلَاءِ هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ هَؤُلَاءِ مَنْ لِي بِأُمُورِ النَّاسِ بِنِسَائِهِمْ مَنْ لِي بِضَيْعَتِهِمْ، فَبَعَثَ إِلَيْهِ رَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ: عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ، وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ، فَقَالَ: اذْهَبَا إِلَى هٰذَا الرَّجُلِ فَاعْرِضَا عَلَيْهِ، وَقُولَا لَهُ، وَاطْلُبَا إِلَيْهِ، فَأَتَيَاهُ، فَدَخَلَا عَلَيْهِ فَتَكَلَّمَا وَقَالَا لَهُ فَطَلَبَا إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُمَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: إِنَّا بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَدْ أَصَبْنَا مِنْ هَذَا الْمَالِ، وَإِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ قَدْ عَاثَتْ فِي دِمَائِهَا، قَالَا: فَإِنَّهُ يَعْرِضُ عَلَيْكَ كَذَا وَكَذَا، وَيَطْلُبُ إِلَيْكَ وَيَسْأَلُكَ، قَالَ: فَمَنْ لِي بِهٰذَا؟ قَالَا: نَحْنُ لَكَ بِهِ، فَمَا سَأَلَهُمَا شَيْئًا إِلَّا قَالَا نَحْنُ

لَكَ بِهِ، فَصَالَحَهُ، فَقَالَ الْحَسَنُ : وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ، يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى جَنْبِهِ، وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرَى، وَيَقُولُ: إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: إِنَّمَا ثَبَتَ لَنَا سَمَاعُ الْحَسَنِ مِنْ أَبِي بَكْرَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث:2704

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! جب حسن بن علی رضی اللہ عنہما (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف) پہاڑوں جیسے بڑے لشکر لے کر روانہ ہوئے تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مشیر خاص) نے کہا: میں ایسا لشکر دیکھ رہا ہوں جو اپنے مد مقابل کو ختم کیے بغیر واپس نہیں جائے گا۔ یہ بات سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمر! اگر اس (میری) فوج نے اس (حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی فوج کو اور ان لوگوں نے ان لوگوں کو قتل کر دیا تو میرے پاس عوام کی دیکھ بھال کرنے والا کون رہے گا؟ عوام الناس اور خواتین کا خیال کون رکھے گا؟ لوگوں کی جائیدادوں کی خبر گیری کون کرے گا؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف قریش کی شاخ بنو عبد شمس کے دو شخص بھیجے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ اور عبد اللہ بن عامر بن گریز رضی اللہ عنہما۔ آپ نے ان دونوں سے فرمایا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ! اور ان کے سامنے صلح کی پیش کش کرو۔ اسی مفاہمت والے معاملے پر ان سے گفتگو کرو اور فیصلہ انہی کی مرضی پر چھوڑ دو۔ چنانچہ یہ لوگ تشریف لے گئے، حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی اور باہمی مفاہمت فیصلہ آپ کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اولاد عبد المطلب ہیں ہمیں (اپنے والد کی

خلافت اور اپنے زمانہ) خلافت میں لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کی عادت ہو گئی ہے۔ یہ امت اپنے ہی خون میں لت پت ہو چکی ہے (فساد اور خون خرابے کو ختم کرنے کے لیے صلح ضروری ہے اور صلح کو برقرار رکھنے کے لیے لوگوں پر خرچ کرنا ضروری ہے تاکہ صلح کے مخالف لوگوں کا منہ بند رہے اور صلح کے موافق لوگوں کو اس کے ثمرات نظر آئیں) وہ حضرات کہنے لگے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے والے عظیم مقصد کے لیے) رقم دینے کے لیے تیار ہیں اور آپ سے صلح کرنے کے خواہش مند ہیں۔ انہوں نے باہمی مفاہمت فیصلہ آپ کی مرضی پر چھوڑا ہے اور آپ کے جواب کے منتظر ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے (مزید اطمینان قلبی کے لیے) فرمایا کہ اس کی ذمہ داری کون لے گا؟ دونوں قاصدوں نے عرض کی کہ یہ ذمہ داری ہم لیتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جس چیز کے بارے میں ضمانت مانگی تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ ہم ضامن ہیں۔ آخر کار حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کر لی۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا تھا۔ وہ فرماتے تھے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے آپ کے پہلو میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے آپ کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے توسط سے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔

فائدہ: اس روایت میں صلح کی ایک شرط کا ذکر ہے۔ بقیہ تین شرائط حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی (ت774ھ) ذکر کرتے ہیں:

وَلَمَّا رَأَى الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا تَفَرُّقَ جَيْشِهِ عَلَيْهِ مَقْتَهُمْ

وَ كَتَبَ عِنْدَ ذٰلِكَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ قَدْ رَكِبَ فِيْ أَهْلِ الشَّامِ فَنَزَلَ مَسْكِنَ يُرَاوِضُهُ عَلَى الصُّلْحِ بَيْنَهُمَا، فَبَعَثَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَامِرٍ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ فَقَدِمَا عَلَيْهِ الْكُوفَةَ فَبَذَلَا لَهُ مَا أَرَادَ مِنَ الْأَمْوَالِ فَاشْتَرَطَ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ بَيْتِ مَالِ الْكُوفَةِ خَمْسَةَ آلَافِ أَلْفِ دِرْهَمٍ، وَأَنْ يَكُوْنَ خِرَاجَ دَارِ أَبْجِرْدَ لَهُ، وَأَنْ لَا يُسَبَّ عَلِيٌّ وَهُوَ يَسْمَعُ، فَإِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ نَزَلَ عَنِ الْإِمْرَةِ لِمُعَاوِيَةَ وَيَحْقِنُ الدِّمَاءَ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ. فَاصْطَلَحُوا عَلٰى ذٰلِكَ وَاجْتَمَعَتِ الْكَلِمَةُ عَلٰى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص403 خلافۃ الحسن بن علی رضی اللہ عنہما

ترجمہ: جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنے لشکر میں افتراق وانتشار دیکھا تو آپ ان پر سخت ناراض ہوئے اور آپ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو ایک خط لکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اہلِ شام کے ساتھ سوار ہو کر مقام ”مسکن“ پر ٹھہرے ہوئے تھے اور جانبین کے درمیان صلح کی کوشش فرمارہے تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن عامر اور عبد الرحمٰن بن سمرہ کو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کوفہ میں بھیجا، جس قدر مال حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے چاہا ان دونوں نے وہ انہیں دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ شرط بھی مقرر کی کہ کوفہ کے بیت المال سے آپ کو پچاس لاکھ درہم حاصل ہوں گے اور دار اَبْجِرْد کا خراج بھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لیے ہو گا اور ان کی موجودگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف کوئی ہتک آمیز کلام نہیں کیا جائے گا۔ جب وہ ایسا کر لیں گے (یعنی ان شرائط کو قبول کر لیں گے) تو آپ رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں امارت سے دستبردار ہو جائیں گے اور یوں مسلمان آپس کی خونریزی سے بھی محفوظ ہو جائیں گے۔ چنانچہ یوں ان دونوں حضرات کے درمیان مصالحت ہوئی اور حضرت امیر

معاویہ رضی اللہ عنہ متفقہ طور پر خلافت کے لیے نامزد ہو گئے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سپرد کر دی:

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے شرائط صلح طے پانے کے بعد خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی اور کتاب اللہ و سنت نبوی پر عمل کرنے کرانے کی شرط لگا کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت بھی کر لی۔

چنانچہ امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری رحمہ اللہ (ت310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيّ بْنِ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سَلَّمَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِلَى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

تاریخ الطبری: ذکر بیعۃ الحسن بن علی رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت علی بن محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی۔

امام ابو الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ ابْنُ بَطَّالٍ رَحِمَهُ اللهُ سَلَّمَ الْحَسَنُ لِمُعَاوِيَةَ الْأَمْرَ وَبَايَعَهُ عَلَى إِقَامَةِ كِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ.

فتح الباری شرح صحیح البخاری، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحسن بن علی ان ابنی ھذا السید

ترجمہ: امام بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امر (خلافت) کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کتاب اللہ و سنت نبوی پر عمل کرنے کرانے کی شرط لگا کر بیعت بھی کر لی۔

شیعہ مصنف ابو جعفر محمد بن الحسن بن علی بن الحسن الطوسی (ت460ھ)

روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ فُضَيْلٍ غُلَامِ مُحَمَّدِ بْنِ رَاشِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَقُوْلُ: إِنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ (صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمَا) اَنْ أَقْدِمْ أَنْتَ وَالْحُسَيْنُ وَأَصْحَابُ عَلِيٍّ.فَخَرَجَ مَعَهُمْ قَيْسُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ وَقَدِمُوْا الشَّامَ فَأَذِنَ لَهُمْ مُعَاوِيَةُ وَأُعِدَّ لَهُمُ الْخُطَبَاءُ فَقَالَ يَا حَسَنُ قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعَ ثُمَّ قَالَ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعَ ثُمَّ قَالَ قُمْ يَا قَيْسُ فَبَايِعْ فَالْتَفَتَ إِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْظُرُ مَا يَأْمُرُهُ فَقَالَ يَا قَيْسُ اِنَّهُ اِمَامِيْ يَعْنِى الْحَسَنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

اختیار معرفۃ الرجال المعروف بہ رجال کشی، الرقم:176

ترجمہ: فضیل غلام محمد بن راشد سے مروی ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی طرف ایک خط لکھا (جس میں یہ تھا) کہ آپ، آپ کے بھائی حسین اور دیگر احباب ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ جب یہ حضرات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جانے لگے تو قیس بن سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہ لوگ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس) شام پہنچے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اندر آنے کی درخواست کی۔ (یہ حضرات اندر تشریف لے گئے) اس مجلس میں کئی خطبا جمع کیے گئے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ آپ اٹھیں اور بیعت کریں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اٹھے انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ آپ اٹھیں اور بیعت کریں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اٹھے

انہوں نے بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ آپ اٹھیں اور بیعت کریں۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا (کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کیا فرماتے ہیں ؟) حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے قیس! وہ (یعنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ) میرے امام ہیں۔ (جب انہوں نے بیعت کرلی تو میں نے بھی کرلی، اس لیے بیعت کرلی جائے)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا فرمان معاویہ رضی اللہ عنہ پر متفق ہو جاؤ:

امام حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی رحمہ اللہ (ت 807ھ) روایت نقل فرماتے ہیں:

عَنِ ابْنِ سِيرِينَ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : لَوْ نَظَرْتُمْ مَا بَيْنَ جَابَرْسَ إِلَى جَابَلْقَ مَا وَجَدْتُمْ رَجُلًا جَدُّهُ نَبِيٌّ غَيْرِي وَأَخِي وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْتَمِعُوا عَلَى مُعَاوِيَةَ ... قَالَ مَعْمَرٌ : جَابَرْسُ وَجَابَلْقُ : اَلْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ.

مجمع الزوائد و منبع الفوائد، باب فی الصلح

ترجمہ: محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مشرق سے مغرب تک دیکھ لو تمہیں میرے اور میرے بھائی حسین کے علاوہ کوئی بھی شخص پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ نظر نہیں آئے گا۔ (اس فضیلت کے باوجود) میری (دیانتدارانہ) رائے یہی ہے کہ آپ لوگ معاویہ رضی اللہ عنہ (کی خلافت) پر متفق ہو جاؤ..... راوی معمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "جابرس" اور "جابلق" سے مراد مشرق اور مغرب ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح پر حسنین کریمین اور عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم راضی تھے:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کے لیے حضرت حسن اور حضرت حسین دونوں راضی تھے۔

امام حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ الْحَسَنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنِّي رَأَيْتُ رَأْيًا أَحَبُّ أَنْ تُتَابِعَنِي عَلَيْهِ. قُلْتُ: مَاهُوَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ أَنْ أَعْمَدَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَأَنْزِلَهَا وَأُخَلِّيَ الْأَمْرَ لِمُعَاوِيَةَ فَقَدْ طَالَتِ الْفِتْنَةُ وَسُفِكَتِ الدِّمَاءُ وَقُطِعَتِ السُّبُلُ. قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا عَنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ. فَبَعَثَ إِلَى حُسَيْنٍ فَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ: أُعِيْذُكَ بِاللهِ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتّٰى رَضِيَ.

الاصابة فی تمییز الصحابة، تحت الترجمة: الحسن بن علی رضی اللہ عنہما

ترجمہ: عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ایک بات سوچی ہے اور میری خواہش ہے کہ آپ اس معاملے میں میرا ساتھ دیں۔ عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: جی فرمائیں! آپ نے کیا سوچا ہے؟ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا ارادہ بن رہا ہے کہ میں مدینہ چلا جاؤں اور خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دوں کیونکہ ہنگامے بڑھ چکے ہیں اور خون خرابہ بہت ہو چکا ہے اور (انتشار کے باعث) راستے پر خطر ہو چکے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اللہ آپ کو پوری امت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ (کو اعتماد میں لینے کے لیے) ان کے

پاس پیغام بھیجا (وہ تشریف لائے) آپ نے ان کے سامنے سارا معاملہ رکھا۔ انہوں نے شروع میں اپنے تحفظات کا اظہار کیا لیکن حضرت حسن رضی اللہ عنہ مسلسل ان کی ذہن سازی فرماتے رہے یہاں تک کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی راضی ہو گئے۔

صلح کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

امام ابو الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

لَمَّا صَالَحَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: قُمْ !فَتَكَلَّمْ فَقَامَ: فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ أَكْيَسَ الْكَيْسِ التُّقٰى وَإِنَّ أَعْجَزَ الْعَجْزِ الْفُجُورُ أَلَا وَإِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ الَّذِي اخْتَلَفْتُ فِيهِ أَنَا وَمُعَاوِيَةُ حَقٌّ لِامْرِءٍ كَانَ أَحَقَّ بِهِ مِنِّي أَوْ حَقٌّ لِي تَرَكْتُهُ لِإِرَادَةِ إِصْلَاحِ الْمُسْلِمِينَ وَحَقْنِ دِمَائِهِمْ.

فتح الباری شرح صحیح البخاری، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحسن بن علی ان ابنی ھذا السید

ترجمہ: جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ آپ لوگوں کے سامنے کھڑے ہو اپنی صلح کے بارے میں مطلع کیجیے! چنانچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا: دانشمندوں میں سے سب سے بڑا دانشمند انسان وہ ہے جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہو۔ اور عاجزوں میں سے سب سے بڑا عاجز انسان وہ ہے جو اللہ کا نافرمان ہو۔ یہ (خلافت والا) معاملہ جس میں میرا اور معاویہ کا اختلاف ہوا۔ یا تو یہ اس شخص کا حق تھا جو مجھ سے زیادہ اس کا حقدار ہے یا پھر یہ میرا حق تھا جسے میں نے لوگوں کے مابین بھلائی کے لیے اور انہیں خونریزی سے بچانے کے لیے چھوڑ (کر حضرت معاویہ کے سپرد کر) دیا ہے۔

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیش گوئی

معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت سپرد کرنا جہاں حالات کا تقاضا تھا وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیش گوئی بھی تھی۔

امام ابو الفضل محمد بن مکرم بن علی جمال الدین ابن منظور الانصاری الافریقی رحمہ اللہ (ت 711ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ سُفْيَانُ بْنُ اللَّيْلِ رَحِمَهُ اللهُ: قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا لَمَّا قَدِمَ مِنَ الْكُوفَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ: يَا مُذِلَّ الْمُؤْمِنِيْنَ. قَالَ: لَا تَقُلْ ذَاكَ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ: لَا تَذْهَبُ الْأَيَّامُ وَاللَّيَالِي حَتّٰى يَمْلِكَ مُعَاوِيَةُ. فَعَلِمْتُ أَنَّ أَمْرَ اللهِ وَاقِعٌ فَكَرِهْتُ أَنْ تُهْرَاقَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ دِمَاءُ الْمُسْلِمِيْنَ. قَالَ الشَّعْبِيُّ: قِيْلَ لِلْحَارِثِ الْأَعْوَرِ: مَا حَمَلَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلٰى أَنْ يُّبَايِعَ لِمُعَاوِيَةَ وَلَهُ الْأَمْرُ؟ قَالَ: إِنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُوْلُ: لَا تُكْرِهُوْا إِمْرَةَ مُعَاوِيَةَ.

مختصر تاریخ دمشق، تحت الترجمۃ: معاویۃ بن صخر ابی سفیان بن حرب رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت سفیان بن لیل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جس وقت حسن بن علی رضی اللہ عنہما اپنا اقتدار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سپرد کرکے کوفہ سے مدینہ منورہ پہنچے تو میں نے کہا کہ (یہ کام تو اہل ایمان کو ذلیل کرنے والا ہے اور اس کا سبب آپ بنے ہیں اس لیے آپ) اے مذلل المومنین۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسے نہ کہو۔ کیونکہ میں نے اپنے والد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ کچھ زمانہ گزرے گا معاویہ حاکم بن جائے گا۔ (اپنے والد کی بات سن کر میں نے اس وقت) میں نے یقین کر لیا تھا کہ اللہ کا امر پورا ہو کر رہے گا۔ میں اس بات کو انتہائی برا سمجھتا ہوں کہ میرے اور ان کے درمیان (اقتدار کے لیے) مسلمانوں کا خون بہے۔ حارث اعور سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ بنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

کی بیعت کرلی اور خلافت انہیں سونپ دی؟ وہ کہنے لگے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا تھا کہ معاویہ کی امارت کو غلط نہ سمجھنا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے امیر المؤمنین ہونے پر اتفاق

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بلا اختلاف امیر المومنین بن گئے۔ جس پر چند ایک حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

1: حضرت حسن رضی اللہ عنہ:

1: امام ابو الفضل محمد بن مکرم بن علی جمال الدین ابن منظور الانصاری الافریقی رحمہ اللہ (ت 711ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ سُفْيَانُ بْنُ اللَّيْلِ رَحِمَهُ اللهُ: قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا لَمَّا قَدِمَ مِنَ الْكُوفَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ: يَا مُذِلَّ الْمُؤْمِنِينَ. قَالَ: لَا تَقُلْ ذَاكَ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ: لَا تَذْهَبُ الْأَيَّامُ وَاللَّيَالِي حَتّٰى يَمْلِكَ مُعَاوِيَةُ. فَعَلِمْتُ أَنَّ أَمْرَ اللهِ وَاقِعٌ فَكَرِهْتُ أَنْ تُهْرَاقَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ دِمَاءُ الْمُسْلِمِيْنَ.

مختصر تاریخ دمشق، تحت الترجمۃ: معاویۃ بن صخر ابی سفیان بن حرب رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت سفیان بن لیل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جس وقت حسن بن علی رضی اللہ عنہما اپنا اقتدار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سپرد کرکے کوفہ سے مدینہ منورہ پہنچے تو میں نے کہا کہ (یہ کام تو اہل ایمان کو ذلیل کرنے والا ہے اور اس کا سبب آپ بنے ہیں اس لیے آپ) اے مذلل المومنین۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسے نہ کہو۔ کیونکہ میں نے اپنے والد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ کچھ زمانہ گزرے گا معاویہ حاکم بن جائے گا۔ (اپنے والد کی بات سن کر میں نے اس وقت) میں نے یقین کرلیا تھا کہ اللہ کا امر پورا ہو کر رہے گا۔ میں اس بات کو انتہائی برا سمجھتا ہوں کہ میرے اور ان کے درمیان (اقتدار کے لیے) مسلمانوں کا خون بہے۔

2: امام ابو الفضل محمد بن مکرم بن علی جمال الدین ابن منظور الانصاری الافریقی رحمہ اللہ (ت 711ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ الشَّعْبِيُّ: قِيلَ لِلْحَارِثِ الْأَعْوَرِ: مَا حَمَلَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلىٰ أَنْ يُبَايِعَ لِمُعَاوِيَةَ وَلَهُ الْأَمْرُ؟ قَالَ: إِنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُولُ: لَا تُكْرِهُوا إِمْرَةَ مُعَاوِيَةَ.

مختصر تاریخ دمشق، تحت الترجمۃ: معاویۃ بن صخر ابی سفیان بن حرب رضی اللہ عنہما

امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حارث اعور سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ بنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور خلافت انہیں سونپ دی؟ وہ کہنے لگے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا تھا کہ معاویہ کی امارت کو غلط نہ سمجھنا۔

2: حضرت حسین رضی اللہ عنہ

1: امام شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ أَهْلُ الْكُوفَةِ يَكْتُبُونَ إِلَى الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَدْعُونَهُ إِلَى الْخُرُوجِ إِلَيْهِمْ زَمَنَ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ يَأْبىٰ.

تاریخ الاسلام، مقتل الحسین رضی اللہ عنہ

ترجمہ: (جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کوفہ والوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ آپ ان لوگوں (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے متبعین) کے خلاف خروج (بغاوت) کریں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کر دیا۔

2: (شیعہ مصنف) احمد بن داود الدِینَوری (ت 282ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَقَالَ الْحُسَيْنُ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) إِنَّا قَدْ بَايَعْنَا وَعَاهَدْنَا وَلَا سَبِيلَ إِلَى نَقْضِ بَيْعَتِنَا.

الاخبار الطوال، مبايعة معاوية بالخلافة وزياد بن ابيه

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیعت کر چکے ہیں اور صلح کا معاہدہ کر چکے ہیں لہٰذا اب بیعت توڑنے کی کوئی صورت ممکن نہیں۔

3: (شیعہ مصنف) شیخ مفید محمد بن محمد بن نعمان المعروف بہ ابن المعلم (ت 413ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

لَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا) تَحَرَّكَتِ الشِّيْعَةُ بِالْعِرَاقِ وَكَتَبُوْا إِلَى الْحُسَيْنِ فِيْ خَلْعِ مُعَاوِيَةَ وَالْبَيْعَةِ لَهُ فَامْتَنَعَ عَلَيْهِمْ وَذَكَرَ أَنَّ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مُعَاوِيَةَ عَهْدًا وَعَقْدًا لَا يَجُوْزُ لَهُ نَقْضُهُ حَتّٰى تَمْضِيَ الْمُدَّةُ فَإِنْ مَاتَ مُعَاوِيَةُ نُظِرَ فِيْ ذٰلِكَ.

الارشاد، فصل فی بیعۃ الحسن عن الناس

ترجمہ: جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ وفات پاگئے تو عراق کے شیعوں نے یہ تحریک چلائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ آپ حضرت معاویہ کی اطاعت گردن سے اتار پھینکو اوران کی بیعت توڑ دیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کے اور میرے درمیان ایک عہد ہے اور صلح کا ایک معاہدہ ہے۔ میں اس کو ختم کرنے جائز نہیں سمجھتا حتی کہ اس کی مدت ختم ہو جائے۔ (یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مدت تمام ہو جائے) ہاں جب خود معاویہ رضی اللہ عنہ وفات پا جائیں گے تو اس مسئلہ کو دیکھ لیں گے۔

3: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا:

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ العَبَسی الکوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَصَمَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَأَتَاهَا رَسُولٌ مِنْ مُعَاوِيَةَ بِهَدِيَّةٍ فَقَالَ: أَرْسَلَ بِهٰذَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَقَبِلَتْ هَدِيَّتَهُ فَلَمَّا خَرَجَ الرَّسُولُ قُلْنَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَلَسْنَا مُؤْمِنِينَ وَهُوَ أَمِيرُنَا؟ قَالَتْ: أَنْتُمْ إِنْ شَاءَ اللهُ الْمُؤْمِنُونَ وَهُوَ أَمِيرُكُمْ.

المصنف لابن ابی شیبہ، رقم الحدیث: 31213

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن عصمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک قاصد ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں کچھ ہدیہ لے کر حاضر ہوا اور آکر عرض کی کہ امیر المومنین کی طرف سے یہ ہدیہ قبول فرمائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ ہدیہ قبول فرمالیا۔ جب وہ قاصد واپس چلا گیا تو عبد الرحمٰن بن عصمہ نے ام المؤمنین سے عرض کیا کہ کیا ہم مومن نہیں اور وہ ہم مومنین کے امیر نہیں؟ تو ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جی ہاں بالکل، آپ مومن ہیں اور وہ آپ کے امیر ہیں۔

4: حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما:

امام حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ الْحَسَنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنِّي رَأَيْتُ رَأْيًا أُحِبُّ أَنْ تُتَابِعَنِي عَلَيْهِ. قُلْتُ: مَاهُوَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ أَنْ أَعْمِدَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَأَنْزِلَهَا وَأُخَلِّيَ الْأَمْرَ لِمُعَاوِيَةَ فَقَدْ طَالَتِ الْفِتْنَةُ وَسُفِكَتِ الدِّمَاءُ وَقُطِعَتِ

السُّبُلُ. قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا عَنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ. فَبَعَثَ إِلَى حُسَيْنٍ فَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ: أُعِيذُكَ بِاللهِ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتّٰى رَضِيَ.

الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، تحت الترجمۃ: الحسن بن علی

ترجمہ: عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ایک بات سوچی ہے اور میری خواہش ہے کہ آپ اس معاملے میں میرا ساتھ دیں۔ عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: جی فرمائیں! آپ نے کیا سوچا ہے؟ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا ارادہ بن رہا ہے کہ میں مدینہ چلا جاؤں اور خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دوں کیونکہ ہنگامے بڑھ چکے ہیں اور خون خرابہ بہت ہو چکا ہے اور (انتشار کے باعث) راستے پر خطر ہو چکے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اللہ آپ کو پوری امت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

5: حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما:

(شیعہ مصنف) ابو جعفر محمد بن الحسن بن علی بن الحسن الطوسی (ت460ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ فُضَيْلٍ غُلَامِ مُحَمَّدِ بْنِ رَاشِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَقُوْلُ: إِنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ (صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمَا) اَنْ أَقْدَمَ أَنْتَ وَالْحُسَيْنُ وَأَصْحَابُ عَلِيٍّ. فَخَرَجَ مَعَهُمْ قَيْسُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ وَقَدِمُوْا الشَّامَ فَأَذِنَ لَهُمْ مُعَاوِيَةُ وَأُعِدَّ لَهُمُ الْخُطَبَاءُ فَقَالَ يَا حَسَنُ: قُمْ! فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعَ ثُمَّ قَالَ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعَ ثُمَّ قَالَ: قُمْ يَا قَيْسُ فَبَايِعْ فَالْتَفَتَ إِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْظُرُ مَا يَأْمُرُهُ فَقَالَ يَا قَيْسُ اِنَّهُ اِمَامِيْ يَعْنِي الْحَسَنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

اختیار معرفۃ الرجال المعروف بہ رجال کشی، الرقم:176

ترجمہ: فضیل غلام محمد بن راشد سے مروی ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی طرف ایک خط لکھا (جس میں یہ تھا) کہ آپ، آپ کے بھائی حسین اور دیگر احباب ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ جب یہ حضرات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جانے لگے تو قیس بن سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ روانہ ہوئے ۔ یہ لوگ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس) شام پہنچے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اندر آنے کی درخواست کی۔ (یہ حضرات اندر تشریف لے گئے) اس مجلس میں کئی خطبا جمع کیے گئے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ آپ اٹھیں اور بیعت کریں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اٹھے انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ آپ اٹھیں اور بیعت کریں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اٹھے انہوں نے بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ آپ اٹھیں اور بیعت کریں۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا (کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کیا فرماتے ہیں؟) حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے قیس! وہ (یعنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ) میرے امام ہیں۔ (جب انہوں نے بیعت کر لی تو میں نے بھی کر لی، اس لیے بیعت کر لی جائے)

6: جنگ صفین سے کنارہ کش رہنے والوں کی بیعت:

امام ابو الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت852ھ)

روایت نقل کرتے ہیں:

(قَالَ ابْنُ بَطَّالٍ رَحِمَهُ اللهُ) وَبَايَعَ مُعَاوِيَةَ كُلُّ مَنْ كَانَ مُعْتَزِلًا لِلْقِتَالِ كَابْنِ عُمَرَ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ.

فتح الباری شرح صحیح البخاری، باب قول النبی ﷺ للحسن بن علی ان ابنی ھذا السید

ترجمہ: جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دونوں فریقوں کی باہمی جنگ سے عملاً کنارہ کش تھے جیسے عبد اللہ بن عمر، سعد بن ابی وقاص اور محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہم (وغیرہ) نے بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلی۔

7: اہل کوفہ:

امام ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

(قَالَ ابْنُ بَطَّالٍ رَحِمَهُ اللهُ) وَدَخَلَ مُعَاوِيَةُ الْكُوفَةَ وَبَايَعَهُ النَّاسُ فَسُمِّيَتْ سَنَةَ الْجَمَاعَةِ لِاجْتِمَاعِ النَّاسِ وَانْقِطَاعِ الْحَرْبِ،

فتح الباری شرح صحیح البخاری، باب قول النبی ﷺ للحسن بن علی ان ابنی ھذا السید

ترجمہ: (امام بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ داخل ہوئے اہل کوفہ نے ان کی بیعت خلافت کی۔ لوگوں کے ایک شخصیت پر متفق اور مجتمع ہونے اور جنگ وجدال کے ختم ہونے کی وجہ سے اس سال کا نام ”عام الجماعۃ“ رکھا گیا۔

شیخ القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ:

امام ابو عبد اللہ محی الدین عبد القادر بن موسیٰ بن عبد اللہ الجیلانی الحنبلی رحمہ اللہ (ت 561ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَأَمَّا خِلَافَةُ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَثَابِتَةٌ صَحِيحَةٌ

بَعْدَ مَوْتِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَبَعْدَ خَلْعِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا نَفْسِهِ مِنَ الْخِلَافَةِ ..... فَوَجَبَتْ إِمَامَتُهُ بِعَقْدِ الْحَسَنِ لَهُ فَسُمِّيَ عَامُهُ عَامَ الْجَمَاعَةِ لِارْتِفَاعِ الْخِلَافِ بَيْنَ الْجَمِيعِ وَاتِّبَاعِ الْكُلِّ لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ هُنَاكَ مُنَازِعٌ ثَالِثٌ فِي الْخِلَافَةِ.

الغنیۃ لطالبی طریق الحق عزوجل، فصل یعتقد اهل السنۃ والجماعۃ ان امۃ نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر الامم اجمعین

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا اپنی خلافت سے دستبردار ہونے کے بعد حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی خلافت (ادلہ شرعیہ سے) صحیح طور پر ثابت ہے ...... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دینے کی وجہ سے ملی ہے اور جس سال یہ خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملی اس سال کا نام عام الجماعۃ رکھا گیا تھا کیونکہ اس میں سب لوگوں کا (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے پر) اتفاق ہو گیا تھا اور مخالفت ختم ہو چکی تھی۔ اور سب لوگوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی (خلافت میں) اتباع کر لی۔ (کیونکہ اس موقع پر دو فریق ہی خلافت کے دعوے دار تھے ان کے علاوہ کوئی تیسرا فریق موجود نہیں تھا کہ جو مخالفت کرتا اور ان دونوں کی آپس میں صلح ہو گئی)

اپنے زمانہ خلافت میں

ذکر اللہ:

امام مسلم بن حجاج القُشَیری النیشابوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِيَةُ عَلَى حَلْقَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا أَجْلَسَكُمْ قَالُوا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللهَ قَالَ آللهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ قَالُوا وَاللهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ قَالَ أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَمَا كَانَ أَحَدٌ بِمَنْزِلَتِي مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَلَّ عَنْهُ حَدِيثًا مِنِّي وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَى حَلْقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَا أَجْلَسَكُمْ قَالُوا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللهَ وَنَحْمَدُهُ عَلَى مَا هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ وَمَنَّ بِهِ عَلَيْنَا قَالَ آللهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ قَالُوا وَاللهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ قَالَ أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَلَكِنَّهُ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ.

صحیح مسلم، رقم الحدیث: 4869

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مسجد میں چند لوگ اکٹھے ہو کر بیٹھے تھے ان کے پاس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور پوچھا کہ تم یہاں کس لیے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم سب اللہ کا ذکر کر رہے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: اللہ کی قسم! کیا تم واقعی ذکر اللہ کے لیے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا: بخدا! ذکر اللہ کے سوا ہمارے اکٹھے بیٹھنے کا اور کوئی مقصد نہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: ایک بات ذہن میں رکھنا کہ میں نے کسی بدگمانی کی وجہ سے آپ لوگوں سے قسم نہیں لی اور میرا جو مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے ہاں تھا اس مرتبہ کے لوگوں میں سے کوئی بھی مجھ سے کم حدیثیں بیان کرنے والا نہیں ہے (یعنی میں ہی سب سے کم حدیثیں بیان کرنے والا ہوں، میرے برابر کے باقی لوگ میری بنسبت زیادہ حدیثیں بیان کرنے والے ہیں) ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے حلقہ کے پاس پہنچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: تم لوگ یہاں کس لیے جمع ہوئے بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کی: ہم اللہ کا ذکر کر رہے ہیں۔ اس نے ہمیں ہدایت سے نوازا، اسلام کی دولت عطا فرما کر ہم پر عظیم احسان فرمایا اس پر اس کی حمد و ثناء کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم !کیا تم واقعی ذکر اللہ کے لیے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا : بخدا! ذکر اللہ کے سوا ہمارے اکٹھے بیٹھنے کا اور کوئی مقصد نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کسی بدگمانی کی بناء پر تم سے قسم نہیں لی بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ابھی ابھی میرے پاس جبریل امین تشریف لائے تھے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کی مجلس میں فخر و مباہات کے ساتھ تمہارا ذکر فرما رہے ہیں۔

خشیتِ الٰہی:

امام سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی ابوالقاسم الطبرانی رحمہ اللہ (360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي الْمُعَطَّلِ رَحِمَهُ اللهُ وَقَدْ أَدْرَكَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَقْبَلَ أَبُو مَرْيَمَ صَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مُعَاوِيَةَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ: مَرْحَبًا هَاهُنَا يَا أَبَا مَرْيَمَ فَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَجِئْكَ طَالِبَ حَاجَةٍ وَلٰكِنْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ وُلِيَ مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ شَيْئًا فَأَغْلَقَ بَابَهُ دُونَ ذَوِي الْفَقْرِ وَالْحَاجَةِ أَغْلَقَ اللهُ عَنْ فَقْرِهِ وَحَاجَتِهِ بَابَ السَّمَاءِ۔ فَأَكَبَّ مُعَاوِيَةُ يَبْكِي ثُمَّ قَالَ: رُدَّ حَدِيثَكَ يَا أَبَا مَرْيَمَ فَرَدَّهُ ثُمَّ قَالَ

مُعَاوِيَةُ: أُدْعُ لِي سَعْدًا ...وَكَانَ حَاجِبَهُ ...فَدُعِيَ فَقَالَ: يَا أَبَا مَرْيَمَ! حَدِّثْ أَنْتَ كَمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَهُ أَبُو مَرْيَمَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَخْلَعُ هٰذَا مِنْ عُنُقِي وَأَجْعَلُهُ فِي عُنُقِ سَعْدٍ مَنْ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ فَائْذَنْ لَهُ يَقْضِي اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِسَانِي مَا قَضٰى۔

مسند الشامیین، رقم الحدیث:2559

ترجمہ: حضرت ابوالمعطل رحمہ اللہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مجلس اور زمانہ پایا ہے وہ کہتے ہیں کہ صحابی رسول حضرت ابو مریم ازدی رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں مرحبا کہا اور کہا کہ یہاں تشریف لائیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں آپ کے پاس کسی ذاتی ضرورت کے وجہ سے نہیں آیا بلکہ آپ کو وہ حدیث مبارک سنانے آیا ہوں جو میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنی ہے آپ نے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس مسلمان حکمران نے کسی حاجت مند کی ضرورت کو پورا نہ کیا اور حاجت مند پر اپنا دروازہ بند کر لیا تو اللہ تعالیٰ بھی آسمان سے اس کی حاجت روائی کا دروازہ بند کر دیں گے۔" یہ فرمان سن کر آپ رضی اللہ عنہ اتنا روئے کہ اوندھے گر گئے اور اپنے دربان سعد کو بلوایا اور ابو مریم رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ حدیث دوبارہ بیان کریں۔ انہوں نے دوبارہ بیان کی تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دربان سے فرمایا: سعد! میں اپنی یہ ذمہ داری تمہیں سونپتا ہوں کہ جب کوئی حاجت مند آئے تو اسے میرے پاس لے آنا پھر اللہ تعالیٰ اس کے حق میں میری زبان پر جو فیصلہ چاہیں گے، کریں گے۔

فکر آخرت:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ رَحِمَهُ اللهُ حَدَّثَهُ أَنَّ شُفَيًّا الأَصْبَحِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ دَخَلَ الْمَدِينَةَ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَدْ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالُوا: أَبُو هُرَيْرَةَ فَدَنَوْتُ مِنْهُ حَتّٰى قَعَدْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يُحَدِّثُ النَّاسَ فَلَمَّا سَكَتَ وَخَلَا قُلْتُ لَهُ: أَسْأَلُكَ بِحَقٍّ وَبِحَقٍّ لَمَا حَدَّثْتَنِي حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَلْتَهُ وَعَلِمْتَهُ. فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَفْعَلُ لَأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَلْتُهُ وَعَلِمْتُهُ ثُمَّ نَشَغَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً فَمَكَثْنَا قَلِيلًا ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ: لَأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْبَيْتِ مَا مَعَنَا أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُهُ ثُمَّ نَشَغَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً شَدِيدَةً ثُمَّ أَفَاقَ فَمَسَحَ وَجْهَهُ فَقَالَ: أَفْعَلُ، لَأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا وَهُوَ فِي هٰذَا الْبَيْتِ مَا مَعَنَا أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُهُ ثُمَّ نَشَغَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً شَدِيدَةً ثُمَّ مَالَ خَارًّا عَلٰى وَجْهِهِ فَأَسْنَدْتُّهُ عَلَيَّ طَوِيلًا ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ: حَدَّثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يَنْزِلُ إِلَى الْعِبَادِ لِيَقْضِيَ بَيْنَهُمْ وَكُلُّ أُمَّةٍ جَاثِيَةٌ فَأَوَّلُ مَنْ يَدْعُو بِهِ رَجُلٌ جَمَعَ الْقُرْآنَ وَرَجُلٌ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَرَجُلٌ كَثِيرُ الْمَالِ فَيَقُولُ اللهُ لِلْقَارِئِ: أَلَمْ أُعَلِّمْكَ مَا أَنْزَلْتُ عَلٰى رَسُولِي؟ قَالَ: بَلٰى يَا رَبِّ. قَالَ: فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيمَا عُلِّمْتَ؟ قَالَ: كُنْتُ أَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ، فَيَقُولُ اللهُ لَهُ: كَذَبْتَ، وَتَقُولُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ: كَذَبْتَ وَيَقُولُ اللهُ: بَلْ أَرَدْتَّ أَنْ يُّقَالَ: إِنَّ فُلَانًا قَارِئٌ فَقَدْ قِيلَ ذَاكَ، وَيُؤْتٰى بِصَاحِبِ الْمَالِ فَيَقُولُ اللهُ لَهُ: أَلَمْ أُوَسِّعْ عَلَيْكَ حَتّٰى لَمْ أَدَعْكَ تَحْتَاجُ إِلٰى أَحَدٍ؟ قَالَ: بَلٰى يَا رَبِّ، قَالَ: فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيمَا آتَيْتُكَ؟ قَالَ: كُنْتُ أَصِلُ الرَّحِمَ وَأَتَصَدَّقُ فَيَقُولُ اللهُ لَهُ: كَذَبْتَ وَتَقُولُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ: كَذَبْتَ وَيَقُولُ اللهُ تَعَالٰى: بَلْ أَرَدْتَّ أَنْ يُّقَالَ: فُلَانٌ جَوَادٌ فَقَدْ قِيلَ ذَاكَ، وَيُؤْتٰى بِالَّذِي قُتِلَ فِي

سَبِيلِ اللهِ، فَيَقُولُ اللهُ لَهُ: فِي مَاذَا قُتِلْتَ؟ فَيَقُولُ: أُمِرْتُ بِالْجِهَادِ فِي سَبِيلِكَ فَقَاتَلْتُ حَتّٰى قُتِلْتُ فَيَقُولُ اللهُ تَعَالٰى لَهُ: كَذَبْتَ وَتَقُولُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ: كَذَبْتَ وَيَقُولُ اللهُ: بَلْ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ: فُلَانٌ جَرِيءٌ فَقَدْ قِيلَ ذَاكَ ثُمَّ ضَرَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رُكْبَتِي فَقَالَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أُولَئِكَ الثَّلَاثَةُ أَوَّلُ خَلْقِ اللهِ تُسَعَّرُ بِهِمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَقَالَ الْوَلِيدُ أَبُو عُثْمَانَ: فَأَخْبَرَنِي عُقْبَةُ بْنُ مُسْلِمٍ أَنَّ شُفَيًّا هُوَ الَّذِي دَخَلَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ فَأَخْبَرَهُ بِهٰذَا قَالَ أَبُو عُثْمَانَ: وَحَدَّثَنِي الْعَلَاءُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ أَنَّهُ كَانَ سَيَّافًا لِمُعَاوِيَةَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَأَخْبَرَهُ بِهٰذَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: قَدْ فُعِلَ بِهٰؤُلَاءِ هٰذَا فَكَيْفَ بِمَنْ بَقِيَ مِنَ النَّاسِ؟ ثُمَّ بَكٰى مُعَاوِيَةُ بُكَاءً شَدِيدًا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ هَالِكٌ وَقُلْنَا قَدْ جَاءَنَا هٰذَا الرَّجُلُ بِشَرٍّ ثُمَّ أَفَاقَ مُعَاوِيَةُ وَمَسَحَ عَنْ وَجْهِهِ وَقَالَ: صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَ هُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ (١٥) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (١٦)﴾

سنن الترمذی، رقم الحدیث:2382

ترجمہ: حضرت عقبہ بن مسلم سے مروی ہے کہ شُفیّا اصبحی نے فرمایا: ایک مرتبہ وہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے (وہاں دیکھا کہ) ایک شخص کے پاس چند لوگ جمع ہیں۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ شفیا اصبحی فرماتے ہیں کہ میں بھی ان کے قریب ہو گیا یہاں تک کہ ان کے بالکل سامنے بیٹھ گیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو احادیث بیان فرما رہے تھے۔ جب انہوں نے احادیث بیان فرمالیں اور اکیلے رہ گئے تو میں نے ان سے عرض کی: میں آپ کو اللہ بار بار واسطہ دے کر پوچھ رہا ہوں کہ آپ مجھے کوئی ایسی حدیث بیان فرمائیں جسے آپ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو اور اسے خوب اچھی طرح سمجھ بھی لیا

ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ٹھیک ہے۔ میں آپ کو ایسی حدیث سناتا ہوں جو مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے اور میں نے اسے اچھی طرح سنا اور سمجھا بھی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اتنی بات فرمائی اور چیخ ماری، بے ہوش ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد جب اچھی طرح ہوش آیا تو فرمایا: میں آپ کو وہ حدیث سناتا ہوں جسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اس گھر میں بیان فرمایا تھا جہاں میرے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اتنی بات فرمائی اور چیخ ماری، بے ہوش ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد جب اچھی طرح ہوش آیا اپنے چہرے کو پونچھا اور فرمایا میں آپ سے ضرور وہ حدیث بیان کروں گا جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بیان فرمائی تھی اور اس گھر میں میرے اور آپ کے علاوہ کوئی (تیسرا انسان) موجود نہیں تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اتنی بات فرمائی اور چیخ ماری، بے ہوش ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد جب اچھی طرح ہوش آیا اپنے چہرے کو پونچھا اور فرمایا میں آپ سے ضرور وہ حدیث بیان کروں گا جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بیان فرمائی تھی اور اس گھر میں میرے اور آپ کے علاوہ کوئی (تیسرا انسان) موجود نہیں تھا۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے چیخ ماری بے ہوش ہو کر منہ کے بل زمین پر گر گئے۔ روای کہتے ہیں کہ میں نے کافی دیر تک آپ رضی اللہ عنہ کو سہارا دیے رکھا پھر جب افاقہ ہوا تو فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن جب ہر امت گھٹنوں کے بل بیٹھی ہو گی تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرمانے کے لیے (بے مثل) نزول فرمائیں گے۔ اس فیصلے کے لیے سب سے پہلے اس شخص کو بلایا جائے گا جو قرآن کا حافظ ہو گا، دوسرا شہید ہو گا اور تیسرا سخی ہو گا۔ اللہ

تعالیٰ حافظ قرآن سے فرمائیں گے کیا میں نے آپ کو اپنے رسول پر نازل ہونے والی کتاب کی تعلیم نہیں دی تھی؟ وہ کہے گا کہ اے میرے پروردگار یقیناً آپ نے تعلیم دی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جو علم تجھے دیا گیا اس پر تو نے کتنا عمل کیا؟ وہ کہے گا: میں اس قرآن کے ذریعے دن رات آپ کی عبادت کیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ فرشتے بھی اس سے کہیں گے کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ قرآن سیکھنے سے تیرا مقصد صرف اتنا سا تھا کہ لوگ تجھے (حافظ صاحب اور) قاری (صاحب) کہیں۔(اور تیرا وہ مقصد دنیا میں پورا ہو گیا لوگوں نے) تجھے قاری (صاحب) کہہ لیا۔

اس کے بعد صاحب مال کو پیش کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا کیا میں نے تجھے ہر چیز کی وسعت عطا نہیں کی تھی؟ یہاں تک کہ تجھے کسی (انسان) کا محتاج نہیں بنایا تھا۔ وہ عرض کرے گا کہ اے میرے پروردگار یقیناً آپ نے مجھے مال دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں نے تجھے جو چیزیں دی تھیں اس کے تو نے کیا حقوق ادا کیے؟ وہ کہے گا کہ صلہ رحمی کرتا تھا، صدقہ و خیرات کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ فرشتے بھی اس سے کہیں گے کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ مال خرچ کرنے میں تیرا مقصد صرف اتنا سا تھا کہ لوگ تمہیں سخی کہیں (اور تیرا وہ مقصد دنیا میں پورا ہو گیا لوگوں نے) تجھے سخی کہہ لیا۔

اس کے بعد شہید کو پیش کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے تجھے کس لیے قتل کیا گیا؟ وہ کہے گا کہ مجھے آپ کی راہ میں جہاد کا حکم دیا گیا، میں نے جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ فرشتے بھی اس سے کہیں گے کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ قرآن سیکھنے سے تیرا مقصد صرف اتنا سا تھا کہ لوگ تجھے بہادر کہیں۔(اور تیرا وہ

مقصد دنیا میں پورا ہو گیا لوگوں نے) تجھے بہادر کہہ لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے زانوں پر اپنا ہاتھ مبارک مارتے ہوئے فرمایا: ابوہریرہ! یہی وہ پہلے تین شخص ہیں جن سے قیامت کے دن جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی۔

راوی ولید ابو عثمان فرماتے ہیں کہ عقبہ بن مسلم نے مجھے بتایا کہ شفیا اصبحی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آکر یہی حدیث سنائی۔ راوی علاء بن ابو حکیم کہتے ہیں کہ شفیا اصبحی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے جلاد تھے۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آئے اور انہوں نے بھی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے اس حدیث کو آپ کے سامنے بیان فرمایا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان تینوں کے ساتھ ایسا معاملہ ہوا (جن کے اعمال بظاہر بہت بڑے تھے) تو باقی لوگوں کے ساتھ کیا ہو گا؟ یہ بات بیان کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ زاروقطار روئے یہاں تک کہ ہم (حاضرین مجلس) کو یہ خیال ہونے لگا کہ شاید آپ اسی حالت میں فوت ہو جائیں گے۔ لوگوں نے کہا کہ (حدیث بیان کرنے والا اپنی نیت کے اعتبار سے یوں لگتا ہے کہ) وہ شر لے کر آیا ہے پھر تھوڑی دیر بعد جب کیفیت سنبھلی آپ نے اپنے چہرے کو صاف کیا اور فرمایا: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل سچ فرمایا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کی مذکورہ آیات تلاوت فرمائی۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ جو لوگ دنیاوی زندگی اور اس کی زیب و زینت چاہتے ہیں ہم ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ اسی دنیا میں دے دیں گے اور یہاں ان کے حق میں کوئی کمی نہیں ہو گی۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے لیے آخرت میں جہنم کے سوا کچھ نہیں ہے اور جو کچھ اعمال انہوں نے کیے تھے وہ آخرت میں بے فائدہ ہو جائیں گے اور وہ جو عمل کر رہے ہیں وہ (آخرت کے اعتبار سے) نہ ہونے کے برابر ہیں۔

عاجزی وانکساری:

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمہ اللہ (ت275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ وَابْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَامَ ابْنُ عَامِرٍ وَجَلَسَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِابْنِ عَامِرٍ اجْلِسْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَمْثُلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: 5231

ترجمہ: حضرت ابو مجلَز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن زبیر اور ابن عامر رضی اللہ عنہما دونوں تشریف فرما تھے اسی دوران حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ ابن عامر رضی اللہ عنہ (آپ کے استقبال کے لیے) کھڑے ہوئے جبکہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ بیٹھے رہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن عامر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ (آپ) بیٹھ جائیں کیونکہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص یہ پسند کرتا ہو کہ لوگ اس کی تعظیم میں کھڑے ہو جائیں تو وہ اپنا گھر / ٹھکانہ جہنم ہی سمجھے۔

فائدہ: اپنے لیے یہ بات پسند کرنا کہ لوگ میرے لیے کھڑے ہوں اگر اس کی بنیاد تکبر ہو تو جائز نہیں۔ ہاں اگر بنیاد محض محبت (اعزاز یا تعظیم) ہو تو جائز ہے۔

ایفائے عہد:

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمہ اللہ (ت275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ رَحِمَهُ اللهُ - رَجُلٍ مِنْ حِمْيَرَ - قَالَ كَانَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَبَيْنَ الرُّومِ عَهْدٌ وَكَانَ يَسِيرُ نَحْوَ بِلَادِهِمْ حَتّٰى إِذَا انْقَضَى الْعَهْدُ غَزَاهُمْ فَجَاءَ رَجُلٌ عَلٰى فَرَسٍ أَوْ بِرْذَوْنٍ وَهُوَ يَقُولُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَفَاءٌ لَا غَدْرٌ فَنَظَرُوا فَإِذَا عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ يَقُولُ:مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا يَشُدُّ عُقْدَةً وَلَا يَحُلُّهَا حَتّٰى يَنْقَضِيَ أَمَدُهَا ...... فَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ.

سنن ابی داؤد، رقم الحدیث:2761

ترجمہ: قبیلہ حِمْیَر کے ایک شخص حضرت سُلیم بن عامر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے درمیان (ایک مقررہ مدت تک جنگ بندی کا) معاہدہ تھا۔ (اس زمانے میں)حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان علاقوں کی طرف (اپنی فوج سمیت) کوچ کر رہے تھے۔ جب جنگ بندی کی مدت ختم ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس علاقے پر فوج کشی کی (حملہ کر دیا) ایک شخص عربی یا ترکی گھوڑے پر سوار ہو کر آیا اور باآواز بلند کہنے لگا:" اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَفَاءٌ لَا غَدْرٌ " کہ عہد کا پاس ولحاظ رکھو! بدعہدی نہ کرو۔ لوگوں نے دیکھا تو وہ صحابی رسول حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو اس صورتحال کی آگاہی کے لیے ان کے پاس بھیجا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جس شخص کا کسی قوم سے معاہدہ ہو تو وہ اسے نہ توڑے اور نہ ہی (اس معاہدے کے ہوتے ہوئے) کوئی نیا معاہدہ کرے جب تک کہ معاہدے کی مدت پوری نہ ہو جائے... یہ بات سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ (مفتوحہ علاقے کو خالی کرتے ہوئے) واپس تشریف لے آئے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور مسئلہ توسل:

امام ابو عبد اللہ محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ (ت230ھ) روایت

نقل کرتے ہیں:

عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ الْخَبَائِرِيِّ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّ السَّمَاءَ قُحِطَتْ فَخَرَجَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَأَهْلُ دِمَشْقَ يَسْتَسْقُونَ. فَلَمَّا قَعَدَ مُعَاوِيَةُ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ: أَيْنَ يَزِيدُ بْنُ الْأَسْوَدِ الْجُرَشِيُّ؟ قَالَ:فَنَادَاهُ النَّاسُ فَأَقْبَلَ يَتَخَطَّى فَأَمَرَهُ مُعَاوِيَةُ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَعَدَ عِنْدَ رِجْلَيْهِ. فَقَالَ مُعَاوِيَةُ:اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَشْفِعُ إِلَيْكَ الْيَوْمَ بِخَيْرِنَا وَأَفْضَلِنَا. اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَشْفِعُ إِلَيْكَ بِيَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ الْجُرَشِيِّ. يَا يَزِيدُ ارْفَعْ يَدَيْكَ إِلَى اللهِ. فَرَفَعَ يَزِيدُ يَدَيْهِ وَرَفَعَ النَّاسُ أَيْدِيَهُمْ فَمَا كَانَ أَوْشَكَ أَنْ ثَارَتْ سَحَابَةٌ فِي الْمَغْرِبِ وَهَبَّتْ لَهَا رِيحٌ فَسُقِينَا حَتّٰى كَادَ النَّاسُ لَا يَصِلُونَ إِلَى مَنَازِلِهِمْ.

الطبقات الکبریٰ لابن سعد، رقم الحدیث:3825

ترجمہ: حضرت سُلیم بن عامر الخبائری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ بارشیں بند ہو گئیں تو حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اور اہل دمشق بارش کی دعا کرنے کے لیے گھروں سے نکلے۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے تو فرمایا: یزید بن اسود الجرشی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ راوی کہتے ہیں: لوگوں نے انہیں آواز دی، تو وہ آگے بڑھتے ہوئے تشریف لائے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا تو وہ منبر پر چڑھے اور نیچے کی طرف بیٹھے۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اے اللہ! آج ہم لوگ آپ کی جانب اپنے بہترین اور افضل آدمی کی شفاعت طلب کرتے ہیں، اے اللہ! ہم آپ کی بارگاہ میں یزید بن اسود الجرشی کی ذات کو پیش کرتے ہیں، اے یزید! آپ اپنے ہاتھوں کو اللہ تعالیٰ کی جانب اٹھائیں، حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور لوگوں نے بھی اپنے ہاتھوں کو اٹھایا۔ جلد ہی مغرب کی جانب ایک بادل اٹھا اور اسے ہوا لے (کر ہماری جانب) اڑی، تب (بارش ہوئی اور) ہم لوگ ایسے سیر اب ہوئے کہ لوگوں کا اپنے مکانوں تک پہنچنا

تقریباً دشوار ہو گیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور مزاح:

امام حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ مِنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنْ يُّسَاعِدَهُ فِي بِنَاءِ دَارٍ بِاثْنَيْ عَشَرَ أَلْفَ جِذْعٍ مِنَ الْخَشَبِ. فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: أَيْنَ دَارُكَ؟ قَالَ: بِالْبَصْرَةِ. وَكَمِ اتِّسَاعُهَا؟ قَالَ: فَرْسَخَانِ فِي فَرْسَخَيْنِ. قَالَ: لَا تَقُلْ دَارِي بِالْبَصْرَةِ وَلٰكِنْ قُلِ الْبَصْرَةُ فِي دَارِي.

البدایۃ والنھایۃ لابن کثیر، تحت الترجمۃ: معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: کسی شخص نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں مکان بنوا رہا ہوں مجھے آپ کے تعاون کی ضرورت ہے، آپ مجھے 12 ہزار درخت عطا فرما دیجیے! حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ کہاں گھر بنوا رہے ہو؟ اس نے کہا: بصرہ میں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ گھر کی لمبائی چوڑائی کیا ہے؟ اس نے کہا کہ دو فرسخ لمبائی اور دو فرسخ ہی چوڑائی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر یوں مت کہو کہ میرا گھر بصرہ میں ہے بلکہ یوں کہو کہ بصرہ میرے گھر میں ہے۔

فائدہ: فرسخ.... کلو میٹر کے حساب سے اس کی مقدار ساڑھے پانچ کلو میٹر بنتی ہے۔

مکارم اخلاق:

آپ حلم و بردباری اور اپنے اعلیٰ اوصاف و اخلاق کے اعتبار سے ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔

امام شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قُلْتُ: وَكَانَ يُضْرَبُ الْمَثَلُ بِحِلْمِ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

تاریخ اسلام ووفیات المشاہیر والاعلام

ترجمہ: میں (دلائل کی بنیاد پر یہ) کہتا ہوں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے حلم کے اعتبار سے "ضرب المثل" بن چکے ہیں۔

فائدہ: کوئی فقرہ، جملہ، شعر، مصرع یا کسی انسان کے خاص وصف / خاص اصول / یا خاص رویے کو جامع اور بلیغ طور پر بیان کیا جائے اور عوام وخواص اسے مقصد کی ترجمانی کے طور پر استعمال کرنے لگیں "ضرب المثل" کہلاتا ہے۔ اسی کو اردو میں "کہاوت" کہتے ہیں۔ جیسے:

- حسین انسان کو "یوسف" کہنا۔
- جگری دوست کو "صدیق" کہنا۔
- ہر مشکل میں ساتھ دینے والے کو "یارِ غار" کہنا۔
- حلیم اور بردبار انسان کو "معاویہ" کہنا۔

امام شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَعَنْ قَبِيْصَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: صَحِبْتُ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَمَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَثْقَلَ حِلْمًا وَلَا أَبْطَأَ جَهْلًا وَلَا أَبْعَدَ أَنَاةً مِنْهُ.

تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام

ترجمہ: حضرت قبیصہ بن جابر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا ہوں میں نے ان سے زیادہ حلم والا اور جہالت سے دور رہنے والا اور بردبار کوئی نہیں دیکھا۔

مختصر پر اثر نصیحتیں:

امام احمد بن یحیٰ بن جابر بن داود البَلاذُری رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عن زَيْدِ بْنِ وَاقِدٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ قَالَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَفْضَلُ مَا أُعْطِيَهُ الرَّجُلُ الْعَقْلُ وَالْحِلْمُ فَإِنْ ذُكِّرَ ذَكَرَ وَإِنْ أُعْطِيَ شَكَرَ وَإِنِ ابْتُلِيَ صَبَرَ وَإِنْ غَضِبَ كَظَمَ وَإِنْ قَدَرَ غَفَرَ وَإِنْ أَسَاءَ اِسْتَغْفَرَ وَإِنْ وَعَظَ ازْدَجَرَ۔

انساب الاشراف للبلاذُری، تحت الترجمۃ: معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت زید بن واقد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انسان کو (ایمان کے بعد) جو سب سے بہترین چیز (اللہ کی طرف سے) عطا کی جاتی ہے وہ عقل (صحیح فہم) اور حلم (حوصلہ) ہے۔ جب اس کو نصیحت کی جائے تو اسے قبول کرے، اگر ہدیہ / تحفہ دیا جائے تو اس کا شکریہ ادا کرے، جب آزمائش میں مبتلا ہو تو صبر کرے، اگر غصے میں ہو تو غصہ کو پی جائے (یعنی غصہ کی وجہ سے کسی پر زیادتی نہ کرے۔ ہاں اگر کسی کی اصلاح کے لیے غصہ ہونا پڑے پھر منع نہیں) کسی سے بدلہ لینے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے معاف کر دے، اگر غلطی ہو جائے تو اللہ سے مغفرت مانگے اور اگر اس کو سمجھایا جائے تو بات مان لے۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا خط حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام:

امام مسلم بن حجاج القشیری النیشابوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: كَتَبَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ إِلَى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ

وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلاَ مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلاَ يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔

صحیح مسلم، رقم الحدیث:1277

ترجمہ: حضرت ورّاد رحمہ اللہ سے راویت ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو یوں فرماتے تھے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کی تعریف ہے اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اے اللہ ! آپ جو چیز عطا فرمائیں اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو چیز آپ روک لیں اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی کوشش کرنے والے کی کوشش آپ کے مقابلے میں فائدہ نہیں پہنچاتی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خط حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ قَالَ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلٰى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنِ اكْتُبِي إِلَيَّ كِتَابًا تُوصِيْنِي فِيْهِ وَلَا تُكْثِرِي عَلَيَّ فَكَتَبَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا إِلٰى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: سَلَامٌ عَلَيْكَ. أَمَّا بَعْدُ! فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنِ التَمَسَ رِضَاءَ اللهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ وَمَنِ التَمَسَ رِضَاءَ النَّاسِ بِسَخَطِ اللهِ وَكَلَهُ اللهُ إِلَى النَّاسِ۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ.

سنن الترمذی، رقم الحدیث:2414

ترجمہ: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

کی خدمت میں ایک خط تحریر فرمایا اور اس میں لکھا کہ مجھے کوئی مختصر سی نصیحت لکھ بھیجیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں لکھا: آپ پر سلامتی ہو (یہ بھی سلام کرنے کے الفاظ ہیں) میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ کو راضی کرنے کے لیے لوگوں کی ناراضگی مول لے گا اللہ رب العزت اسے لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ اور جو شخص لوگوں کو راضی کرنے کے لیے اللہ کو ناراض کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا معاملہ لوگوں پر چھوڑ دے گا۔ (یعنی اس کی مدد و نصرت نہیں فرمائے گا)۔ آپ پر سلامتی ہو۔

لطائف و معارف:

1: انسان جس قدر بڑے مقام تک پہنچ جائے اسے نصیحت کی ضرورت رہتی ہے۔ جیسا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عمل سے معلوم ہوتا ہے باوجودیکہ جلیل القدر صحابی رسول ہیں، کاتب وحی ہیں، آپ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں۔ دنیاوی جاہ و منصب اور عہدہ کے اعتبار سے اس مقام پر ہیں کہ آج کا کوئی حکمران ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے بھی خود کو نصیحت کا محتاج سمجھتے ہیں۔ جب اس قدر دینی و دنیاوی جلالت شان والا شخص نصیحت سے خود کو بے نیاز نہیں سمجھتا تو ہمیں ان سے بڑھ کر نصیحت کی ضرورت ہے۔

2: جس طرح مرد نصیحت کر سکتے ہیں اسی طرح نیک خواتین بھی نصیحت کر سکتی ہیں (بشرطیکہ فتنے کا اندیشہ نہ ہو)۔

3: نصیحت حاصل کرنے کے ممکنہ جائز وسائل کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔ اولاً تو بندہ خود کسی کی خدمت میں حاضر ہو کر نصیحت حاصل کرے تاہم اگر خود جانے میں کوئی دینی یا دنیاوی عذر ہو تو خط و کتابت کے ذریعے بھی یہ کام کیا جا سکتا ہے۔

4: نصیحت لینے والا مختصر نصیحت کی خواہش رکھتا ہے تو مختصر نصیحت کرنی

چاہیے۔

5: نصیحت میں اپنی بات بھی کہی جا سکتی ہے لیکن اپنے سے بڑے کی بات کہہ دینا زیادہ مفید ہوتا ہے۔

6: نصیحت لکھنے کی ضرورت پیش آئے تو ابتداء و انتہا میں سلام لکھنا چاہیے۔

7: اپنے سے بڑے کی نصیحت خود سنی ہوئی ہو تو اسے نقل کرتے وقت اس کا تذکرہ کر دینا بات میں مزید پختگی کا باعث بنتا ہے۔

8: نصیحت عمومی طرز کی ہو، سننے اور سمجھنے میں دشواری نہ ہو۔

9: نصیحت جامعیت کی حامل ہو جس کا فائدہ دنیا و آخرت کو محیط ہو۔

10: نصیحت میں اصل فکرِ آخرت کی طرف توجہ دلانا مقصود ہو۔

آثار حرمین شریفین کی نگہداشت:

1: امام احمد بن یحیٰ بن جابر بن داود البَلَاذُری رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عِكْرَمَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ دَرَسَ شَيْءٌ مِّنْ مَعَالِمِ الْحَرَمِ عَلٰى عَهْدِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَكَتَبَ إِلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ... وَهُوَ عَامِلُهُ عَلَى الْمَدِيْنَةِ... يَأْمُرُهُ إِنْ كَانَ كُرْزُ بْنُ عَلْقَمَةَ الْخُزَاعِيُّ حَيًّا أَنْ يُّكَلِّفَهُ إِقَامَةَ مَعَالِمِ الْحَرَامِ لِمَعْرِفَتِهِ بِهَا... وَكَانَ مُعَمَّرًا... فَأَقَامَهَا عَلَيْهِ فَهِيَ مَوَاضِعُ الْأَنْصَابِ الْيَوْمَ.

فتوح البلدان، فتح الطائف

ترجمہ: حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کے عہد مبارک میں حدود حرم (مکی) کے نشانات مٹنے کے قریب ہو چکے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے والی مدینہ مروان بن حکم کو شاہی مراسلہ جاری کیا کہ

حضرت کرز بن علقمہ خزاعی رضی اللہ عنہ ......جو کہ عمر رسیدہ تھے...... ان حدود سے خوب واقف ہیں اس لیے اگر وہ زندہ ہوں تو انہیں اس کام کی تکلیف دی جائے اور ان کی رہنمائی میں آثار و حدود حرم کی نشان دہی کرائیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا کیا اور نشانات لگوائے آج بھی وہ یادگاریں قائم ہیں۔

2: مکہ مکرمہ کی طرح مدینہ طیبہ میں بھی آثار نبوی کو باقی رکھنے کے لیے آپ رضی اللہ عنہ نے انتظام کروایا۔

امام حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَنَّ مَرْوَانَ لَمَّا كَانَ وَالِيًا عَلَى الْمَدِيْنَةِ مِنْ قِبَلِ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَرْسَلَ إِلٰى أَبِيْ قَتَادَةَ لِيُرِيَهُ مَوَاقِفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ فَانْطَلَقَ مَعَهُ فَأَرَاهُ.

تہذیب التہذیب لابن حجر، تحت الترجمۃ: ابو قتادۃ بن ربعی الانصاری رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں مروان بن حکم مدینہ منورہ کا حاکم تھا۔ مروان نے حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کی طرف ایک قاصد بھیجا کہ آپ میرے پاس تشریف لائیں تاکہ مجھے ان مقامات کے بارے میں مطلع فرمائیں جہاں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے وابستہ کوئی یادگاریں ہوں۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہیں ان مقامات کے بارے میں آگاہ فرمایا۔

امام عمر بن شَبَّہ بن عبیدہ بن رِیطۃ النُّمَیری البصری رحمہ اللہ (ت 262ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَنَّ الَّذِي بَنٰى حَوَالَيْ مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحِجَازِ

مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَمَرَ بِذَلِكَ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ۔

تاریخ المدینۃ لابن شبہ، ذکر البلاط الذی حول المسجد

ترجمہ: مسجد نبوی کے ارد گرد حفاظتی دیوار حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما نے بنوائی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ کام مروان بن حکم کے ذمہ لگایا۔

غزوات وفتوحات

آپ کی حکمت عملی اور جوانمردی کے بیسیوں واقعات کتب تاریخ میں موجود ہیں۔ اپنی مدبرانہ سیاسی سوچ اور حکمت عملی کی بدولت آپ نے ایک وسیع سلطنت پر حکمرانی کی۔ کئی ملکوں کے ملک، شہروں کے شہر، جزیروں کے جزیرے، قلعوں کے قلعے اور علاقوں کے علاقے آپ کے دور میں فتح ہوئے اور وہاں اسلامی ریاست کو فروغ دیا گیا۔ جن میں صرف چند ایک یہ ہیں:

سن وار فتوحات:

امام شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی رحمہ اللہ (ت748ھ) نے "اَلْعِبَرُ فِی خَبَرِ مَنْ غَبَرَ" میں سن وار ان غزوات وفتوحات کو ذکر کیا جن میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خود شریک ہوئے یا انہوں نے کسی کو امیر لشکر بنا کر بھیجا۔

27ھ......فِيْهَا رَكِبَ مُعَاوِيَةُ بِالْجَيْشِ فِي الْبَحْرِ وَغَزَا قُبْرُسَ.

27 ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ (بغرض جہاد) پہلا بحری بیڑا لے کر قُبرُس کی طرف روانہ ہوئے۔

32ھ......فِيْهَا سَارَ مُعَاوِيَةُ وَتَوَغَّلَ فِي الرُّوْمِ فَالْتَقَى الْعَدُوَّ بِالْقُرْبِ مِنَ الْقُسْطَنْطِيْنِيَّةِ.

32 ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پیش قدمی کرتے ہوئے روم پہنچے وہاں قسطنطنیہ کے قریب دشمن سے ٹاکرا ہوا۔

33ھ......فِيْهَا غَزَا مُعَاوِيَةُ اَفْرَنْطِيَّةَ وَمَلْطِيَّةَ.

33 ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے افرنطیہ اور ملطیہ میں جہاد

کیا۔

35ھ......فِيهَا غَزْوَةُ ذِي خَشَبٍ وَعَلَى النَّاسِ مُعَاوِيَةُ.

35 ہجری میں ذی خشب کی جنگ ہوئی اور لشکر کے امیر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔

42ھ ...... فِيهَا غَزَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ سِجِسْتَانَ. فَافْتَتَحَ زَرُنْجَ وَغَيْرَهَا. وَسَارَ رَاشِدُ بْنُ عَمْرٍو فَشَنَّ الْغَارَاتِ وَوَغَلَ فِي بِلَادِ السِّنْدِ.

42 ہجری میں حضرت عبدالرحمٰن بن سَمُرہ رضی اللہ عنہ نے (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیر سرپرستی) سِجِسْتان میں جہاد کیا۔ زرنج اور دیگر علاقے فتح کیے۔ راشد بن عمرو رحمہ اللہ نے سندھ کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے تابڑ توڑ حملے کیے۔

43ھ......فِيهَا فُتِحَتِ الرُّخَّجُ مِنْ أَرْضِ سِجِسْتَانَ.وَأُفْتَتَحَ عُقْبَةُ بْنُ نَافِعٍ كُوَرًا مِنْ بِلَادِ السُّودَانِ.

43 ہجری میں (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیر سرپرستی) سرزمین سجستان کا علاقہ رُخَّج فتح ہوا۔ اور (اسی سال) حضرت عقبہ بن نافع رحمہ اللہ نے سوڈان کے علاقوں کو فتح کیا۔

44ھ......فِيهَا اِفْتَتَحَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ مَدِيْنَةَ كَابُلٍ. وَفِيهَا غَزَا الْمُهَلَّبُ بْنُ أَبِي صُفْرَةَ فِي أَرْضِ الْهِنْدِ وَوَصَلَ إِلَى قِنْدَابِيْلَ فَالْتَقَى الْعَدُوَّ فَهَزَمَهُمْ.

44 ہجری میں (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیر سرپرستی) حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کابل (افغانستان) کو فتح کیا۔ اور اسی سال میں حضرت مُہلّب بن ابی صفرۃ رحمہ اللہ نے (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیر سرپرستی) ہندوستان کے بعض علاقے فتح کیے اور قندابیل کے سرحدوں تک جا پہنچے

دشمن سے ٹکراہوا اور انہیں شکست دی۔

45ھ......فِيهَا غَزَا مُعَاوِيَةُ بْنُ حَدِيْجٍ اَفْرِيْقِيَّةَ.

45 ہجری میں (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیر سرپرستی) معاویہ بن حدیج رحمہ اللہ نے افریقہ کے بعض علاقے فتح کیے۔

47ھ......وَغَزَا رُوَيْفِعُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ أَمِيْرُ أَطْرَابُلْسِ الْغَرْبِ أَفْرِيْقِيَّةَ۔

47 ہجری میں (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زیر سرپرستی) مغربی اطرابلس کے امیر حضرت رویفع بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ نے افریقہ کے دیگر بعض علاقوں میں جنگ لڑی۔

54ھ......فِيهَا غَزَا عُبَيْدُ اللهِ (بْنُ) زَيَّادٍ فَقَطَعَ نَهْرَ جِيْحُوْنَ إِلٰى بُخَارَا

54 ہجری میں (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زیر سرپرستی) عبید اللہ بن زیاد نے جنگ لڑی اور نہر جِیحُون کو پار کر کے بخارا تک جا پہنچے۔

56ھ...... فِيهَا اِسْتَعْمَلَ مُعَاوِيَةُ سَعِيْدَ بْنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَلٰى خُرَاسَانَ فَغَزَا سَمَرْقَنْدَ

56 ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سعید بن عثمان بن عفان رحمہ اللہ کو خراسان پر عامل بنایا اور انہوں نے سمرقند میں جہاد کیا۔

قیروان اور اس کی فتح:

قیروان... مغربی افریقہ کا مشہور شہر ہے۔ کافی عرصہ تک اسے افریقہ کا دارالسلطنت اور گورنر افریقہ کی قیام گاہ ہونے کا شرف حاصل رہا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عقبہ بن نافع فہری رضی اللہ عنہ کو افریقہ کا عامل مقرر کیا۔ یہاں ”بَربَر“ قوم آباد تھی، ان میں سے اکثر قبائل حضرت عقبہ بن نافع رحمہ اللہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور ان کے ساتھ افریقی ممالک کی فتح میں شریک رہے۔ افریقی

ممالک فتح ہو جاتے لیکن چونکہ وہاں لشکر اسلامی کی مستقل چھاؤنی نہیں تھی اس لیے جب امیر لشکر واپس جاتا تو "بَربَر" قوم اپنے عہد وپیمان توڑ ڈالتی اور دشمنان اسلام کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو سخت نقصان دیتی۔ حضرت عقبہ بن نافع رحمہ اللہ نے یہاں حفاظتی نقطہ نظر کے پیش نظر چھاؤنی بنانے کا ارادہ کیا لیکن اس کے لیے جس جگہ کا انتخاب فرمایا وہ دَلدَل اور گُنجان جنگل تھا۔ انسان تو درکنار وہاں سے جانور حتیٰ کہ سانپوں کو بھی مشکلات کے ساتھ درختوں سے ہو کر نکلنا پڑتا تھا۔ امیر لشکر حضرت عقبہ بن نافع رحمہ اللہ کے ہمراہ 18 جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی تھے۔ آپ رحمہ اللہ نے انہیں ساتھ لیا اور اس جنگل میں لے آئے۔ جسے فوجی چھاؤنی بنانا چاہتے تھے۔ وہاں آپ نے اعلان کیا کہ

امام شہاب الدین ابوعبداللہ یاقوت بن عبداللہ الرومی الحموی رحمہ اللہ (ت626ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَيَّتُهَا الْحَشَرَاتُ وَالسِّبَاعُ نَحْنُ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْحَلُوْا عَنَّا فَإِنَّا نَازِلُوْنَ فَمَنْ وَّجَدْنَاهُ بَعْدُ قَتَلْنَاهُ. فَنَظَرَ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ إِلَى أَمْرٍ هَائِلٍ كَانَ السَّبُعُ يَحْمِلُ أَشْبَالَهُ وَالذِّئْبُ يَحْمِلُ أَجْرَاءَهُ وَالْحَيَّةُ تَحْمِلُ أَوْلَادَهَا وَهُمْ خَارِجُوْنَ أَسْرَابًا اَسْرَابًا فَحَمَلَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا مِنَ الْبَرْبَرِ عَلَى الْإِسْلَامِ ثُمَّ اخْتَطَّ دَارًا لِلْإِمَارَةِ وَاخْتَطَّ النَّاسُ حَوْلَهُ وَأَقَامُوْا بَعْدَ ذٰلِكَ أَرْبَعِيْنَ عَامًا لَا يَرَوْنَ فِيْهَا حَيَّةً وَلَا عَقْرَبًا.

معجم البُلدان للحموی، القیروان

ترجمہ: اے موذی درندو اور جانورو! ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام یہاں آباد ہونا چاہتے ہیں لہٰذا تم سب یہاں سے چلے جاؤ۔ اگر اس اعلان کے بعد تم میں سے کوئی یہاں ہمیں نظر آگیا تو ہم اسے مار ڈالیں گے۔ لوگوں نے بہت عجیب نظارہ کیا (کہ

درندوں اور جانوروں میں ہلچل مچ گئی۔ جانور یہاں سے نکلنے لگے، چنانچہ) شیر اپنے شکار کرنے کے قابل بچوں کو، بھیڑیے اپنے بچوں کو اٹھائے، سانپ اپنے سنپولیوں کو چمٹائے گروہ در گروہ جنگل خالی کر رہے تھے۔ اس منظر نے "بَربَر" قوم کو (جو اس خوفناک جنگل سے اچھی طرح واقف تھی وہ اسلام کی حقانیت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی قبول) اسلام پر ابھارا اور وہ کثیر تعداد میں مسلمان ہوئے۔ تو مسلمانوں نے وہاں دارالامارت قائم کیا، اس کے ارد گرد لوگوں نے مکانات تعمیر کیے۔ اس کے بعد وہ چالیس سال تک اس علاقے میں رہے اس دوران نہ سانپ دیکھا نہ بچھو۔

آبادکاری اور فوجی مراکز:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مفتوحہ علاقوں میں آبادکاری کی داغ بیل ڈالی اور مختلف شہروں میں اسلامی افواج کے لیے چھاؤنیاں قائم کیں۔ اس سلسلے میں مَرعَش، أَنْطَرطُوس، مَرَقِیّہ اور بُلُنیَاس وغیرہ شہر قابل ذکر ہیں۔

چنانچہ امام احمد بن یحیٰ بن جابر بن داود البَلَاذُری رحمہ اللہ (ت 279ھ) نقل کرتے ہیں:

فَتَحَ عُبَادَةُ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهُ أَنْطَرْطُوسَ وَكَانَ حِصْنًا ثُمَّ جَلَا عَنْهُ أَهْلُهُ فَبَنٰى مُعَاوِيَةُ أَنْطَرْطُوسَ وَمَصَّرَهَا وَأَقْطَعَ بِهَا الْقَطَائِعَ، وَكَذَالِكَ فَعَل بِمَرَقِيَّةَ وَبُلُنْيَاسَ.

فتوح البلدان، امر حمص

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے دیگر مسلمانوں کے ساتھ مل کر مقام "أَنْطَرْطُوسَ" کو فتح کیا۔ یہ ایک قلعہ تھا۔ پھر وہاں کے لوگ قلعہ چھوڑ کر چلے گئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے "أَنْطَرْطُوسَ" مقام کو پھر سے تعمیر کروایا اور اسے آباد کر کے شہر بنایا۔ اس کے لیے جاگیریں مقرر کیں۔ نیز آپ رضی اللہ عنہ نے

”مَرَقِيَّةَ“ اور ”بُلُنْيَاسَ“ کے مقامات کی آباد کاری کے لیے بھی یہی امور سرانجام دیے۔

امام احمد بن یحیٰ بن جابر بن داود البَلَاذُری رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

وَكَانَ مُعَاوِيَةُ بَنٰى مَدِيْنَةَ مَرْعَشَ وَأَسْكَنَهَا جُنْدًا.

فتوح البلدان، فتح مَلَطِيَّةَ

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ”مَرعَش“ شہر کو آباد کیا اور وہاں افواج کو بسایا (یعنی فوجی چھاونی قائم کی)

رفاہی امور

رعایا کی خبر گیری:

امام ابو القاسم عبداللہ بن محمد البغوی رحمہ اللہ (ت 317ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ فِيْلٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ كَانَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَدْ جَعَلَ فِيْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ رَجُلًا وَكَانَ رَجُلًا مِّنَّا يُكَنّٰى أَبَا الْحَسَنِ يُصْبِحُ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ فَيَدُوْرُ عَلَى الْمَجَالِسِ هَلْ وَلَدَ فِيْكُمُ اللَّيْلَةَ وَلَدٌ هَلْ حَدَثَ اللَّيْلَةَ حَدَثٌ هَلْ نَزَلَ بِكُمُ اللَّيْلَةَ نَازِلٌ فَيَقُوْلُوْنَ: وُلِدَ لِفُلَانٍ غُلَامٌ وَلِفُلَانٍ فَيَقُوْلُ مَا يُسَمّٰى فَيُقَالُ لَهُ. فَيَكْتُبُ. فَيَقُوْلُ هَلْ نَزَلَ بِكُمُ اللَّيْلَةَ نَازِلٌ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ نَزَلَ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ بِعَيَالِهِ يَسُمُّوْنَهُ وَعَيَالَهُ فَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْقَبِيْلَةِ كُلِّهَا أَتَى الدِّيْوَانَ فَأَوْقَعَ أَسْمَاءَهُمْ فِي الدِّيْوَانِ.

معجم الصحابۃ لابی القاسم البغوی، الرقم: 2197

ترجمہ: حضرت ابو فیل رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے (رعایا کی خبر گیری کا پورا نظام مقرر کیا ہوا تھا) ہم میں سے ایک شخص (جس کی کنیت ابو الحسن تھی) کی تشکیل کی ہوئی تھی جو ہر روز (قبیلے والوں کے حالات اور ضروریات کی مکمل خبر گیری کے لیے) لوگوں کے پاس چکر لگاتا۔ اور ان سے یہ سوال کرتا کہ

1: کیا تمہارے ہاں کسی کا کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟

2: قبیلہ میں رات کو کوئی نئی بات پیش آئی ہے؟

3: قبیلہ میں کوئی مہمان آیا ہے؟

لوگ بتلاتے کہ ہاں فلاں شخص کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے۔ تو وہ اس کا نام پوچھتا۔ لوگ نام بتاتے تو وہ اسے اپنے پاس لکھ لیتا۔ پھر رات آنے والے مہمان کے

بارے میں پوچھتا لوگوں نے بتایا کہ ہاں یمن سے ایک شخص اپنے اہل وعیال سمیت آیا ہے اس کا اور اس کے اہل وعیال کے نام (وپتہ) یہ ہیں۔ جب وہ قبیلہ والوں سے مکمل معلومات لے لیتا تو اس کے بعد سرکاری دفتر پہنچتا، بچہ کا نام اور دیگر کوائف ایک رجسٹر میں درج کرتا (اور ان کی ضروریات کا مناسب انتظام کرنے کے لیے وظیفہ مقرر کرتا)۔

بچوں کا سرکاری وظیفہ:

امام احمد بن یحیٰ بن جابر بن داود البَلَاذُری رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَلَمَّا كَانَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَرَضَ ذٰلِكَ لِلْفَطِيْمِ.

فتوح البلدان، العطاء فی خلافۃ عمر رضی اللہ عنہ

ترجمہ: جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو آپ نے اُن بچوں کا (جن کی عمر دو سال ہو جاتی اور ماں کا دودھ پینا چھوڑ دیتے) سرکاری وظیفہ مقرر فرمایا۔

نہروں اور چشموں کی منصوبہ بندی:

آپ کے دور میں محکمہ آبپاشی پر بھی خصوصی توجہ دی گئی اور عوام کی سہولت کے پیش نظر نہری نظام کی بنیاد ڈالی گئی۔

امام احمد بن یحیٰ بن جابر بن داود البَلَاذُری رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

كَلَّمَ الْمُنْذِرُ بْنُ الْجَارُوْدِ الْعَبْدِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَان رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِيْ حَفْرِ نَهْرِ ثَارٍ فَكَتَبَ إِلٰى زِيَادٍ فَحَفَرَ نَهْرَ مَعْقِلٍ فَقَالَ قَوْمٌ: جَرىٰ عَلٰى يَدِ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ فَنُسِبَ إِلَيْهِ.

فتوح البلدان، تحت تمصیر البصرۃ

ترجمہ: مُنذِر بن جَارُود عَبدی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے (عراق میں) ایک گہری نہر کھدوانے کی درخواست کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے زیاد کو خط لکھا۔ آپ کے حکم کی تعمیل میں زیاد نے نہر معقِل کھدائی، لوگوں نے کہا کہ اس کا افتتاح حضرت معقِل بن یسار رضی اللہ عنہ نے کیا تھا اس لیے اس کا نام ہی نہر معقِل پڑ گیا۔

فائدہ: اس سے تبرک بالصالحین کا عقیدہ و نظریہ ثابت ہوتا ہے۔

”قناۃ معاویہ“ نہر کھدوانے کا کارنامہ:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ میں میدان احد کے قریب ”قناۃ معاویہ“ کے نام سے ایک نہر کھدوائی۔ اس نہر کا گزر شہدائے احد کی قبور کے قریب ہوا۔ نہر کی وجہ سے کئی قبور میں پانی چلا گیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے کارکنوں کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا کہ جن کے اقرباء یہاں مدفون ہیں وہ انہیں دوسرے مقام پر منتقل کر لیں۔ جس کے بعد لوگوں نے اپنے مرحومین کو یہاں سے دوسری جگہوں پر منتقل کیا۔

چنانچہ امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبۃ ابراہیم بن عثمان العبسی الکوفی (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ : صُرِخَ بِنَا إِلٰى قَتْلَانَا يَوْمَ أُحُدٍ ، إِذْ أَجْرٰى مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْعَيْنَ ، فَاسْتَخْرَجْنَاهُمْ بَعْدَ أَرْبَعِينَ سَنَةً لَيِّنَةً أَجْسَادُهُمْ ، تَتَثَنّٰى أَطْرَافُهُمْ .

مصنف ابن ابی شیبۃ: ج14 ص406 رقم الحدیث 37945

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہمیں شہدائے اُحد کی طرف پکارا گیا (جس وقت ان کی قبور میں پانی آ گیا) جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

نے (شہدائے احد کے قبرستان کے قریب) ایک نہر جاری کی۔ چنانچہ ہم نے چالیس سال بعد اپنے مرحومین کو قبور سے نکالا تو ان کے اجسام بالکل تر و تازہ تھے اور ان کے ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے تھے (جیسے ابھی دفن کیے ہوں)

مدینہ کے مویشیوں کے لیے بند بنوانا:

اسی طرح اس وقت کی مدینہ طیبہ کی آبادی سے تقریباً 20 میل دور نشیبی علاقے میں مویشیوں کی سہولت کے لیے ایک بند بنوایا جس میں بارش کا پانی جمع ہوتا اور مویشی اس سے فائدہ اٹھاتے تھے۔

چنانچہ حسن بن علی الاصفہانی (ت 311ھ) لکھتے ہیں:

وَبِهَا وَادٍ قَدْ كَانَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا حَبَسَ سَيْلَهُ بِسَدٍّ فَهُوَ يُحْتَبَسُ فِيْهِ مَاءٌ يَرِدُهُ النَّاسُ بِمَوَاشِيهِمْ يُسْقُوْنَهَا وَ هُوَ يُسَمّٰى "سَدَّ مُعَاوِيَةَ"

بلاد العرب: ص 401 تحت مواضع بقرب المدینۃ

ترجمہ: مدینہ منورہ میں ایک وادی ہے جس کے سیلاب کے پانی کو حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما نے ایک بند کے ذریعے روکا تھا۔ اس بند میں پانی جمع ہوتا رہتا تھا جس پر لوگ آکر اپنے مویشیوں کو پانی پلاتے تھے۔ اس بند کو "سد معاویہ" کہتے ہیں۔

خاندان نبوت سے حسن سلوک

امہات المؤمنین سے حسن سلوک:

1: امام احمد بن یحیٰ بن جابر بن داود البَلاذُری رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَطَاءٍ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَعَثَ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِقِلَادَةٍ قُوِّمَتْ مِائَةَ أَلْفٍ فَقَبِلَتْهَا وَقَسَمَتْهَا فِي أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَكَانَتْ مِنْ أَسْخَى النَّاسِ.

انساب الاشراف، تحت عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت عطاء رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک بار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک قیمتی ہار ہدیۃً پیش کیا جس کی اُس وقت قیمت ایک لاکھ دراہم تھی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ قبول فرمایا اور اسے دیگر امہات المومنین میں تقسیم فرمایا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بہت سخی تھیں۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبت:

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی البغدادی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَا يَقْبَلَانِ جَوَائِزَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

الشریعۃ لآجُرّی، رقم الحدیث: 1963

ترجمہ: حضرت جعفر بن محمد اپنے والد محمد رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ہدایا قبول کرتے تھے۔

حضرت حسین اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے محبت:

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی البغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ)روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: كَانَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِذَا لَقِيَ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَرْحَبًا بِابْنِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلًا وَيَأْمُرُ لَهُ بِثَلَاثِمِائَةِ أَلْفٍ وَيَلْقَى ابْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَيَقُولُ: مَرْحَبًا بِابْنِ عَمَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنِ حَوَارِيِّهِ وَيَأْمُرُ لَهُ بِمِائَةِ أَلْفٍ.

الشریعۃ لآجُرّی، رقم الحدیث:1959

ترجمہ: حضرت محمد بن عبد اللہ بن ابو یعقوب سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جب حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے ملے تو ان سے فرمایا: اے رسول اللہ کے بیٹے خوش آمدید مرحبا۔ اور اپنے خادم کو حکم دیا کہ میری طرف سے 3 لاکھ دراہم بطور ہدیہ کے ان کی خدمت میں پیش کرو اور جب عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو ان سے فرمایا: اے اللہ کے رسول کے پھوپھی زاد! اور مشکل وقت میں ساتھ دینے والے کے بیٹے مرحبا! اور اپنے خادم کو حکم دیا کہ میری طرف سے 1 لاکھ دراہم بطور ہدیہ کے ان کی خدمت میں پیش کرو۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے محبت:

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی البغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ)روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ ثُوَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: اِنْطَلَقْتُ مَعَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَافِدَيْنِ إِلَى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَأَجَازَهُمَا فَقَبِلَا.

الشریعۃ لآجُرِّی، رقم الحدیث:1960

ترجمہ: حضرت ثویر رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے سفر کیا جب وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں شہزادوں کو قیمتی ہدایا پیش کیے جو انہوں نے قبول فرما لیے۔

خاندان بنوہاشم سے محبت:

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرِّی البغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا يَوْمًا عِنْدَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَقَدْ تَفَرَّشَتْ قُرَيْشٌ وَصَنَادِيدُ الْعَرَبِ وَ مَوَالِيهَا أَسْفَلَ سَرِيرِهِ وَعَقِيلُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ عَنْ يَّمِينِهِ وَيَسَارِهِ.

الشریعۃ لآجُرِّی، رقم الحدیث:1958

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن ہم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے (وہاں جا کے دیکھا کہ) بڑے بڑے قریشی اور عرب کے سردار آپ رضی اللہ عنہ کے تخت سے نیچے بیٹھے ہوئے تھے جبکہ (حضرت علی بن ابی طالب کے بھائی) عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے تخت پر دائیں بائیں جانب تشریف فرما تھے۔

اوّلیاتِ معاویہ رضی اللہ عنہ

[1]: بحری جہاد

مسلمانوں میں سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے بحری (سمندری) جنگ لڑی۔

امام حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ الْمُهَلَّبُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ مَنْقَبَةٌ لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ غَزَا الْبَحْرَ.

فتح الباری شرح صحیح البخاری، رقم الحدیث:2924

ترجمہ: حضرت مُہلّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث مذکور میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت پائی جاتی ہے کیونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے (مسلمان حکمران) ہیں جنہوں نے بحری جنگ لڑی ہے۔

[2]: محکمہ سیکورٹی

حفاظتی دستہ (باڈی گارڈ) کا طریقہ جاری کیا اور یہ اس وقت ہوا جب آپ کا قاتلانہ حملہ ہوا۔

امام ابو عمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ الشیبانی البصری رحمہ اللہ (ت 240ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) أَوَّلَ مَنِ اتَّخَذَ صَاحِبَ حَرَسٍ.

تاریخ خلیفہ بن خیاط، تحت من کان علی الرسائل والدیوان والحجابۃ

محافظ (باڈی گارڈ) رکھنے کا طریقہ سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے جاری کیا۔

[3]: محکمہ دیوان الخاتم

سرکاری حکم نامے پر سرکاری مہر لگانے اور حکم نامے کی ایک کاپی سرکاری دفاتر میں محفوظ رکھنے کا طریقہ جاری کیا۔

امام ابو الحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی عز الدین ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) أَوَّلَ مَنِ اتَّخَذَ دِيوَانَ الْخَاتَمِ.

الکامل فی التاریخ، ثم دخلت سنۃ ستین

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے "دیوان الخاتم" کا محکمہ قائم کیا۔

فائدہ: مہریں تو پہلے دور میں بھی تھیں البتہ اس کا باقاعدہ محکمہ نہیں تھا جو کسی سرکاری حکم نامے پر مہر لگائے۔ یہ کارنامہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سرانجام دیا کہ سرکاری حکم نامے پر مہر لگانے کی بنیاد ڈالی۔

سفر آخرت

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا آخری خطبہ:

امام حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَنَّ آخِرَ خُطْبَةٍ خَطَبَهَا مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنْ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي مِنْ زَرْعٍ قَدِ اسْتَحْصَدَ وَإِنِّي قَدْ وَلِيتُكُمْ وَلَنْ يَلِيَكُمْ أَحَدٌ بَعْدِي إِلَّا مَنْ هُوَ شَرٌّ مِنِّي كَمَا كَانَ مَنْ وَلِيَكُمْ قَبْلِي خَيْرًا مِنِّي۔

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، تحت الترجمۃ: معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: وہ آخری خطبہ جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیا اس میں فرمایا: لوگو! کھیتی کے کٹنے کا وقت (اپنی وفات کی طرف اشارہ) قریب آچکا ہے۔ میں تمہارا حکمران تھا میرے بعد مجھ سے بہتر کوئی حکمران نہیں آئے گا جو آئے گا وہ مجھ سے کم ہو گا (کیونکہ مجھے حکمران ہونے کے ساتھ ساتھ صحابیت کا اعزاز بھی حاصل ہے) جیسا کہ میرے سے پہلے کے حکمران مجھ سے بہتر (افضل) تھے۔

مقدس متبرکات سے حصول فیض:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند متبرکات (بال مبارک، ناخن مبارک اور کپڑا مبارک) تھے۔

1: بال مبارک...... امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَصَّرْتُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث: 1730

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے قینچی کے ساتھ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک تراشے تھے۔

2: ناخن مبارک ...... امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر النمری القرطبی رحمہ اللہ (ت 463ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَأَخَذَ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَظْفَارِهِ۔

الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، تحت معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ناخن مبارک لیے تھے۔

3: کپڑا مبارک ...... امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر النمری القرطبی رحمہ اللہ (ت 463ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

يَا بُنَيَّ إِنِّيْ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ لِحَاجَةٍ فَاتَّبَعْتُهُ بِإِدَاوَةٍ فَكَسَانِيْ أَحَدَ ثَوْبَيْهِ الَّذِيْ كَانَ عَلٰى جِلْدِهٖ فَخَبَأْتُهُ لِهٰذَا الْيَوْمِ ۔

الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، تحت معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) اے بیٹے! ایک دن میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، آپ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ میں آپ کے پیچھے پیچھے پانی کا برتن لے کر حاضر ہوا۔ (وضو کرایا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیب تن کیے ہوئے دو کپڑوں میں سے ایک مجھے عنایت فرمایا۔ اور میں نے اسے آج کے دن کے لیے سنبھال کے رکھا ہوا تھا۔

وصیت:

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمری القرطبی

رحمہ اللہ (ت 463ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَإِذَا أَنَا مِتُّ فَاجْعَلْ ذٰلِكَ الْقَمِيْصَ دُوْنَ كَفَنِيْ مِمَّا يَلِي جِلْدِيْ وَخُذْ ذٰلِكَ الشَّعْرَ وَالْأَظْفَارَ فَاجْعَلْهُ فِيْ فَمِيْ وَعَلٰى عَيْنِيْ وَمَوَاضِعِ السُّجُوْدِ مِنِّي.

الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، تحت معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے (وصیت کرتے ہوئے) فرمایا: جب میں فوت ہو جاؤں تو آپ اس کپڑے مبارک کو میرے کفن کے نیچے میرے جسم کے ساتھ ملا کر رکھنا اور بال مبارک اور ناخن مبارک میرے منہ، آنکھوں اور سجدے کی جگہوں پر رکھ دینا۔

تقویٰ کی تلقین:

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن عبید بن سفیان البغدادی المعروف بابن ابی الدنیا رحمہ اللہ (ت 281ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

ثُمَّ أُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ لِمَنْ حَضَرَهُ مِنْ أَهْلِهِ: اِتَّقُوا اللهَ فَإِنَّ اللهَ يَقِي مَنِ اتَّقَاهُ وَلَا تُقِى لِمَنْ لَا يَتَّقِي اللهَ. ثُمَّ قَضٰى۔

المحتضرین، مقالۃ الخلفاء عند حضور الموت

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر) شدت مرض کی وجہ سے (غنودگی طاری ہوئی۔ جب کچھ افاقہ ہوا تو آپ نے اپنے اہل خانہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اللہ کا خوف دل میں رکھو۔ جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے) ہلاکتوں سے (بچا لیتے ہیں اور جو شخص اللہ سے خوف نہیں رکھتے تو ان کی ہلاکت سے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ اس کے بعد وفات پاگئے۔

وفات:

امام حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ

اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَنَّهُ تُوُفِّيَ بِدِمَشْقَ فِي رَجَبٍ سَنَةَ سِتِّينَ ..... قِيلَ لَيْلَةَ الْخَمِيسِ لِثَمَانٍ بَقِينَ مِنْ رَجَبٍ سَنَةَ سِتِّينَ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، تحت الترجمۃ: معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: ماہ رجب سن 60 ہجری دمشق میں آپ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی......... ایک قول کے مطابق جمعرات کی رات جب کہ رجب کے ختم ہونے میں آٹھ دن رہتے تھے۔ (یعنی 22 رجب المرجب سن 60 ہجری)

وفات کی اطلاع:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

لَمَّا مَاتَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ صَعِدَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَ النَّاسَ - وَأَكْفَانُ مُعَاوِيَةَ عَلٰى يَدَيْهِ - فَقَالَ بَعْدَ حَمْدِ اللهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ: إِنَّ مُعَاوِيَةَ الَّذِي كَانَ سُوْرَ الْعَرَبِ وَعَوْنَهُمْ وَجَدَّهُمْ قَطَعَ اللهُ بِهِ الْفِتْنَةَ وَمَلَّكَهُ عَلَى الْعِبَادِ، وَفَتَحَ بِهِ الْبِلَادَ. أَلَا إِنَّهُ قَدْ مَاتَ وَهٰذِهِ أَكْفَانُهُ۔

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، تحت الترجمۃ: معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ضحاک بن قیس الفہری رضی اللہ عنہ (جو آپ کے معتمد خاص تھے انتقال کے بعد آپ کا کفن مبارک ہاتھ میں لیے مکان کے باہر تشریف لائے) منبر پر تشریف فرما ہوئے لوگوں سے گفتگو کرتے ہوئے بعد حمد وثناء کے فرمایا: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تمام عرب کے لیے آہنی دیوار تھے اور ان کے معاون و مدد گار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی کو ختم فرمایا (صلح حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ فرمایا) اور لوگوں پر

ان کو حکمران بنایا، ان کے ہاتھ پر بے شمار ممالک کو فتح فرمایا۔ لوگو! یقینی بات ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے ہیں اور یہ ان کا کفن ہے (جو ابھی انہیں دیا جائے گا)۔

جنازہ:

امام ابو عمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ الشیبانی البصری رحمہ اللہ (ت240ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

صَلّٰی عَلَیْہِ الضَّحَّاکُ بْنُ قَیْسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ.

تاریخ خلیفہ بن خیاط، وفات معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ حضرت ضحاک بن قیس الفہری رضی اللہ عنہ پڑھائی۔

مدفن:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

دُفِنَ بَیْنَ بَابِ الْجَابِیَۃِ وَبَابِ الصَّغِیْرِ۔

تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے جسد مبارک کو باب الجابیہ اور باب الصغیر (دمشق) کے درمیان دفن کر دیا گیا۔

مدت خلافت:

امام ابو عمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ الشیبانی البصری (ت240ھ) نقل کرتے ہیں:

وَکَانَتْ وِلَایَتُہُ تِسْعَ عَشَرَۃَ سَنَۃً وَثَلَاثَۃَ أَشْھُرٍ وَعِشْرِیْنَ یَوْمًا۔

تاریخ خلیفہ بن خیاط، وفات معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت 19 سال 3 ماہ 20 دن ہے۔

جنت کی نبوی بشارت:

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی البغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ مِنْ هٰذَا الْبَابِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔ فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ مِنَ الْغَدِ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ مِنَ الْغَدِ مِثْلَ ذٰلِكَ فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ. فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللہِ هُوَ هٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ هُوَ ذَا۔

الشریعۃ لآجُرّی، رقم الحدیث: 1924

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: آپ لوگوں کے پاس ایک شخص دروازے سے آئے گا وہ شخص جنتی ہو گا۔ روای کہتے ہیں کہ آنے والا شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر دوسرے اور تیسرے دن بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح فرمایا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہی تشریف لاتے رہے۔ ایک شخص نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا یہی شخص (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) جنتی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی! یہی ہیں۔

جنت میں ملاقات کی نبوی بشارت:

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی البغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاوَلَ مُعَاوِيَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ سَهْمًا فَقَالَ: يَا مُعَاوِيَةُ! خُذْ هٰذَا السَّهْمَ حَتّٰى

تَلْقَانِي بِهِ فِي الْجَنَّةِ.

الشریعۃ لآجُرّی، رقم الحدیث:1926

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک تیر دیتے ہوئے فرمایا: اے معاویہ! یہ تیر لے لو! کل قیامت کو آپ مجھ سے جنت میں اسی تیر کے ساتھ ملاقات کروگے۔

جنت میں نبوی پڑوس کی بشارت:

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی البغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَا مُعَاوِيَةُ أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ لَتُزَاحِمَنِّي عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ. وَأَشَارَ بِأُصْبُعَيْهِ الْوُسْطَى وَالَّتِي تَلِيهَا.

الشریعۃ لآجُرّی، رقم الحدیث:1925

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: معاویہ (آپ کا اور میرا تعلق یوں ہے کہ) آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے ہوں۔ جنت کے دروازے پر میں اور آپ اس طرح ملے ہوئے ہوں گے جیسے یہ دو انگلیاں۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیانی انگلی اور اس کے ساتھ (شہادت) والی انگلی کو ملا کر اشارہ فرمایا۔

﴿حصہ دوم﴾

اعتراضات وجوابات

اعتراض 1: اسمِ معاویہ کے لغوی معنی پر اعتراض

معترضین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام پر اعتراض کرتے ہیں کہ معاویہ کا معنی ہے: ”آواز کرنے والی سگ مادہ“۔

جواب نمبر 1:

یہ اعتراض لغت سے ناواقفیت کی بنا پر ہے، اس لیے کہ اہل لغت نے لکھا ہے کہ معاویہ اگر معرف بالام ہو تو اس کا معنی "آواز کرنے والی سگ مادہ" کے ہیں اور اگر بغیر الف لام کے ہو جیسا کہ لوگوں میں مستعمل ہے تو اس کا یہ معنی نہیں ہے۔ بلکہ اس کا معنی ہے لوگوں کو آواز دینا جیسا کہ علامہ وحید الزمان قاسمی کیرانوی رحمہ اللہ (ت 1416ھ) لکھتے ہیں:

عَاوَاهُمْ اَیْ صَايَحَهُمْ. ایک دوسرے کو پکارنا۔

القاموس الوحید ص 1145

تو اس اعتبار سے معاویہ کا معنی ہو گا: ”لوگوں کو آواز دینے والا“۔

جواب نمبر 2:

اسماء و اعلام میں اصل مادہ کا لغوی معنی مراد نہیں ہوتا اور علم بن جانے کی صورت میں اصل معنی چھوڑ دیا جاتا ہے جیسا کہ اہل عرب سے اس کی کئی مثالیں دیکھی جاسکتی ہیں۔ مثلاً ”اُوَیس“ کے معنی ”بھیڑیا“ کے آتے ہیں، ایک مشہور تابعی کا نام بھی اویس (قرنی) ہے، صحیح مسلم شریف میں ان کی فضیلت بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

چنانچہ امام ابو الحسن مسلم بن حجاج القشیری النیشاپوری (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ أَهْلَ الْكُوفَةِ وَفَدُوا إِلَى عُمَرَ وَفِيهِمْ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ يَسْخَرُ بِأُوَيْسٍ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ هَلْ هَاهُنَا أَحَدٌ مِنَ الْقَرَنِيِّينَ فَجَاءَ ذَلِكَ الرَّجُلُ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ إِنَّ رَجُلًا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ أُمٍّ لَهُ قَدْ كَانَ بِهِ بَيَاضٌ فَدَعَا اللهَ فَأَذْهَبَهُ عَنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ الدِّينَارِ أَوِ الدِّرْهَمِ فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ.

صحیح مسلم: رقم الحدیث 6490

ترجمہ: حضرت اسیر بن جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوفہ کے چند لوگ وفد کی صورت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وفد میں ایک ایسا آدمی بھی تھا کہ جو حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ کا مزاح اڑایا کرتا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا یہاں پر کوئی قرنی ہے؟ تو وہی شخص (حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ) آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمہارے پاس یمن سے ایک آدمی آئے گا جسے کا نام اویس ہو گا۔ وہ یمن کو اپنی والدہ کی وجہ سے نہیں چھوڑے گا، اسے برص کی بیماری ہو گی۔ وہ اللہ سے دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے اس بیماری کو دور فرمادیں گے سوائے ایک دینار یا ایک درہم کے (دینار یا درہم کے بقدر برص کی بیماری کا نشان باقی رہ جائے گا) تو تم میں سے جو کوئی بھی اس سے ملاقات کرے تو وہ اپنے لئے ان سے مغفرت کی دعا کرائے۔

امام ابو الفضل محمد بن مکرّم بن علی جمال الدین ابن منظور الانصاری الافریقی رحمہ اللہ (ت 711ھ) لکھتے ہیں:

أُوَيْسٌ تَصْغِيرُ أَوْسٍ وَهُوَ مِنْ أَسْمَاءِ الذِّئْبِ.

لسان العرب، ج1ص 55

جب یہ لفظ علم مستعمل ہوا ہے تو کسی فرد کا بھی ذہن اس کے لغوی معنی کی

طرف نہیں جاتا اور نہ ہی اس نام پر اعتراض کیا جاتا ہے۔

جواب نمبر 3:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ برے ناموں کو تبدیل فرما دیا کرتے تھے جیسا کہ "عاصیہ" نام کو "جمیلہ" سے بدل دیا اور "اصرم" نام کو "زرعہ" سے تبدیل کیا۔

چنانچہ امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ، وَقَالَ: أَنْتِ جَمِيلَةٌ.

سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: 4952

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصیہ کا نام بدل دیا اور فرمایا: تو جمیلہ ہے یعنی تیرا نام جمیلہ ہے۔

فائدہ: عاصیہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھی جس کے معنی گنہگار کے ہیں۔ تو آپ علیہ السلام نے نام "جمیلہ" رکھ دیا جس کا معنی ہے اچھے اخلاق و کردار والی ہے۔

چنانچہ امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ أَخْدَرِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ: أَصْرَمُ كَانَ فِي النَّفَرِ الَّذِينَ أَتَوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا اسْمُكَ؟ قال: أَنَا أَصْرَمُ، قَالَ: بَلْ أَنْتَ زُرْعَةُ.

سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: 4954

ترجمہ: حضرت اسامہ بن اخدری تمیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی

جسے اصرم کہا جاتا تھا، اس جماعت میں سے تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: میں اصرم ہوں، تو آپ نے فرمایا: بلکہ تم زرعہ ہو یعنی تمہارا نام زرعہ ہے۔

فائدہ: اصرم کا معنی ہے بہت زیادہ کاٹنے والا" تو آپ نے نام رکھا زرعہ جس کا معنی ہے "کھیتی لگانے والا"

درج بالا روایات سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غلط ناموں کو تبدیل فرمادیا کرتے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام نہیں بدلا، تو نام کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔

فائدہ: علامہ سید مرتضی حسین بلگرامی زَبیدی مصری رحمہ اللہ (ت1205ھ) فرماتے ہیں:

وَالْمُسَمّٰی بِمُعَاوِیَۃَ سِوَاہُ مِنَ الصَّحَابَۃِ سَبْعَۃَ عَشَرَ رَجُلًا.

تاج العروس من جواہر القاموس ج10 ص260

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ اس نام کے سترہ صحابہ کرام تھے۔

اعتراض 2: امام نسائی رحمہ اللہ کا کہنا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کوئی صحیح روایت نہیں ہے

مخالفین امام نسائی رحمہ اللہ کے حوالے سے ایک واقعہ پیش کرتے ہیں کہ امام نسائی رحمہ اللہ جب دمشق تشریف لے گئے تو ان سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا:

لَا يَرْضٰى مُعَاوِيَةُ رَأْساً بِرَاْسٍ حَتّٰى يُفَضِّلَ؟

مکمل روایت امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد المعروف امام حاکم رحمہ اللہ (ت 405ھ) نے نقل کرتے ہیں:

فَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْأَصْبَهَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ مَشَايِخَنَا بِمِصْرَ يَذْكُرُوْنَ أَنَّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَارَقَ مِصْرَ فِيْ آخِرِ عُمُرِهٖ وَخَرَجَ إِلٰى دِمَشْقَ فَسُئِلَ بِهَا عَنْ مُّعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ وَمَا رُوِيَ فِيْ فَضَائِلِهٖ فَقَالَ لَا يَرْضٰى مُعَاوِيَةُ رَأْساً بِرَاْسٍ حَتّٰى يُفَضِّلَ؟! قَالَ: فَمَا زَالُوا يَدْفَعُوْنَ فِيْ خُصْيَتَيْهِ حَتّٰى أُخْرِجَ مِنَ الْمَسْجِدِ ثُمَّ حَصَلَ إِلٰى مَكَّةَ وَمَاتَ بِهَا سَنَةَ ثَلَاثٍ وَّثَلَاثِ مِائَةٍ وَهُوَ مَدْفُوْنٌ بِمَكَّةَ.

معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص:83 رقم الحدیث 182

ترجمہ: مجھے محمد بن اسحق اصبہانی رحمہ اللہ نے بیان کیا، کہتے ہیں کہ میں نے مصر میں مشائخ سے سنا، وہ ذکر کرتے ہیں کہ امام نسائی رحمہ اللہ اپنی آخری عمر میں مصر کو چھوڑا اور دمشق چلے گئے، تو وہاں ان سے حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اور ان کے فضائل کے بارے میں سوال کیا گیا تو کہنے لگے: کہ کیا معاویہ راضی نہیں ہیں کہ

ان کا برابر برابر معاملہ کر لیا جائے چہ جائے کہ ان کو فضیلت دی جائے۔ تو لوگ انہیں مسلسل خصیتین پر مارتے رہے یہاں تک کہ مسجد سے بھی نکالا، پھر وہ مکہ المکرمہ چلے گئے اور وہیں پر سن 303 ہجری میں فوت ہوئے اور مکہ ہی میں دفن ہوئے۔

جواب نمبر 1:

اس روایت کی سند میں "مشایخنا" مجہول ہے جس وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے۔ رواۃ حدیث میں جس کی عدالت، ثقاہت، علمیت، شخصیت معلوم نہ ہو یا نام کا علم ہو لیکن حالات معلوم نہ ہوں ایسے راوی کو مجہول الحال کہا جاتا ہے۔ اور اگر نام بھی معلوم نہ ہو مجہول العین کہا جاتا ہے۔ محدثین ایسے راوی کی روایت کو قبول نہیں فرماتے۔

اس پر چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

(1): امام ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد خطیب بغدادی رحمہ اللہ (ت463ھ) فرماتے ہیں:

لَا يُقْبَلُ خَبَرُ مَنْ جَهِلَتْ عَيْنُهُ وَصِفَتُهُ لِأَنَّهُ حِيْنَئِذٍ لَا سَبِيْلَ إِلَى مَعَارِفِ عَدَالَتِهِ. هٰذَا قَوْلُ كُلِّهِمْ.

الکفایۃ فی علم الروایۃ ص:324

ترجمہ: ایسی روایت جس کا راوی مجہول العین اور مجہول الوصف ہو، روایت قبول نہیں ہو گی، اس لیے کہ اس کی عدالت پہچاننے کا کوئی طریقہ نہیں ہے، یہ تمام محدثین کرام رحمہم اللہ کا قول ہے۔

(2): علامہ محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی (ت676ھ) لکھتے ہیں:

رِوَايَةُ مَجْهُوْلِ الْعَدَالَةِ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا لَا تُقْبَلُ عِنْدَ الْجَمَاهِيْرِ.

تقریب النواوی: ص172

ترجمہ: مجہول العدالت راوی خواہ ظاہرا مجہول ہو یا باطنا مجہول ہو، اس کی روایت جمہور کے نزدیک قبول نہیں ہو گی۔

(3): علامہ زین الدین ابو الفرج عبد الرحمن بن احمد بن عبد الرحمن المعروف ابن رجب الحنبلی الدمشقی رحمہ اللہ (ت 795ھ) امام ترمذی رحمہ اللہ کی علل ترمذی کی شرح میں لکھتے ہیں:

وَكَذٰلِكَ ظَاهِرُ كَلَامِ الْإِمَامِ اَحْمَدَ أَنَّ خَبَرَ مَجْهُوْلِ الْحَالِ لَا يَصِحُّ وَلَا يُحْتَجُّ بِهٖ.

شرح علل الترمذی لابن رجب: ج1 ص347

ترجمہ: امام احمد رحمہ اللہ کے کلام سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ مجہول الحال کی خبر صحیح نہیں ہے اور نہ اس سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔

چونکہ یہ روایت مجہول ہے، یہ معلوم نہیں کہ یہ لوگ کون تھے؟ فاسق تھے یا عادل؟ ان کا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں کیا عقیدہ تھا؟

جواب نمبر 2:

روایت بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ کی وفات مکہ المکرمہ میں ہوئی جب کہ امام نسائی رحمہ اللہ کے مشہور شاگرد مؤرخ علامہ ابنِ یونس المصری رحمہ اللہ (ت 347ھ) فرماتے ہیں کہ آپ کی وفات فلسطین میں ہوئی۔

وَكَانَ خُرُوْجُهٗ مِّنْ مِّصْرَ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ سَنَةَ اِثْنَتَيْنِ وَثَلَاثِ مِاَةٍ وَتُوُفِّيَ بِفَلَسْطِيْنَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ بِثَلَاثَ عَشَرَةَ خَلَتْ مِنْ صَفَرَ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَّثَلَاثَ مِأَةٍ.

تاریخ ابن یونس المصری: ج2 ص4 تا 55

ترجمہ: ذوی القعدہ سن 302 ہجری کو ان کا مصر سے نکلنا ہے، اور 13 صفر المظفر سن

303 ہجری بروز پیر فلسطین میں فوت ہوئے۔

جواب نمبر 3:

خود امام نسائی رحمہ اللہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرتے ہی۔ علامہ ابو الحجاج، جمال الدین یوسف بن عبد الرحمن بن یوسف المِزّی رحمہ اللہ (ت 742ھ) حضرت امام نسائی رحمہ اللہ کا قول نقل فرماتے ہیں:

سُئِلَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ النَّسَائِيُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّمَا الْإِسْلَامُ كَدَارٍ لَهَا بَابٌ، فَبَابُ الْإِسْلَامِ الصَّحَابَةُ، فَمَنْ آذَى الصَّحَابَةَ إِنَّمَا أَرَادَ الْإِسْلَامَ، كَمَنْ نَقَرَ الْبَابَ إِنَّمَا يُرِيْدُ دُخُوْلَ الدَّارِ، قَالَ: فَمَنْ أَرَادَ مُعَاوِيَةَ فَإِنَّمَا أَرَادَ الصَّحَابَةَ.

تہذیب الکمال فی اسماء الرجال: ج1 ص340، 339

ترجمہ: امام نسائی رحمہ اللہ سے حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: کہ اسلام کی مثال اس گھر کی طرح ہے جس کا دروازہ ہو، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اسلام کا دروازہ ہیں۔ جو کوئی صحابہ کو تکلیف پہنچاتا ہے اس کا ارادہ اسلام کو ہدف بنانے کا ہے۔ جیسے کوئی شخص گھر کا دراوازہ کھٹکھٹاتا ہے تو وہ گھر میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اسی طرح جو شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتا ہے وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اعتراض کا ارادہ رکھتا ہے۔

اعتراض 3: نبی علیہ السلام کی فرمان کہ اللہ تعالیٰ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ نہ بھرے

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی للہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے کے باوجود نہ آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بد دعا دی۔

امام ابو الحسن مسلم بن حجاج القشیری النیشاپوری (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ أَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَارَيْتُ خَلْفَ بَابٍ قَالَ فَجَاءَ فَحَطَأَنِي حَطْأَةً وَقَالَ اذْهَبْ وَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ قَالَ: فَجِئْتُ فَقُلْتُ: هُوَ يَأْكُلُ قَالَ: ثُمَّ قَالَ لِيَ اذْهَبْ فَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ قَالَ: فَجِئْتُ فَقُلْتُ :هُوَ يَأْكُلُ فَقَالَ لَا أَشْبَعَ اللهُ بَطْنَهُ.

صحیح مسلم، رقم الحدیث: 6623

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ، میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا، کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے دونوں شانوں کے درمیان اپنے ہاتھ سے ہلکی سی ضرب لگائی اور فرمایا: جاؤ، میرے لیے معاویہ کو بلا لاؤ۔ میں نے آپ سے آکر عرض کیا: وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ مجھ سے فرمایا: جاؤ، معاویہ کو بلا لاؤ۔ میں نے پھر آکر عرض کیا: وہ کھانا کھا رہے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے۔

جواب نمبر 1:

حدیث کے الفاظ پر غور کریں کہ حضرت ابن عباس رضی للہ عنہما نے حضرت معاویہ رضی للہ عنہ سے یہ نہیں کہا کہ آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلا رہے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی للہ عنہما حضرت معاویہ رضی للہ عنہ کو کھانا کھاتے دیکھ کر خاموش سے واپس آگئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں، اس میں حضرت امیر معاویہ رضی للہ عنہ کا کا کیا قصور ہے؟

جواب نمبر 2:

ایسا کس طرح ہو سکتا ہے کہ جو ذات بابرکات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گالیاں دینے والوں کو، طائف میں پتھر مارنے والوں کو معاف کر دیتے ہوں، بد دعا نہ دیتے ہوں وہ اس موقع پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف کیوں بد دعا فرماتے ہیں جب کہ حضرت امیر معاویہ رضی للہ عنہ کی کوئی غلطی بھی نہیں ہے۔

جواب نمبر 3:

"لَا أَشْبَعَ اللهُ بَطْنَهُ" کا حقیقی معنی مراد نہیں ہے، بلکہ یہ عرب کا محاورہ ہے، اہل عرب اس طرح کے الفاظ مثلاً: تیرا پیٹ نہ بھرے، تجھے تیری ماں روئے وغیرہ کلمات غصے کے لیے نہیں بلکہ بطور محبت کے استعمال کرتے رہتے ہیں۔

(1): شارح بخاری ابو الحسن علی بن خلف بن عبد الملک بن بطال القرطبی المعروف ابن بطال رحمہ اللہ (ت 449ھ) فرماتے ہیں:

هِيَ كَلِمَةٌ لَّا يُرَادُ بِهَا الدُّعَاءُ، وَإِنَّمَا تُسْتَعْمَلُ فِي الْمَدْحِ، كَمَا قَالُوْا لِلشَّاعِرِ، إِذَا أَجَادَ: قَاتَلَهُ اللهُ، لَقَدْ أَجَادَ.

شرح صحیح البخاری: ج9 ص329

ترجمہ: یہ ایسا کلمہ ہے کہ اس سے بد دعا مراد نہیں ہوتی، اسے صرف مدح کے لیے

استعمال کیا جاتا ہے، جیسا کہ جب کوئی شاعر عمدہ شعر کہے تو عرب لوگ کہتے ہیں: قَاتَلَهُ اللّٰهُ(اللہ تعالیٰ اسے مارے)، اس نے عمدہ شعر کہا ہے۔

(2): علامہ محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت676ھ) اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

إِنَّ مَا وَقَعَ مِنْ سَبِّهٖ وَدُعَائِهٖ وَنَحْوِهٖ لَيْسَ بِمَقْصُودٍ، بَلْ هُوَ مِمَّا جَرَتْ بِهٖ عَادَةُ الْعَرَبِ فِي وَصْلِ كَلَامِهَا بِلَا نِيَّةٍ، كَقَوْلِهٖ: "تَرِبَتْ يَمِيْنُكَ"، "وعَقْرٰى حَلْقٰى"، وَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ: "لَا كَبِرَتْ سِنُّكِ"، وَفِي حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ: "لَا أَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهٗ"، وَنَحْوِ ذٰلِكَ، لَا يَقْصُدُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ حَقِيْقَةَ الدُّعَاءِ.

شرح مسلم للنووی، تحت الحدیث:6623

ترجمہ: بعض احادیث میں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو بددعا وغیرہ کے الفاظ منقول ہیں، وہ حقیقت میں بددعا نہیں، بلکہ یہ ان باتوں میں سے ہے جو عرب لوگ بغیر نیت کے دوران کلام کہہ دیتے ہیں۔ جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ "تَرِبَتْ يَمِيْنُكَ" (تیرا داہنا ہاتھ خاک آلود ہو) "عَقْرٰى حَلْقٰى" (تو بانجھ ہو اور تیرے حلق میں بیماری ہو)، ایک حدیث میں یہ فرمان کہ "لَا كَبِرَتْ سِنُّكِ" (تیری عمر زیادہ نہ ہو) اور حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ "لَا أَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهٗ" (اللہ تعالیٰ ان کا پیٹ نہ بھرے)، یہ ساری باتیں اسی قبیل سے ہیں۔ ایسی باتوں سے اہل عرب بددعا مراد نہیں لیتے۔

مثال:

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اجْتَمَعَتْ غُنَيْمَةٌ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ، ابْدُ فِيهَا، فَبَدَوْتُ إِلَى الرَّبَذَةِ فَكَانَتْ تُصِيبُنِي الْجَنَابَةُ فَأَمْكُثُ الْخَمْسَ وَالسِّتَّ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَبُو ذَرٍّ، فَسَكَتُّ، فَقَالَ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ أَبَا ذَرٍّ لِأُمِّكَ الْوَيْلُ، فَدَعَا لِي بِجَارِيَةٍ سَوْدَاءَ فَجَاءَتْ بِعُسٍّ فِيهِ مَاءٌ فَسَتَرَتْنِي بِثَوْبٍ وَاسْتَتَرْتُ بِالرَّاحِلَةِ وَاغْتَسَلْتُ فَكَأَنِّي أَلْقَيْتُ عَنِّي جَبَلًا، فَقَالَ: الصَّعِيدُ الطَّيِّبُ وَضُوءُ الْمُسْلِمِ وَلَوْ إِلَى عَشْرِ سِنِينَ، فَإِذَا وَجَدْتَ الْمَاءَ فَأَمِسَّهُ جِلْدَكَ فَإِنَّ ذَٰلِكَ خَيْرٌ.

سنن ابی داؤد، رقم الحدیث:332

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بکریوں کا ریوڑ جمع ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ذر! تم ان بکریوں کو جنگل میں لے جاؤ، چنانچہ میں انہیں ہانک کر ربذہ (ایک جگہ کا نام ہے) کی طرف لے گیا، وہاں مجھے غسل جنابت کی حاجت ہو جایا کرتی تھی اور میں پانچ پانچ چھ چھ روز یوں ہی رہا کرتا (پانی کے نہ ملنے کی وجہ سے غسل نہیں کر سکتا تھا)، پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: اے ابو ذر! میں خاموش رہا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر تمہاری ماں روئے اے ابو ذر! تمہاری ماں کے لیے بربادی ہو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے ایک سیاہ رنگ کی لونڈی بلائی، وہ ایک بڑے برتن میں پانی لے کر آئی، اس نے میرے لیے ایک کپڑے کی آڑ کی اور (دوسری طرف سے) میں نے اونٹ کی آڑ کی اور غسل کیا، (غسل کر کے مجھے ایسا لگا) گویا کہ میں نے اپنے اوپر سے کوئی پہاڑ ہٹا دیا ہو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پاک مٹی (تیمم کرنا) مسلمان کا وضو ہے، اگرچہ دس سال تک بھی پانی نہ ملے، جب تمہیں پانی مل جائے تو اس کو اپنے بدن پر بہا لیا کرو، یہ تمہارے

لیے بہتر ہے۔

جواب نمبر4:

بالفرض اس جملے کو بددعا بھی تسلیم کر لیا جائے تب بھی یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا ہو گی کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس مسلمان کو میں نے بددعا دی ہو تو یہ بددعا اس کے لئے گناہوں سے کفارہ اور رحمت بنا دے، چنانچہ اس پر روایات موجود ہیں، ذیل میں دو روایات ملاحظہ ہوں:

روایت نمبر1:

امام ابو الحسن مسلم بن حجاج القشیری النیشاپوری (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ سَبَبْتُهُ، أَوْ لَعَنْتُهُ، أَوْ جَلَدْتُهُ، فَاجْعَلْهَا لَهُ زَكَاةً وَرَحْمَةً. وَفِي رِوَايَةٍ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ، إِلَّا أَنَّ فِيْهِ زَكَاةً وَّأَجْرًا.

صحیح مسلم، رقم الحدیث: 6611

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ میں انسان ہوں۔ جس مسلمان شخص کو بھی میں نے برا بھلا کہا، یا اس پر لعنت کی ہو یا اسے سزا دی ہو (جس کا وہ مستحق نہ تھا) تو اس کو اس شخص کے لئے گناہوں سے کفارہ اور رحمت بنا دے۔ ایک اور روایت میں یہی الفاظ ہیں البتہ زَكَاةً وَّأَجْرًا (اس کے لیے گناہوں سے کفارہ اور اجر بنا دے) کے الفاظ کا اضافہ ہے۔

روایت نمبر2:

امام ابو الحسن مسلم بن حجاج القشیری النیشاپوری (ت 261ھ) روایت نقل

کرتے ہیں:

حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ عِنْدَ أُمِّ سُلَيْمٍ يَتِيمَةٌ وَهِيَ أُمُّ أَنَسٍ فَرَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَتِيمَةَ فَقَالَ آنْتِ هِيَهْ لَقَدْ كَبِرْتِ لَا كَبِرَ سِنُّكِ فَرَجَعَتِ الْيَتِيمَةُ إِلَى أُمِّ سُلَيْمٍ تَبْكِي فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ مَا لَكِ يَا بُنَيَّةُ قَالَتِ الْجَارِيَةُ دَعَا عَلَيَّ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَّا يَكْبَرَ سِنِّي فَالْآنَ لَا يَكْبَرُ سِنِّي أَبَدًا أَوْ قَالَتْ قَرْنِي فَخَرَجَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ مُسْتَعْجِلَةً تَلُوثُ خِمَارَهَا حَتَّى لَقِيَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللهِ أَدَعَوْتَ عَلَى يَتِيمَتِي قَالَ وَمَا ذَاكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَالَتْ زَعَمَتْ أَنَّكَ دَعَوْتَ أَنْ لَّا يَكْبَرَ سِنُّهَا وَلَا يَكْبَرَ قَرْنُهَا قَالَ فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ أَمَا تَعْلَمِينَ أَنَّ شَرْطِي عَلَى رَبِّيْ أَنِّي اشْتَرَطْتُ عَلَى رَبِّيْ فَقُلْتُ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَرْضَى كَمَا يَرْضَى الْبَشَرُ وَأَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ فَأَيُّمَا أَحَدٍ دَعَوْتُ عَلَيْهِ مِنْ أُمَّتِي بِدَعْوَةٍ لَيْسَ لَهَا بِأَهْلٍ أَنْ يَجْعَلَهَا لَهُ طَهُوْرًا وَّزَكَاةً وَّقُرْبَةً يُّقَرِّبُهُ بِهَا مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

صحیح مسلم، رقم الحدیث:6622

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس ایک یتیم لڑکی تھی اور یہی (ام سلیم رضی اللہ عنہا) ام انس بھی کہلاتی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو فرمایا: تو وہی لڑکی ہے، تو بڑی ہو گئی ہے! تیری عمر بڑی نہ ہو۔ وہ لڑکی روتی ہوئی واپس حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس گئی، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے پوچھا: بیٹی! تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے خلاف دعا فرما دی ہے کہ میری عمر زیادہ نہ ہو، اب میری عمر یا میرا زمانہ کسی صورت میں بھی زیادہ نہ ہو گا،، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا

جلدی سے دوپٹہ لپیٹتے ہوئے نکلیں، حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: ام سلیم! کیا بات ہے؟ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے میری (متبنی) یتیم لڑکی کے خلاف دعا کی ہے؟ آپ نے پوچھا: یہ کیا بات ہے؟ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: وہ کہتی ہے: آپ نے دعا فرمائی ہے کہ اس کی عمر زیادہ نہ ہو، اور اس کا زمانہ لمبا نہ ہو، (حضرت انس رضی اللہ عنہ نے) کہا: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے، پھر فرمایا: ام سلیم کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے اپنے رب سے عہد لیا ہے، میں نے کہا: میں بھی ایک بشر ہی ہوں، جس طرح ایک بشر (طبعی طور پر) خوش ہوتا ہے، میں بھی خوش ہوتا ہوں اور جس طرح بشر (طبعی طور پر) ناراض ہوتے ہیں میں بھی ناراض ہوتا ہوں۔ تو میری امت میں سے کوئی بھی شخص جس کے خلاف میں نے دعا کی اور وہ اس کا مستحق نہ تھا (بددعا کی) تو اس دعا کو قیامت کے دن اس کے لیے پاکیزگی، گناہوں سے صفائی اور ایسی قربت بنا دے جس کے ذریعے سے تو اسے اپنے تقرب نصیب فرمائے۔

فائدہ: علامہ محی الدین ابو زکریا یحیٰی بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت676ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ فَهِمَ مُسْلِمٌ رَحِمَهُ اللهُ مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ لَمْ يَكُنْ مُسْتَحِقًّا لِلدُّعَاءِ عَلَيْهِ، فَلِهٰذَا أَدْخَلَهُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ.

شرح مسلم للنووی تحت رقم الحدیث: 6623

ترجمہ: امام مسلم رحمہ اللہ اس حدیث سے یہی سمجھے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس بددعا کے کبھی بھی مستحق نہیں تھے اسی وجہ سے انہوں نے اس روایت کو اس باب میں ذکر کیا ہے۔ (بَابُ مَنْ لَعَنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ سَبَّهُ اَوْ دَعَا

عَلَيْهِ وَلَيْسَ هُوَ اَهْلًا لِذٰلِكَ كَانَ لَهٗ زَكَاةً وَاَجْرًا وَرَحْمَةً. كِتَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ)

جواب نمبر 5:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہادی و مہدی، حفاظتِ عذاب، خلافت اور استحکامِ سلطنت کی جو دعائیں دی ہیں انہیں بھی سامنے رکھنا چاہیے۔ ذیل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دی جانے والی چند دعائیں ملاحظہ ہوں:

(1): امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهِ.

سنن الترمذی، رقم الحدیث:3842

ترجمہ: صحابیِ رسول حضرت عبد الرحمان بن ابی عمیرہ مُزَنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! معاویہ کو ہادی اور مہدی بنا اسے بھی ہدایت نصیب فرما اور اس کے ذریعے دوسروں کو بھی ہدایت عطا فرما۔

(2): امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی البغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِهِ وَاهْدِ بِهِ وَلَا تُعَذِّبْهُ.

الشریعۃ لآجُرّی، رقم الحدیث:1915

ترجمہ: صحابی رسول حضرت عبد الرحمٰن بن ابو عُمیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! معاویہ کو ہدایت دینے والا، ہدایت قبول کرنے والا بنا اور اسے ہدایت پر ثابت قدم فرما، ان کے ذریعے سے ہدایت کو عام فرما اور انہیں عذاب سے محفوظ فرما۔

(3): امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُمِّ حَبِيبَةَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَقَّ الْبَابَ دَاقٌّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُنْظُرُوا مَنْ هٰذَا» قَالُوا: مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ: اِئْذَنُوا لَهُ» وَدَخَلَ، وَعَلٰى أُذُنِهٖ قَلَمٌ لَهُ يَخُطُّ بِهٖ، فَقَالَ: مَا هٰذَا الْقَلَمُ عَلٰى أُذُنِكَ يَا مُعَاوِيَةُ؟ قَالَ: قَلَمٌ أَعْدَدْتُّهُ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهٖ. قَالَ: جَزَاكَ اللهُ عَنْ نَبِيِّكَ خَيْرًا، وَاللهِ مَا اسْتَكْتَبْتُكَ إِلَّا بِوَحْيٍ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا أَفْعَلُ مِنْ صَغِيرَةٍ وَلَا كَبِيرَةٍ إِلَّا بِوَحْيٍ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ كَيْفَ بِكَ لَوْ قَدْ قَمَّصَكَ اللهُ قَمِيصًا؟ يَعْنِي: الْخِلَافَةَ. فَقَامَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ: فَجَلَسَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ وَإِنَّ اللهَ مُقَمِّصٌ أَخِي قَمِيصًا؟ قَالَ: نَعَمْ! وَلٰكِنْ فِيهِ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ وَهَنَاتٌ. فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، فَادْعُ لَهُ. فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اهْدِهِ بِالْهُدَى وَجَنِّبْهُ الرَّدٰى، وَاغْفِرْ لَهُ فِي الْآخِرَةِ وَالْأُولٰى.

المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث: 1838

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی زوجہ مطہرہ) سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف فرما تھے۔ باہر سے کسی نے دروازے پر دستک دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو کون ہے؟ جواب ملا کہ معاویہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں اندر بلائیں! آپ

رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ کے کان پر قلم اٹکا ہوا تھا، جس سے وہ (قرآن، فرامین رسول، مکاتیب پیغمبر وغیرہ) لکھا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے معاویہ! آپ نے کان پر قلم کیوں رکھا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین مبارکہ کو لکھنے کے لیے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کریم آپ کو میری طرف سے (اپنی شان کے مطابق) جزائے خیر عطا فرمائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں آپ سے کتابت والا کام اللہ کے حکم کی بنیاد پر کراتا ہوں کیونکہ میں ہر چھوٹا بڑا کام اللہ عزوجل کی وحی کے تحت کرتا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر آپ کو اللہ تعالیٰ قمیص (خلعت خلافت) عطا فرمائے تو اس وقت آپ کی حالت کیا ہو گی؟ (آپ کس طرح معاملات سر انجام دیں گے؟) یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوئیں اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا میرے بھائی کو اللہ تعالیٰ قمیص (خلعت خلافت) پہنائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! لیکن (میرے زمانے کے بنسبت اس زمانے میں) شر و فساد زیادہ ظاہر ہو گا۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے بھائی کے حق میں خیر کی دعا فرما دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ کے حق میں دعا کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! اسے ہدایت کی طرف رہنمائی عطا فرما، اسے ہلاکت سے محفوظ فرما۔ اس کی آخرت اور دنیا میں مغفرت فرما۔

(4): امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرِّی البغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مَسْلَمَةَ بْنِ مُخَلَّدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَمَكِّنْ لَهُ فِي الْبِلَادِ وَقِهِ الْعَذَابَ.

الشریعة لآجُرِّی، رقم الحدیث:1919

ترجمہ: حضرت مسلمہ بن مُخلّد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے اللہ معاویہ کو (قرآن و سنت کو)لکھنے کا علم عطا فرما ان کی سلطنت کو مستحکم فرما اور ان کو عذاب سے محفوظ فرما۔

اعتراض 4: حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو باغی جماعت شہید کرے گی

معترضین کا کہنا ہے کہ جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کیے ہاتھوں حضرت عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے اور حدیث مبارک میں صراحت ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو باغی جماعت شہید کرے گی۔ لہذا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی جماعت کا "باغی" ہونا ثابت ہوتا ہے۔

چنانچہ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عِكْرِمَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَلِابْنِهِ عَلِيٍّ: انْطَلِقَا إِلَى أَبِي سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ، فَانْطَلَقْنَا فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ يُصْلِحُهُ، فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَاحْتَبَى، ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى أَتَى ذِكْرُ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً وَعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ، وَيَقُولُ: "وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ" قَالَ: يَقُولُ عَمَّارٌ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْفِتَنِ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث: 447

ترجمہ: حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے اور اپنے بیٹے حضرت علی سے کہا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ اور ان سے احادیث سنو۔ چنانچہ ہم گئے تو دیکھا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اپنے باغ کو ٹھیک کر رہے تھے۔ ہمیں دیکھ کر انہوں نے اپنی چادر

لی اور کمر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا باندھ کر بیٹھ گئے (اہل عرب اکثر اس طرح بیٹھا کرتے تھے) اور ہم سے حدیث بیان کرنے لگے یہاں تک کہ جب مسجد نبوی کے بات آئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ہم تو (مسجد نبوی کے بنانے میں) ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اٹھا رہے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو ان کے بدن سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے: افسوس کہ عمار کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی جسے عمار جنت کی طرف بلائے گا اور وہ جماعت عمار کو جہنم کی طرف بلائے گی۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عمار رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ سے فتنوں کی پناہ مانگتا ہوں۔

اعتراض:

اس روایت کے پیش نظر مخالفین کا اعتراض یہ ہے کہ جنگ صِفِّین کے موقع پر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ؛ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے جنگ میں شریک ہوئے تھے اور اسی جنگ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ تو اس حدیث کی رو سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی جماعت کا "باغی" ہونا ثابت ہوتا ہے۔

جواب نمبر 1:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی یہ دونوں جماعتیں حق پر تھیں، ان کے مومن اور حق پر ہونے کو خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور پیشگوئی کے پہلے ہی بیان فرما دیا تھا۔

چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

[1]: امام ابو الحسن مسلم بن حجاج القشیری النیشاپوری (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتَانِ وَتَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ وَدَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ."

صحیح مسلم، رقم الحدیث:2888

ترجمہ: حضرت ہمام بن منبہ رحمہ اللہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دو عظیم جماعتوں کے درمیان قتال نہ ہو جائے اور ان کے درمیان ایک بہت بڑی لڑائی ہوگی اور دونوں کا دعوی ایک ہوگا (کہ ہم رضائے الٰہی اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کر رہے ہیں)۔

[2]: علامہ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ الحرانی الحنبلی رحمہ اللہ (ت 728ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ بِالنُّصُوصِ الصَّحِيحَةِ أَنَّ عُثْمَانَ وَعَلِيًّا وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ وَعَائِشَةَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ هُمْ مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَهُمْ فَضَائِلُ وَمَحَاسِنُ وَمَا يُحْكَى عَنْهُمْ كَثِيرٌ مِنْهُ كَذِبٌ؛ وَالصِّدْقُ مِنْهُ إِنْ كَانُوا فِيهِ مُجْتَهِدِينَ: فَالْمُجْتَهِدُ إِذَا أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ وَخَطَؤُهُ يُغْفَرُ لَهُ.

مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ: ج4 ص431

ترجمہ: حضرت عثمان، حضرت علی، طلحہ، زبیر اور عائشہ رضی اللہ عنہم کا جنتی ہونا نصوص صحیحہ سے ثابت ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری، عمرو بن العاص اور حضرت معاویہ ابن ابی سفیان رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی صحابہ کرام میں سے ہیں اور ان کے بڑے فضائل و محاسن ہیں۔ ان کے بارے میں بہت سی مشہور باتیں کذب بیانی پر مبنی

ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ حضرات مجتہدین تھے، مجتہد اگر صواب کو پا جائے تو اسے دو گنا اجر ملتا ہے اور اگر خطا پر ہو تو اسے ایک اجر ملتا ہے اور اس کی غلطی کو معاف کر دیا جاتا ہے۔

جواب نمبر2:

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں مجتہد تھے۔ دونوں کی لڑائی اجتہاد کی بنا پر ہوئی تھی البتہ ان میں سے ایک مصیب اور دوسرا مخطی تھا۔ انجام وآخرت کے اعتبار سے دونوں جنتی ہیں۔

چنانچہ امام ابو حاتم محمد بن حِبّان بن احمد بن حِبّان رحمہ اللہ (المتوفی 354ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِالْخُدْرِي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ فِرْقَتَانِ تَمْرُقُ بَيْنَهُمَا مَارِقَةٌ تَقْتُلُهَا أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ."

صحیح ابن حبان بترتیب بِلْبان الفاسی، رقم الحدیث:6735

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں دو گروہ ہو جائیں گے، ان دونوں گروہوں کے درمیان میں سے ایک الگ گروہ نکلے گا، پھر اس (مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان سے) نکلنے والے (گروہ) سے جو مسلمان (جماعت) لڑائی کرے گی وہ حق کے زیادہ قریب ہو گی۔

فائدہ نمبر1:

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک وقت آئے گا جس میں مسلمانوں کی دو جماعتیں ہو جائیں گی؛ ان دو جماعتوں سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت

معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعتیں ہیں۔

علامہ محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت676ھ) فرماتے ہیں:

اِفْتِرَاقٌ يَّقَعُ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ ، وَهُوَ الْاِفْتِرَاقُ الَّذِیْ كَانَ بَيْنَ عَلِيٍّ وَمُعَاوِيَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا.

شرح مسلم للنووی، تحت الحدیث:1064

ترجمہ: مسلمانوں کے مابین ہونے والے اختلاف سے مراد حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان ہونے والا اختلاف ہے۔

فائدہ نمبر 2:

"نکلنے والے گروہ" سے مراد خوارج کی جماعت ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی (ت1014ھ) اس گروہ کی تعیین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الْمَارِقَةُ وَهِیَ الْخَوَارِجُ.

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: کتاب الدیات باب قتل أھل الردۃ والسعاۃ بالفساد

ترجمہ: "نکلنے والے گروہ" سے مراد خوارج ہیں۔

فائدہ نمبر 3:

سید الحفاظ امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان الکوفی رحمہ اللہ (ت235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سُئِلَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنْ قَتْلٰی يَوْمِ صِفِّينَ. فَقَالَ: قَتْلَانَا وَقَتْلَاهُمْ فِی الْجَنَّةِ.

المصنف لابن ابی شیبۃ، رقم الحدیث:39035

ترجمہ: حضرت یزید بن اصم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین کے مقتولین کے بارے پوچھا گیاتو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے مقتولین اور ان (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کے مقتولین جو اس جنگ میں شہید ہو گئے، دونوں جنتی ہیں۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں گروہ جنتی ہیں۔ وجہ یہی ہے کہ یہ جنگ اجتہاد کی بنا پر ہوئی تھی اور اس میں دونوں ماجور ہیں۔ اس بات کو روافض بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ جنگ اجتہاد کی بنیاد پر ہوئی۔

چنانچہ (شیعہ مصنف) ابو عباس عبداللہ بن جعفر الحمیری (ت300ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْهِ رَحِمَهُ اللهُ: أَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَقُوْلُ لِأَهْلِ حَرْبِهِ إِنَّا لَمْ نُقَاتِلْهُمْ عَلَى التَّكْفِيْرِ لَهُمْ وَلَمْ نُقَاتِلْهُمْ عَلَى التَّكْفِيْرِ لَنَا وَلٰكِنَّا رَأَيْنَا أَنَّا عَلٰى حَقٍّ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ عَلٰى حَقٍّ.

قرب الاسناد لِلْحِمْيَرِيْ، ص:93

ترجمہ: امام باقر رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے گروہ کے افراد سے یہ بات فرماتے تھے کہ ہم ان (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر) کو کافر سمجھ کر ان سے نہیں لڑ رہے اور نہ ہی اس لیے لڑ رہے ہیں کہ وہ ہمیں کافر سمجھتے ہیں بلکہ ہماری لڑائی (اجتہاد کی بنیاد پر ہوئی) کہ ہم نے خود کو حق پر سمجھا اور انہوں نے خود کو حق پر سمجھا۔

فائدہ نمبر 4:

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں مجتہد تھے۔ اس حدیث میں ایک کو "اولیٰ بالحق" سے تعبیر کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوا ہے

کہ ایک مجتہد مصیب اور دوسرا مجتہد خطا پر تھا اور یہ بات حدیث مبارک سے ثابت ہے کہ مجتہد مصیب کو دو اجر اور مجتہد مخطی کو ایک اجر ملتا ہے۔

چنانچہ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 7352

ترجمہ: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب حاکم اجتہاد کرے اور اس کا اجتہاد درست ہو تو اسے دو اجر ملتے ہیں اور اگر اجتہاد کرے اور اجتہاد میں خطاء ہو جائے تب بھی اس کے لیے ایک اجر ہے۔

فائدہ نمبر 5:

جمہور اھل السنۃ والجماعۃ کا موقف یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجتہد مصیب اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد مخطی تھے، اس پر چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

1: علامہ محی الدین ابو زکریا یحیٰی بن شرف النووی (ت 676ھ) فرماتے ہیں:

وَكَانَ بَعْضُهُمْ مُصِيْبًا وَبَعْضُهُمْ مُخْطِئًا مَعْذُوْرًا فِي الْخَطَأِ لِأَنَّهُ لِاجْتِهَادٍ وَالْمُجْتَهِدُ إِذَا أَخْطَأَ لَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَكَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ هُوَ الْمُحِقُّ الْمُصِيْبُ فِي تِلْكَ الْحُرُوْبِ. هٰذَا مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ.

شرح مسلم للنووی: ج2 ص390 کتاب الفتن و شراط الساعۃ

ترجمہ: اس لیے ان لڑائیوں میں بعض صحابہ مصیب تھے اور بعض خطا پر تھے لیکن یہ حضرات بھی خطا پر ہونے کے باوجود معذور تھے کیونکہ اس کی بنیاد اجتہاد پر تھی اور مجتہد سے جب خطا اجتہادی ہو جائے تو وہ گنہگار نہیں ہوتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان جنگوں میں حق پر تھے اور مصیب تھے۔ یہی اہل السنۃ کا موقف ہے۔

2: علامہ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ الحرانی الحنبلی رحمہ اللہ (ت 728ھ) فرماتے ہیں:

فَهٰذَا الْحَدِيْثُ الصَّحِيْحُ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ كِلَا الطَّائِفَتَيْنِ الْمُقْتَتِلَتَيْنِ عَلِيٌّ وَ اَصْحَابُهٗ وَمُعَاوِيَةُ وَاَصْحَابُهٗ عَلٰى حَقٍّ وَاَنَّ عَلِيًّا وَاَصْحَابَهٗ كَانُوْا اَقْرَبَ اِلَى الْحَقِّ مِنْ مُّعَاوِيَةِ وَّ اَصْحَابِهٖ.

فتاوی ابن تیمیہ: ج4 ص235

ترجمہ: یہ صحیح حدیث دلالت کرتی ہے کہ دونوں لڑنے والی جماعتیں یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی؛ معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی دونوں حق پر ہیں۔ جبکہ علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی حق کے زیادہ قریب ہیں بمقابلہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے؛ لیکن ہیں دونوں حق پر۔

جواب نمبر 3:

اس واقعہ کا تعلق مشاجراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے ہے اور مشاجرات میں خاموشی اختیار کرنے کا حکم ہے، چنانچہ اس پر تابعین، تبع تابعین اور اسلاف کی بے شمار تصریحات موجود ہیں، چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

1: امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ (181ھ) فرماتے ہیں:

"اَلسَّيْفُ الَّذِىْ وَقَعَ بَيْنَ الصَّحَابَةِ فِتْنَةٌ وَلَا أَقُوْلُ لِأَحَدٍ مِنْهُمْ مَفْتُوْنٌ".

سیر اعلام النبلاء للامام الذھبی: ج8، ص408

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین چلنے والی تلوار فتنہ تھی، لیکن میں ان میں سے کسی ایک کے بارے میں یہ نہیں کہوں گا کہ وہ خود فتنہ ہیں۔

2: امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل البغدادی (ت 241ھ):

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر القرطبی المالکی (ت 463ھ) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

لَا نَنْظُرُ بَيْنَ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ وَنَكِلُ أَمْرَهُمْ إِلَى اللهِ، وَالْحُجَّةُ فِيْ ذٰلِكَ حَدِيْثُ حَاطِبٍ.

جامع بیان العلم وفضلہ: ج2 ص215

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے درمیان جو واقعات رونما ہوئے ہم ان میں بحث و مباحثہ نہیں کرتے بلکہ ہم یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔ اس معاملے میں ہماری دلیل حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے۔

3: شیخ ابو محمد محی الدین عبد القادر بن ابی صالح عبد اللہ جیلانی (ت 561ھ) لکھتے ہیں:

وَاتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى وُجُوْبِ الْكَفِّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ، وَالْإِمْسَاكِ عَنْ مَسَاوِئِهِمْ، وَإِظْهَارِ فَضَائِلِهِمْ وَمَحَاسِنِهِمْ، وَتَسْلِيْمِ أَمْرِهِمْ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى مَا كَانَ وَجَرٰى مِنَ اخْتِلَافِ عَلِيٍّ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ وَعَائِشَةَ وَمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ.

الغنیۃ لطالبی طریق الحق للجیلانی: ص113

ترجمہ: اھل السنۃ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان جو نزاعات ہوئے ان میں خاموشی اختیار کرنا اور ان کی خامیاں بیان کرنے سے باز رہنا واجب ہے۔ اسی طرح ان کے فضائل و مناقب اور خوبیاں بیان کرنا بھی واجب ہے اور

جو اختلاف حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عائشہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کے درمیان پیش آئے انہیں اللہ کے سپرد کرنا بھی واجب ہے۔

4: علامہ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی (ت 676ھ) لکھتے ہیں:

وَمَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْحَقِّ إِحْسَانُ الظَّنِّ بِهِمْ وَالْإِمْسَاكُ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ وَتَأْوِيلُ قِتَالِهِمْ وَأَنَّهُمْ مُجْتَهِدُونَ مُتَأَوِّلُونَ لَمْ يَقْصِدُوا مَعْصِيَةً وَلَامَحْضَ الدُّنْيَا بَلِ اعْتَقَدَ كُلُّ فَرِيقٍ أَنَّهُ الْمُحِقُّ وَمُخَالِفُهُ بَاغٍ فَوَجَبَ عَلَيْهِ قِتَالُهُ لِيَرْجِعَ إِلَى أَمْرِ اللهِ

شرح مسلم للنووی: ج2 ص390 کتاب الفتن وشراط الساعۃ

ترجمہ: اھل السنۃ اور اھل حق کا مذہب اور نظریہ یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں حسنِ ظن رکھا جائے اور ان کے درمیان رونما ہونے والے اختلافات میں خاموشی اختیار کی جائے اور ان کی باہمی لڑائیوں کی تاویل کی جائے۔ بلا شبہ یہ حضرات مجتہد اور صاحب رائے تھے، ان کا مقصد نہ معصیت تھا اور نہ ہی دنیا طلبی تھی، بلکہ ان میں سے ہر فریق یہ سمجھتا تھا کہ وہی حق پر ہے اور دوسرا خطا پر ہے اور خطا پر ہونے والے فریق سے لڑائی کرنا ضروری ہے تاکہ وہ امر اللہ کی طرف واپس لوٹ آئے۔

5: علامہ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی (ت 748ھ) فرماتے ہیں:

كَمَا تَقَرَّرَ الْكَفُّ عَنْ كَثِيرٍ مِمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ وَقِتَالُهُمْ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ - أَجْمَعِينَ.

سیر اعلام النبلاء للذھبی: ج:10، ص:92

ترجمہ: یہ بات طے شدہ ہے کہ صحابہ کے درمیان جو اختلافات وغیرہ ہوئے اس پر خاموشی اختیار کی جائے۔

6: امام الاسانید شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم محدث دہلوی (ت1176ھ) فرماتے ہیں:

اَلتَّنْبِيْهُ الثَّالِثُ: يَنْبَغِيْ أَنْ يُّعْلَمَ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ فَرْدٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ وَصَاحِبِ الْفَضِيْلَةِ الْجَلِيْلَةِ فِيْ زُمْرَةِ الصَّحَابَةِ فَلَا تَسِيْئَنَّ الظَّنَّ بِهٖ وَلَا تَقَعَنَّ فِيْ سَبِّهٖ حَتّٰى لَا تَرْتَكِبَ الْحَرَامَ.

ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء ج1 ص562

ترجمہ: تیسری تنبیہ: مناسب ہے کہ بات سمجھ لی جائے کہ حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک فرد ہیں، اور صحابہ کرام میں صاحبِ فضیلت ہیں، لہذا ان کے بارے میں بدگمانی بھی نہ کرنا اور انہیں برا بھلا کہنے کی جرأت بھی ہرگز نہ کرنا، ورنہ تم حرام کے مرتکب ہو جاؤ گے۔

جواب نمبر 4:

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب احادیث صحیحہ میں بیان کیے گئے ہیں انہیں بھی سامنے رکھنا چاہیے۔

[1]: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهٖ.

سنن الترمذی، رقم الحدیث:3842

ترجمہ: صحابی رسول عبد الرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: اے اللہ! تو ان کو ہدایت دے اور ہدایت یافتہ بنا دے، اور ان کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت دے۔

[2]: امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَدْعُونَا إِلَى السَّحُورِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ هَلُمُّوا إِلَى الْغِذَاءِ الْمُبَارَكِ ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ اللهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ.

مسند احمد، رقم الحدیث:16528

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک مرتبہ سحری کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا کہ اس مبارک کھانے کے لئے آجاؤ۔ پھر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! معاویہ کو حساب اور کتاب کا علم عطا فرما اور اسے عذاب سے محفوظ فرما۔

جواب نمبر 5:

اس حدیث کا معنی اور مراد یہ ہے:

وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ (فِيْ زَعْمِ عَمَّارٍ)، عَمَّارٌ يَدْعُوهُمْ (فِيْ زَعْمِهِ) إِلَى اللّٰهِ وَيَدْعُونَهُ (فِيْ زَعْمِهِ) إِلَى النَّارِ.

اس روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ ہائے افسوس! عمار ایسی جماعت کے ہاتھوں قتل ہوں گے جو جماعت عمار کے خیال کے مطابق باغی ہو گی اور اس وقت عمار کا خیال ہو گا کہ میں ان کو جنت کی دعوت دے رہا ہوں اور عمار کا یہ

بھی خیال ہو گا کہ وہ جماعت عمار کو جہنم کی طرف بلا رہی ہے۔

یعنی عمار کا زعم اور گمان یہ ہو گا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ امام برحق ہیں اور ان کے خلاف لڑنے والے باغی ہیں۔ طاعتِ امام چونکہ واجب ہوتی ہے اس لیے جو شخص امام برحق کے خلاف لڑتا ہے وہ واجب طاعتِ امام سے نکلنے کی وجہ سے جہنم کی طرف دعوت دینے والا قرار پاتا ہے۔

اور جو شخص طاعتِ امام کی طرف دعوت دیتا ہے وہ واجب کام کی طرف بلانے کی وجہ سے جنت کی طرف بلانے والا قرار پاتا ہے۔

تو اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہیں فرما رہے کہ قتل کرنے والی جماعت باغی ہو گی بلکہ یہ فرما رہے ہیں کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے خیال کے مطابق باغی ہو گی یعنی عمار ایسے لوگوں کے ہاتھوں قتل ہوں گے جن کو وہ باغی سمجھ رہے ہوں گے، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جماعت باغی نہیں ہو گی لیکن عمار اس جماعت کو باغی سمجھ کر لڑتا ہوا اپنی جان دے دے گا۔

تو یہ حدیث حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت، عظمت اور فضیلت کی دلیل ہے۔

تنقیحاتِ متکلمِ اسلام

اشکال:

جب دونوں جماعتیں حق پر تھی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت کو ''اَلْفِئَۃُ الْبَاغِیَۃُ'' کیوں کہا گیا ہے؟

جواب:

حدیث مبارک میں ''أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ'' سے اشارہ ملتا ہے کہ ایک جماعت حق کے زیادہ قریب ہو گی اور دوسری جماعت حق پر ہو گی۔ حضرت علی رضی

اللہ عنہ حق کے زیادہ قریب ہونے کی وجہ سے مجتہد مصیب ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حق پر ہیں لیکن انہوں نے مجتہد مصیب کے مقابلے میں خروج کیا تھا اس لیے وہ مجتہد مخطی ہیں۔ اس خطا اجتہادی کی وجہ سے ان پر لفظ "باغی" کا اطلاق کر دیا گیا ہے۔ تو یہ صورۃً اطلاق بغاوت ہے، حقیقۃً بغاوت نہیں۔

اعتراض 5: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا حضرت معاویہ رضی اللہ کے بارے میں موقف

امام اہل السنت علامہ ابو شکور محمد بن عبد السعید سالمی کشبی رحمہ اللہ (ت460ھ) لکھتے ہیں:

رُوِیَ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ اَنَّہٗ قَالَ لِاَصْحَابِہٖ اَتَدْرُوْنَ لِمَ یُبْغِضُنَا اَھْلُ الشَّامِ فَقَالُوْا: لَا قَالَ: لِاَنَّا نَعْتَقِدُ بِاَنَّا لَوْ کُنَّا حُضُوْرًا لَکُنَّا نُعِیْنُ عَلِیًّا عَلٰی مُعَاوِیَةَ وَنُقَاتِلُ مُعَاوِیَةَ لِاَجْلِ عَلِیٍّ

التمہید فی بیان التوحید ص183

ترجمہ: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے شاگردوں سے پوچھا: کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ اہل شام کو ہمارے (جمہور کے) موقف سے تحفظات کیوں ہیں؟ تو (شاگردوں نے) کہا: نہیں (ہم نہیں جانتے) تو آپ نے فرمایا: کہ ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ اگر ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوتے تو حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے خلاف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں قتال کرتے (اگر ہم اس وقت ہوتے تو حضرت علی کی صف میں یعنی ان کی اجتہاد کی موافقت میں ہوتے)۔

جواب:

اس حوالے سے دو باتیں جاننا ضروری ہیں:

1: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے متعلق عقیدہ

2: جنگ صفین کے حوالے سے آپ کا موقف

1: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق آپ اپنی کتاب الفقہ الاکبر میں اپنا

عقیدہ یوں ارشاد فرماتے ہیں:

نَتَوَلَّاهُمْ جَمِيْعًا وَلَا نَذْكُرُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ إِلَّا بِخَيْرٍ

الفقہ الاکبر

ترجمہ: ہم تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت کرتے ہیں اور ہر صحابی کا تذکرہ اچھے الفاظ ہی سے کرتے ہیں۔

2: جنگ صفین کے حوالے سے آپ کا موقف:

یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ جنگ صفین میں دونوں حضرات مجتہد تھے، جمہور کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ مجتہد مصیب اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ مجتہد مخطی تھے (حوالہ جات گزر چکے ہیں) تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کی تصویب بیان کرنے کا ایک اسلوب اختیار فرما رہے ہیں کہ اگر میں اس وقت ہوتا تو میرا اجتہاد خلیفہ راشد (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کے اجتہاد کے بالکل عین مطابق ہوتا یہاں تک کہ میں ان کی حمایت میں ان کی صف میں ہوتا۔ اگر ہمیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے صف آرا ہونا پڑتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کی موافقت میں ہم وہ بھی گوارہ کر لیتے کیونکہ ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مجتہد مصیب ہونے کا یقین ہے۔

اعتراض 6: علامہ عینی رحمہ اللہ کا حضرت معاویہ رضی اللہ کے بارے میں موقف

حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی الحنفی رحمہ اللہ (ت 855ھ) لکھتے ہیں:

قُلْتُ: كَيْفَ يُقَالُ: كَانَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مُخْطِئًا فِي اجْتِهَادِهِ، فَمَا كَانَ الدَّلِيلُ فِي اجْتِهَادِهِ؟ وَقَدْ بَلَغَهُ الْحَدِيثُ الَّذِي قَالَ: وَيْحَ ابْنِ سُمَيَّةَ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، وَابْنُ سُمَيَّةَ هُوَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَقَدْ قَتَلَهُ فِئَةُ مُعَاوِيَةَ، أَفَلَا يَرْضَى مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَوَاءً بِسَوَاءٍ حَتَّى يَكُونَ لَهُ أَجْرٌ وَاحِدٌ؟

عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج24 ص286، تحت رقم الحدیث: 7083

ترجمہ: میں کہتا ہوں: یہ کیسے کہا جاتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد میں خطا کی، سوال یہ ہے کہ ان کے اجتہاد پر دلیل کیا ہے؟ حالانکہ انہیں وہ حدیث پہنچ چکی تھی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابن سمیہ پر رحمت ہو، اِس کو باغی جماعت قتل کرے گی، ابن سمیہ وہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ہی ہیں اور اُنہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ نے ہی شہید کیا تھا۔ کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس بات پر راضی نہیں کہ ان کا معاملہ برابر برابر ہو جائے، چہ جائیکہ ان کے لیے اجر واحد ہو؟

جواب نمبر 1:

جمہور اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا خروج کرنا ذاتی عداوت یا بغض کی وجہ سے نہیں تھا

بلکہ دلائل کی بنیاد پر تھا، اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ مجتہد تھے گو کہ جمہور کے نزدیک آپ کا اجتہاد خطا پر تھا اور خطا اجتہادی پر بھی اجر ملتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ مجتہد مصیب اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ مجتہد مخطی تھے (اس پر تفصیلی حوالہ جات گزر چکے ہیں) تو جمہور کی اس رائے کے مقابل میں علامہ عینی رحمہ اللہ کی رائے مرجوح ہو گی۔

جواب نمبر 2:

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ کا یہ فرمانا کہ حضرت معاویہ مجتہد نہیں ہیں، یہ بھی تو علامہ عینی کی اجتہادی رائے ہے اور مجتہد کے اجتہاد میں صواب و خطا دونوں کا احتمال ہے۔ ایک طرف علامہ عینی کی اجتہادی رائے ہے (حضرت معاویہ مجتہد نہیں ہیں) اور دوسری جانب جمہور کی اجتہادی رائے ہے (کہ حضرت معاویہ مجتہد ہیں)، تو ظاہر ہے جب دونوں کے اجتہاد میں صواب و خطا کا احتمال ہے تو ہم جمہور کے اجتہاد کو قبول کریں گے، اس لیے کہ جمہور کا اجتہاد دلائل شرعیہ کے زیادہ قریب ہے۔

اعتراض 7: حضرت عمار رضی اللہ عنہ جنت کی طرف اور عمار کو جہنم کی طرف دعوت دیں گے

معترضین کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک اعتراض یہ ہے کہ حدیث مبارک میں الفاظ ہیں۔ "يَدْعُوهُمْ إِلَى الجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ" حضرت عمار رضی اللہ عنہ جنت کی دعوت دیں گے اور وہ جماعت (امیر معاویہ) عمار کو جہنم کی دعوت دے رہی ہو گی۔ وہ روایت یہ ہے

عَنْ عِكْرِمَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَلِابْنِهِ عَلِيٍّ: انْطَلِقَا إِلَى أَبِي سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ، فَانْطَلَقْنَا فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ يُصْلِحُهُ، فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَاحْتَبَى، ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى أَتَى ذِكْرُ بِنَاءِ المَسْجِدِ، فَقَالَ: كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً وَعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ، وَيَقُولُ: «وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الفِئَةُ البَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ» قَالَ: يَقُولُ عَمَّارٌ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الفِتَنِ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث:447

ترجمہ: حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے اور اپنے بیٹے حضرت علی سے کہا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ اور ان سے احادیث سنو۔ چنانچہ ہم گئے تو دیکھا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اپنے باغ کو ٹھیک کر رہے تھے۔ ہمیں دیکھ کر انہوں نے اپنی چادر لی اور کمر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا باندھ کر بیٹھ گئے (اہل عرب اکثر اس طرح بیٹھا کرتے تھے) اور ہم سے حدیث بیان کرنے لگے۔ یہاں تک کہ جب مسجد نبوی کے

بات آئی تو آپ نے بتایا کہ ہم تو (مسجد نبوی کے بنانے میں) ایک ایک اینٹ اٹھاتے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اٹھا رہے تھے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو ان کے بدن سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے: افسوس! کہ عمار کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔ جسے عمار جنت کی طرف دعوت دیں گے اور وہ جماعت عمار کو جہنم کی طرف دعوت دے گی۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: کہ میں اللہ تعالیٰ سے فتنوں کی پناہ مانگتا ہوں۔

جواب نمبر 1:

یہ کلمات "يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ" اصل روایات میں نہیں ہیں بلکہ یہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ مولی عباس کا ادراج ہیں۔

ادراج کی تعریف:

مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (ت 1394ھ) لکھتے ہیں:

مَا أُدْرِجَ فِي الْحَدِيْثِ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ الرُّوَاةِ فَيُظَنُّ أَنَّهُ مِنَ الْحَدِيْث.

قواعد فی علوم الحدیث ص 39

ترجمہ: حدیث مبارک کے متن میں راوی اپنا کلام شامل کر دے جسے سننے والا حدیث سمجھے۔

جواب نمبر 2:

بالفرض اصل روایت کے الفاظ تسلیم کر بھی لیے جائیں تو جنت اور جہنم کا حقیقی معنی نہیں بلکہ مجازی معنی مراد ہو گا۔

یہاں "الجنۃ" سے مجازاً امن وامان اور اتحاد واتفاق مراد ہے۔ عام طور پر ہمارے محاورے اور عرف میں پر امن جگہ کو "جنت" سے تعبیر کر دیا جاتا ہے۔ اور

جنگ کو "اَلنَّارُ" آگ سے تعبیر کرنا بھی عام ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلَّمَآ اَوۡقَدُوۡا نَارًا لِّلۡحَرۡبِ اَطۡفَاَهَا اللّٰهُ وَ يَسۡعَوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ فَسَادًا وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الۡمُفۡسِدِيۡنَ﴾

سورۃ المائدۃ:64

ترجمہ: یہ جب بھی جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اسے بجھا دیتا ہے۔ اور یہ لوگ دنیا میں فساد مچاتے پھرتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ فسادیوں کو پسند نہیں کرتا۔

روایت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ ایسی چیز کی طرف دعوت دے رہے تھے جس سے امن و امان قائم ہوتا یعنی اہل شام بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لیتے تو مسلمان متحد ہو جاتے جنت جیسا پرسکون ماحول میسر آجاتا۔ مگر اہل شام کا بیعت سے انکار کرنا جنگ کا باعث بن رہا تھا، گو کہ یہ سب کچھ اجتہادی بنیاد پر تھا۔

جواب نمبر 3:

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا گمان یہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ چونکہ امامِ برحق ہیں اور امام برحق کی اطاعت واجب اور جنت کے داخلے کا باعث ہے اور میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی طرف بلا رہا ہوں اس لیے میں جنت کی طرف بلا رہا ہوں۔ دوسری طرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ چونکہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے موقف کے برخلاف بلا رہے تھے اس لیے انہیں "وَيَدۡعُوۡنَهٗ إِلَى النَّارِ" سے تعبیر کر دیا گیا، اس سے حقیقتاً جہنم کی طرف بلانا ہرگز مراد نہیں، بلکہ یہ محض ایک تعبیر ہے جو امام برحق کی طرف بلانے والے موقف کے برخلاف موقف کو بیان کرنے کے لیے اختیار کی گئی ہے۔ چونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے اس لئے آپ پر کوئی ملامت بھی نہیں۔ یعنی آپ رضی اللہ عنہ اس تعبیر کا مصداق بھی نہیں۔

چنانچہ علامہ حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

فَإِنْ قِيلَ : كَانَ قَتْلُهُ بِصِفِّيْنَ وَهُوَ مَعَ عَلِيٍّ وَالَّذِيْنَ قَتَلُوْهُ مَعَ مُعَاوِيَةَ وَكَانَ مَعَهُ جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ فَكَيْفَ يَجُوْزُ عَلَيْهِمُ الدُّعَاءُ إِلَى النَّارِ ؟ فَالْجَوَابُ أَنَّهُمْ كَانُوْا ظَانِّيْنَ أَنَّهُمْ يَدْعُوْنَ إِلَى الْجَنَّةِ، وَهُمْ مُجْتَهِدُوْنَ لَا لَوْمٌ عَلَيْهِمْ فِيْ اِتِّبَاعِ ظُنُوْنِهِمْ. فَالْمُرَادُ بِالدُّعَاءِ إِلَى الْجَنَّةِ الدُّعَاءُ إِلٰى سَبَبِهَا وَهُوَ طَاعَةُ الْإِمَامِ، وَكَذٰلِكَ كَانَ عَمَّارٌ يَدْعُوْهُمْ إِلٰى طَاعَةِ عَلِيٍّ وَهُوَ الْإِمَامُ الْوَاجِبُ الطَّاعَةُ إِذْ ذَاكَ. وَكَانُوْا هُمْ يَدْعُوْنَ إِلٰى خِلَافَةِ ذٰلِكَ لٰكِنَّهُمْ مَعْذُوْرُوْنَ لِلتَّأْوِيْلِ الَّذِيْ ظَهَرَ لَهُمْ.

فتح الباری، ج1 ص54

ترجمہ: اگر کہا جائے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت صفین کی جنگ میں ہوئی اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور جن لوگوں نے اسے قتل کیا وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور لشکر معاویہ میں صحابہ کی ایک جماعت بھی تھی۔ پھر کیسے ممکن ہے کہ وہ آگ کی طرف بلا رہے تھے؟ تو اس شبہ کا جواب یہی ہے کہ (معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ موجود دیگر صحابہ) کا گمان یہ تھا کہ وہ جنت کی طرف بلا رہے ہیں اور وہ مجتہد تھے، ان پر اس مسئلے میں اپنے افہام (اجتہادی سوچ) کی پیروی کرنے کی وجہ سے کوئی بھی ملامت نہیں۔ یہاں جنت کی طرف بلانے سے مراد جنت کے اسباب کی طرف بلانا ہے وہ یہ کہ علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کریں کیونکہ اس وقت وہی واجب الاطاعت امام تھے، جبکہ باقی صحابہ اس کے خلاف کی طرف بلا رہے تھے لیکن وہ سارے اس مسئلے میں معذور ہیں (یعنی اللہ کے ہاں ان کا عذر مقبول ہے) توجیہ (اجتہادی) کی وجہ سے۔

جواب نمبر 4:

ان جملوں "یَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ" کا حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت والے واقعے سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ جملے دراصل مشرکینِ عرب کے حال اور ان کے سلوک کو بیان کرنے کے لیے فرمائے گئے ہیں جو انہوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے ساتھ روا رکھا۔ مشرکین عرب حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو کفر پر مجبور کرتے تھے جو یقیناً جہنم کی طرف بلانا ہے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ توحید کی صدائیں بلند کرتے تھے جو یقیناً جنت کی طرف بلانا ہے۔

چنانچہ خاتم المحدثین علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (ت 1352ھ) فرماتے ہیں:

اَمَّا قَوْلُهٗ "يَدْعُوْهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ" فَاسْتِيْنَافٌ لِّحَالِهٖ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ قُرَيْشِ الْعَرَبِ وَ اِشَارَةٌ اِلَى الْمَصَائِبِ الَّتِيْ اَتَتْ عَلَيْهِ مِنْ جِهَةِ قُرَيْشٍ وَ تَعْذِيْبِهِمْ وَ اَلْجَاَهُمْ اِيَّاهُ عَلٰى اَنْ يَّكْفُرَ بِرَبِّهٖ فَاَبٰى اِلَّا اَنْ يَّقُوْلَ اَللّٰهُ اَحَدٌ..... فَهٰذِهٖ حِكَايَةٌ لِّلْقِصَّةِ الْمَاضِيَةِ وَمُنْقَطِعَةٌ عَمَّا قَبْلَهَا لَا اِخْبَارٌ عَنْ حَالِ قَاتِلِهٖ.

فیض الباری: ج2 ص52

ترجمہ: "يَدْعُوْهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ" والا جملہ مستانفہ ہے اور مشرکین و قریش عرب کے حال کو بیان کرنے کے لیے ہے اور وہ مصائب جو قریش کی طرف سے عذاب اور جبر کی صورت میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ پر کیے گئے تھے ان کی طرف اشارہ ہے کہ وہ لوگ عمار رضی اللہ عنہ کو اپنے رب کے ساتھ کفر پر مجبور کرتے تھے اور عمار انکار کرتے ہوئے اللہ احد پکارتے تھے۔ یہ جملہ گزشتہ قصہ کی حکایت کے طور پر منقول ہے اور اپنے ماقبل سے منقطع ہے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قاتلین کے حال کے ساتھ اس جملے کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

اعتراض 8: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سبّ و شتم کرواتے تھے

معترضین اس روایت سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ وہ اور ان کے ساتھی سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے تھے۔

امام مسلم بن الحجاج القشیری (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَمَّرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ؟ فَقَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَنْ أَسُبَّهُ، لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَهُ، خَلَّفَهُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللهِ خَلَّفْتَنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي» وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ «لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ» قَالَ فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ: «ادْعُوا لِي عَلِيًّا» فَأُتِيَ بِهِ أَرْمَدَ، فَبَصَقَ فِي عَيْنِهِ وَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ، فَفَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ، وَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ} دَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ: «اللهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلِي.

صحیح مسلم، رقم الحدیث:6220

ترجمہ: حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر بنایا اور کہا: کہ آپ کو اس سے کیا چیز روکتی ہے کہ آپ ابوتراب (حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو سَبّ کریں ۔انہوں نے جواب دیا: جب تک مجھے وہ تین باتیں یاد ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہی تھیں، میں ہرگز انھیں سبّ نہیں کروں گا۔ان میں سے کوئی ایک بات بھی میرے لئے ہو تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پسند ہوگی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے (اس وقت) کہہ رہے تھے جب آپ ایک غزوہ میں ان کو پیچھے چھوڑ کر جارہے تھے اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا تھا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں پیچھے چھوڑ کر جارہے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: "تمھیں یہ پسند نہیں کہ تمھارا میرے ساتھ وہی مقام ہو جو حضرت ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا، مگر یہ کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔" اسی طرح خیبر کے دن میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا: "اب میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کرتے ہیں۔" کہا: پھر ہم اس حوالے سے باتیں کرنے لگے (کہ آج جھنڈا کس کو دیں گے) دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "علی کو میرے پاس بلاؤ۔" انھیں شدید آنکھ کی بیماری کی حالت میں لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور جھنڈا انھیں عطا فرمادیا۔ اللہ نے ان کے ہاتھ پر خیبر فتح کردیا۔ اور جب یہ آیت اتری: ہم اپنے بیٹوں اور تمھارے بیٹوں کو بلالیں۔" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور

فرمایا: "اے اللہ! یہ میرے گھر والے ہیں۔"

جواب نمبر 1:

معترض نے اعتراض اس لیے کیا کہ اس نے لفظ "سبّ" کا صرف کا ایک ہی معنی "گالیاں دینا" سمجھا، جبکہ لفظ "سبّ" کا ایک اور معنی بھی ہے وہ ہے "کسی آدمی کو غلطی پر ٹوکنا، تنقید کرنا، دلائل کے اعتبار سے ایک دوسرے پر رد کرنا"۔ یہاں "سبّ" کا پہلا معنی (گالیاں دینا) مراد نہیں ہے بلکہ دوسرا معنی (کسی آدمی کو غلطی پر ٹوکنا، تنقید کرنا، دلائل کے اعتبار سے ایک دوسرے پر رد کرنا) مراد ہے۔ "سبّ" کا معنی ہر جگہ گالی دینا نہیں ہوتا، اس پر بطور تائید کے کتب حدیث سے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

مثال نمبر 1:

تبوک کے سفر کے بارے میں تفصیلی روایت ہے جسے امام مسلم بن الحجاج القشیری (ت 261ھ) نقل کرتے ہیں:

أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ تَبُوْكَ فَكَانَ يَجْمَعُ الصَّلَاةَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيْعاً حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمًا أَخَّرَ الصَّلَاةَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا ثُمَّ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيْعًا ثُمَّ قَالَ «إِنَّكُمْ سَتَأْتُوْنَ غَدًا، إِنْ شَاءَ اللهُ، عَيْنَ تَبُوْكَ، وَإِنَّكُمْ لَنْ تَأْتُوْهَا حَتّٰى يُضْحِيَ النَّهَارُ، فَمَنْ جَاءَهَا مِنْكُمْ فَلَا يَمَسَّ مِنْ مَائِهَا شَيْئًا حَتّٰى آتِيَ» فَجِئْنَاهَا وَقَدْ سَبَقَنَا إِلَيْهَا رَجُلَانِ، وَالْعَيْنُ مِثْلُ الشِّرَاكِ تَبِضُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ، قَالَ فَسَأَلَهُمَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «هَلْ مَسَسْتُمَا مِنْ مَائِهَا شَيْئًا؟» قَالَا: نَعَمْ، **فَسَبَّهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**، وَقَالَ لَهُمَا مَا شَاءَ اللهُ

أَنْ يَقُولَ. قَالَ: ثُمَّ غَرَفُوا بِأَيْدِيهِمْ مِنَ الْعَيْنِ قَلِيلًا قَلِيلًا، حَتَّى اجْتَمَعَ فِي شَيْءٍ، قَالَ وَغَسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ، ثُمَّ أَعَادَهُ فِيهَا، " فَجَرَتِ الْعَيْنُ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ أَوْ قَالَ: غَزِيرٍ - شَكَّ أَبُو عَلِيٍّ أَيُّهُمَا قَالَ - حَتَّى اسْتَقَى النَّاسُ، ثُمَّ قَالَ «يُوشِكُ، يَا مُعَاذُ إِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ، أَنْ تَرَى مَا هَاهُنَا قَدْ مُلِئَ جِنَانًا.

صحیح مسلم، رقم الحدیث:2281

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک والے سال نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو صورۃ جمع کیا، ظہر اور عصر کو صورۃ اکٹھے اور مغرب وعشاء صورۃ اکٹھے پڑھی، یہاں تک کہ ایک دن نماز کو مؤخر کیا پھر آپ (نماز پڑھنے کے لیے) نکلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر اکٹھے پڑھی، پھر داخل ہوئے اس کے بعد پھر نکلے، مغرب اور عشاء کو صورۃ اکٹھا پڑھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ کل تم لوگ تبوک کے چشمے پر پہنچو گے ان شاء اللہ اور دن نکلنے سے پہلے نہیں پہنچ سکو گے اور جو کوئی تم میں سے اس چشمے کے پاس جائے، تو جب تک میں نہ آؤں اس چشمہ کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے۔ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر ہم اس چشمے پر پہنچے اور ہم سے پہلے وہاں دو آدمی پہنچ گئے تھے۔ چشمہ کے پانی کا یہ حال تھا کہ جوتی کے تسمہ کے برابر ہو گا، وہ بھی آہستہ آہستہ بہہ رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں آدمیوں سے پوچھا کہ کیا تم نے اس کے پانی میں ہاتھ لگایا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ڈانٹا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سنایا۔ پھر لوگوں نے چلوؤں سے تھوڑا تھوڑا پانی ایک برتن میں جمع کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اور منہ اس میں دھویا، پھر وہ پانی اس چشمہ میں ڈال

دیا تو وہ چشمہ جوش مار کر بہنے لگا اور لوگوں نے (اپنے جانوروں اور آدمیوں کو) پانی پلانا شروع کیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذ! اگر تیری زندگی رہی تو تو دیکھے گا کہ یہاں جو جگہ ہے وہ گھنے باغات سے لہلہا اٹھے گی۔

فائدہ: اس روایت میں الفاظ ہیں جلدی کرنے والے دو افراد کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سبّ) کیا، اب ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گالیاں دی ہوں گی (اعاذنا اللہ)۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر تنقید کی، انہیں اس غلطی پر ٹوکا۔

مثال نمبر 2:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «اللهُمَّ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهُ، فَاجْعَلْ ذٰلِكَ لَهُ قُرْبَةً إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث: 6361

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ! میں نے جس مومن کو بھی سبّ کیا ہو تو اس مومن کے لئے (میرا یہ سب کرنا) قیامت کے دن اپنے تقرب کا ذریعہ بنا دے۔

فائدہ: اس حدیث میں بھی لفظ "سبّ" کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو رہی ہے، اب کیا کوئی شخص گمان کر سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو گالی دی تھی۔ العیاذ باللہ، تو یہاں پر سبّ سے مراد سخت سست کہنا اور ڈانٹنا مراد ہے۔

مثال نمبر 3:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: " اِسْتَبَّ رَجُلَانِ، رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ، قَالَ الْمُسْلِمُ: وَالَّذِي اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِيْنَ، فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ: وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْعَالَمِيْنَ، فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُوْدِيِّ، فَذَهَبَ الْيَهُوْدِيُّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ، فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمَ، فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُخَيِّرُوْنِيْ عَلٰى مُوْسٰى، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَصْعَقُ مَعَهُمْ، فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ، فَإِذَا مُوْسٰى بَاطِشٌ جَانِبَ الْعَرْشِ، فَلَا أَدْرِيْ أَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِيْ، أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللهُ."

صحیح البخاری، رقم الحدیث: 2411

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو شخصوں نے جن میں ایک مسلمان تھا اور دوسرا یہودی، دونوں نے ایک دوسرے پر سبّ (تنقید) کی کیا۔ مسلمان نے کہا، اس ذات کی قسم! جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیاوالوں پر فضیلت دی۔ اور یہودی نے کہا، اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام جہاں والوں پر فضیلت دی۔ اس پر مسلمان نے یہودی کو طمانچہ مارا۔ وہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور مسلمان کے ساتھ اپنے واقعہ کو بیان کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسلمان کو بلایا اور اس سے واقعہ کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تفصیل بتادی۔ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد فرمایا: مجھے موسیٰ علیہ السلام پر ترجیح نہ دو۔ لوگ قیامت کے دن بیہوش کر دیئے جائیں گے۔ میں بھی بیہوش ہو جاؤں گا۔ سب سے پہلا شخص بے ہوشی سے ہوش میں آنے والا میں ہوں گا، لیکن میں موسیٰ علیہ السلام کو عرش کا کنارہ پکڑے ہوئے دیکھوں گا۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ کیا موسیٰ علیہ السلام بھی بیہوش ہونے والوں میں تھے اور انہیں مجھ سے پہلے ہوش آ گیا؟ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان لوگوں میں سے رکھا ہے جن پر بے ہوشی طاری نہیں ہوئی۔

فائدہ: اس روایت میں ان دو جملوں " وَالَّذِي اصْطَفَى مُحَمَّدًا عَلَى العَالَمِينَ، فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى العَالَمِينَ" کو "سبّ" سے تعبیر کیا گیا ہے، حالانکہ یہ دلائل کے اعتبار سے ایک دوسرے پر رد کیا جا رہا تھا یا تنقید کی جا رہی تھی نہ کہ ایک دوسرے کو گالیاں دی جا رہی تھی۔

مثال نمبر 4:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيُّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ دَعَاهُ إِذْ جَاءَهُ حَاجِبُهُ يَرْفَا فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُونَ فَقَالَ نَعَمْ فَأَدْخِلْهُمْ فَلَبِثَ قَلِيلًا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عَبَّاسٍ وَّعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَسْتَأْذِنَانِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا دَخَلَا قَالَ عَبَّاسٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هَذَا وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ فِي الَّذِي أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَنِي النَّضِيرِ **فَاسْتَبَّ عَلِيٌّ وَعَبَّاسٌ** فَقَالَ الرَّهْطُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ فَقَالَ عُمَرُ اتَّئِدُوا أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَا صَدَقَۃٌ یُرِیْدُ بِذٰلِکَ نَفْسَہٗ قَالُوْا قَدْ قَالَ ذٰلِکَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلٰی عَبَّاسٍ وَعَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فَقَالَ أَنْشُدُکُمَا بِاللّٰہِ ھَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذٰلِکَ قَالَا نَعَمْ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث:4033

ترجمہ: حضرت مالک بن اوس بن حدثان نصری نے خبر دی کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں بلایا تھا۔ وہ بھی امیر المؤمنین کی خدمت میں موجود تھے کہ امیر المؤمنین کے چوکیدار یرفاء آئے اور عرض کیا کہ حضرت عثمان بن عفان اور عبدالرحمٰن بن عوف، زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم اجمعین اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں؟ امیر المؤمنین نے فرمایا کہ انہیں اندر بلالو۔ تھوڑی دیر بعد یرفاء پھر آئے اور عرض کیا عباس اور علی رضی اللہ عنہما بھی اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں انہیں بھی بلالو، جب یہ بھی دونوں حضرات اندر تشریف لے آئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، امیر المؤمنین! میرا اور ان (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کا فیصلہ فرمادیں۔ وہ دونوں مباحثہ کر رہے تھے اس مال کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنو نضیر سے فئے کے طور پر دیا تھا۔ وہاں پر حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما نے ایک دوسرے سے سخت الفاظ میں بات کی۔ تو ایک جماعت نے کہا اے امیر المؤمنین! آپ ان دونوں حضرات کا فیصلہ فرما دیں تاکہ دونوں میں کوئی نزاع باقی نہ رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، ذرا ٹھہریے۔ میں آپ لوگوں سے اس اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں، کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور ہماری وراثت تقسیم نہیں ہوتی اس

سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اپنی ذات تھی۔ وہاں موجود لوگوں نے کہا جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ عباس اور علی رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا، میں آپ دونوں سے بھی اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا آپ کو بھی معلوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی؟ ان دونوں حضرات نے بھی کہا: جی بالکل۔

فائدہ: "فَاسْتَبَّ عَلِيٌّ وَعَبَّاسٌ" حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے ایک دوسرے پر (سبّ) کیا یعنی ایک دوسرے کے موقف کے حوالے سے تنقید کی، کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں ہوں گی؟ تو کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا (یعنی باپ) کو گالیاں دے رہے تھے؟ العیاذ اللہ۔

خلاصہ یہ ہے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے یہ کہنا چاہتے تھے کہ آپ یہ موقف بیان کریں کہ قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اجتہاد ٹھیک نہیں ہے اور علی رضی اللہ عنہ پر رد کریں تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جو فضائل بتائے کہ میں ان فضائل کے ہوتے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اجتہاد پر رد نہیں کر سکتا۔

اسی بات کی محدثین کرام رحمہم اللہ نے صراحت فرمائی ہے۔

(1): علامہ محی الدین ابو زکریا یحیٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت676ھ) فرماتے ہیں:

قَالُوا وَ يَحْتَمِلُ تَاوِيلًا اٰخَرَ أَنْ مَعْنَاهُ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تُخَطِّئَهُ فِيْ رَأْيِهٖ وَاجْتِهَادِهٖ، وَتُظْهِرُ لِلنَّاسِ حُسْنَ رَأْيِنَا وَاجْتِهَادِنَا، وَأَنَّهُ أَخْطَأَ؟

شرح مسلم للنووی، ج15 ص175، 176

ترجمہ: محدثین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ یہ قول ایک اور تاویل کا بھی احتمال رکھتا ہے کہ اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا امیر معاویہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا: کہ کیا بات ہے کہ آپ علی رضی اللہ عنہ کے رائے اور اجتہاد کو خطا قرار نہیں دیتے؟ اور لوگوں کے سامنے ہماری رائے اور اجتہاد کا درست ہونا ظاہر نہیں کرتے اور کیوں بیان نہیں کرتے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجتہد مخطی ہیں؟

(2): شیخ محمد طاہر پٹنی رحمہ اللہ (ت 986ھ) لکھتے ہیں:

اَلْمَعْنٰی مَا مَنَعَكَ أَنْ تُخْطِئَهٗ فِیْ اجْتِهَادٍ وَ تُظْهِرَ لِلنَّاسِ حُسْنَ اجْتِهَادِنَا .

مجمع بحار الانوار: ج2 ص83

ترجمہ: مطلب یہ ہے کہ آپ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اجتہاد میں مخطی قرار دینے اور ہمارے اجتہاد کی درستگی لوگوں کے سامنے ظاہر کرنے کے بارے میں کس چیز نے منع کیا؟

جواب نمبر 2:

علامہ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت 676ھ) فرماتے ہیں:

فَقَوْلُ مُعَاوِيَةَ هٰذَا لَيْسَ فِيْهِ تَصْرِيْحٌ بِأَنَّهٗ أَمَرَ سَعْدًا بِسَبِّهٖ ، وَإِنَّمَا سَأَلَهٗ عَنِ السَّبَبِ الْمَانِعِ لَهٗ مِنَ السَّبِّ ، كَأَنَّهٗ يَقُوْلُ : هَلْ اِمْتَنَعْتَ تَوَرُّعاً ، أَوْ خَوْفاً ، أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ ، فَإِنْ كَانَ تَوَرُّعًا وَإِجْلَالًا لَهٗ عَنِ السَّبِّ فَأَنْتَ مُصِيْبٌ مُحْسِنٌ ، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَهٗ جَوَابٌ آخَرَ وَ لَعَلَّ سَعْداً قَدْ كَانَ فِيْ طَائِفَةٍ يَسُبُّوْنَ فَلَمْ يَسُبَّ مَعَهُمْ ، وَعَجِزَ عَنِ الْإِنْكَارِ ، وَأَنْكَرَ عَلَيْهِمْ ، فَسَأَلَهٗ هٰذَا السُّؤَالَ.

شرح صحیح مسلم للنووی: ج15 ص175

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس فرمان میں کوئی صراحت نہیں ہیں کہ

انہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو برا بھلا بولنے کا حکم دیا تھا بلکہ پوچھا تھا کہ آپ تنقید کیوں نہیں کرتے؟ گویا کہ وہ یہ پوچھ رہے کہ آپ احتیاطا حضرت علی رضی اللہ کے زہد و تقوی کی وجہ سے تنقید نہیں کرتے یا خوف اور ڈر کی وجہ سے تنقید نہیں کرتے یا اس کے علاوہ کوئی اور وجہ ہے؟ اگر آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زہد و تقوی اور بزرگی کی وجہ سے تنقید نہیں کرتے تو آپ درست اور اچھا کرنے والے ہیں، اور اگر یہ وجہ نہیں ہے تو پھر دوسرا جواب ہوگا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے درمیان میں رہتے ہوں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تنقید کر رہے تھے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ ایسے لوگوں کے ساتھ رہنے کے باوجود حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تنقید نہیں کر رہے تھے اور ان پر رد کرنے سے عاجز تھے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس لیے یہ سوال کر لیا ہو۔

جواب نمبر 3:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے قائل تھے، ان کے باہمی محبت کے تعلقات تھے، وہ کیسے ان پر لعن طعن کر سکتے تھے یا کروا سکتے تھے؟ باہمی الفت و محبت پر چند دلائل ملاحظہ ہوں:

1: حافظ ابو القاسم علی بن ابی محمد الحسن بن ہبۃ اللہ رحمہ اللہ المعروف ابن عساکر (ت 571ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ أَبُو مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ وَجَمَاعَةٌ لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنْتَ تُنَازِعُ عَلِيًّا أَمْ أَنْتَ مِثْلُهُ؟ فَقَالَ: لَا وَاللهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّ عَلِيًّا أَفْضَلُ مِنِّي وَأَحَقُّ بِالْأَمْرِ وَلٰكِنْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ مَظْلُوْمًا وَأَنَا ابْنُ عَمِّهِ وَإِنَّمَا أَطْلُبُ بِدَمِهِ فَأْتُوْا عَلِيًّا فَقُوْلُوْا لَهُ: فَلْيَدْفَعْ إِلَيَّ قَتَلَةَ عُثْمَانَ وَأَسْلَمُ لَهُ.

تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر (مخطوطہ) ج6 ص710 تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان

ترجمہ: حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ اور لوگوں کی ایک جماعت نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے عرض کی: آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلافت کے معاملے میں کیوں جھگڑتے ہیں؟ کیا آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے ہیں؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسی بات نہیں۔ اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ حقدار ہیں لیکن آپ نہیں جانتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ظلماً قتل کر دیا گیا؟ اور میں اُن کا چچازاد ہوں اور ان کے قصاص کا مطالبہ کر رہا ہوں آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ قاتلین عثمان کو میرے حوالے کر دیں اور میں یہاں کا نظام ان کے سپرد کر دوں گا۔

فائدہ: امام شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی رحمہ اللہ (ت748ھ) نے تاریخ الاسلام للذھبی، ج3 ص540، سیر اعلام النبلاء ج3 ص93 میں نقل کی ہے۔

2: حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت774ھ) لکھتے ہیں:

لَمَّا جَاءَ خَبَرُ قَتْلِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اِلٰى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَعَلَ يَبْكِيْ فَقَالَتْ لَهٗ اِمْرَاَتُهٗ: اَتَبْكِيْهِ وَ قَدْ قَاتَلْتَهٗ؟ فَقَالَ وَيْحَكِ! اِنَّكِ لَا تَدْرِيْنَ مَا فَقَدَ النَّاسُ مِنَ الْفَضْلِ وَالْفِقْهِ وَالْعِلْمِ.

البدایہ والنھایہ، ج8 ص130 تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان

ترجمہ: جب حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملی تو آپ بے ساختہ رونے لگے۔ ان کی بیوی ان کے پاس موجود تھیں وہ کہنے لگیں کہ آپ علی المرتضی کے ساتھ جنگ کرتے رہے اور اب رونے لگے

ہیں؟ تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ کو فرمایا: کہ تجھ پر افسوس ہے کہ تو نہیں جانتی کہ (حضرت علی رضی اللہ کی وفات سے) اہل اسلام کا فضیلت، فقہ اور علم میں کس قدر نقصان ہوا ہے۔

اعتراض 9: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا خود کو حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے خلافت کا زیادہ حقدار سمجھنا

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ وَنَوْسَاتُهَا تَنْطُفُ، قُلْتُ: قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ مَا تَرَيْنَ فَلَمْ يُجْعَلْ لِي مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ، فَقَالَتْ: الْحَقْ فَإِنَّهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ وَأَخْشَى أَنْ يَكُونَ فِي احْتِبَاسِكَ عَنْهُمْ فُرْقَةٌ، فَلَمْ تَدَعْهُ حَتَّى ذَهَبَ فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ، قَالَ: مَنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِي هَذَا الْأَمْرِ فَلْيُطْلِعْ لَنَا قَرْنَهُ فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيهِ، قَالَ حَبِيبُ بْنُ مَسْلَمَةَ: فَهَلَّا أَجَبْتَهُ، قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَحَلَلْتُ حُبْوَتِي وَهَمَمْتُ أَنْ أَقُولَ أَحَقُّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ وَأَبَاكَ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَخَشِيتُ أَنْ أَقُولَ كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الْجَمْعِ وَتَسْفِكُ الدَّمَ وَيُحْمَلُ عَنِّي غَيْرُ ذَلِكَ، فَذَكَرْتُ مَا أَعَدَّ اللهُ فِي الْجِنَانِ، قَالَ حَبِيبٌ: حُفِظْتَ وَعُصِمْتَ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث:4108

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو ان کے سر کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم دیکھتی نہیں ہو کہ لوگوں نے کیا کیا اور مجھے تو حکومت میں سے کچھ نہیں ملی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مسلمانوں کے مجمع میں جاؤ' لوگ تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا موقع پر نہ پہنچنا مزید تفرق کا

سبب بن جائے۔ آخر حفصہ رضی اللہ عنہا کے اصرار پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما گئے۔ پھر جب لوگ وہاں سے چلے گئے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور کہا کہ جو اس مسئلہ پر گفتگو کرنا چاہتا ہے وہ ذرا اپنا سر تو اٹھائے۔ یقیناً ہم اس سے اور اس کے باپ سے زیادہ خلافت کے حقدار ہیں۔ حبیب بن مسلمہؓ نے ابن عمرؓ سے اس پر کہا کہ آپ نے وہیں اس کا جواب کیوں نہیں دیا؟ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ میں نے اسی وقت اپنے لنگی کھولی (یہ کنایہ ہے اس بات سے کہ میں جواب دینے کے لیے تیار ہوا) اور میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ ان سے کہوں کہ تم سے زیادہ خلافت کا حقدار وہ ہے جس نے تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام کے خاطر جنگ کی تھی۔ لیکن پھر میں نے یہ بات چھوڑ دی اس خدشہ کے پیش نظر کہ کہیں میری اس بات سے مسلمانوں میں اختلاف بڑھ نہ جائے اور خون خرابہ نہ ہو جائے اور میری بات کا مطلب میری منشا کے خلاف غلط نہ لیا جانے لگے۔ اس کے بجائے مجھے جنت کی وہ نعمتیں یاد آگئیں جو اللہ تعالیٰ نے (صابرین) کے لیے جنت میں تیار کر رکھی ہیں۔ حبیب ابن ابی مسلم نے کہا کہ آپ محفوظ رہے اور مصیبت سے بچا لیے گئے۔

جواب نمبر 1:

اس حدیث میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ "فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيهِ" یقیناً ہم اس معاملہ میں اس سے اور اس کے باپ سے زیادہ حقدار ہیں۔ اس جملہ سے کون مراد ہے؟ اس بارے میں اختلاف ہے صحیح بات یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمومی طور پر یہ بات فرمائی ہے کسی کی تخصیص نہیں کی، اس لیے کہ ایک تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ کے الفاظ عام ہیں دوسرا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوئی اختلاف نہیں تھا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ انہیں کیوں مراد لیتے۔ لہٰذا جب تک

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اپنے الفاظ میں صراحت نہ ملے ہم دوسرے کی وضاحت پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کوئی الزام نہیں لگا سکتے۔

علامہ حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

قِيلَ أَرَادَ عَلِيًّا وَعَرَّضَ بِالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَقِيلَ أَرَادَ عُمَرَ وَعَرَّضَ بِابْنِهِ عَبْدَ اللهِ وَفِيهِ بَعِيدٌ لِأَنَّ مُعَاوِيَةَ كَانَ يُبَالِغُ فِي تَعْظِيمِ عُمَرَ.

فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7 ص404

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ حضرت معاویہ کی مراد حضرت علی تھے اور انہوں نے حضرت حسن اور حسین پر تعریض کی۔ یہ بھی قول ہے کہ ان کی مراد حضرت عمر تھے اور انہوں نے ان کے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عمر پر چوٹ کی، مگر یہ احتمال بعید ہے کیوں کہ حضرت معاویہ تو حضرت عمر کی بہت زیادہ تعظیم کرتے تھے۔

جواب نمبر 2:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ گفتگو جنگ صفین کے بعد ہونے والی تحکیم کے موقع پر ہوئی تھی، اس سے معلوم ہوا حدیث مذکور میں جس اجتماع کا ذکر ہے اس سے مراد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ و حضرت علی اللہ عنہ کے مابین تحکیم کا واقعہ ہے۔ تو یہاں امر سے مراد امرِ خلافت نہیں ہے بلکہ امر قصاصِ دمِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہے، اس لیے کہ "الامر" کے لفظ سے ہر جگہ خلافت مراد نہیں ہوتی اور یہاں بھی یہی بات ہے کہ یہاں خلافت کے معنی میں نہیں ہے کیونکہ تحکیم کا واقعہ بتا رہا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کس معاملے کے بارے میں خود کو سب سے زیادہ حق دار بتا رہے تھے اور وہ معاملہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص کا تھا۔ اس معاملہ کے بارے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بات کہی کہ ہر

بولنے والے اور اس کے باپ سے اس معاملے میں زیادہ حق دار ہوں یعنی خون عثمان کے مطالبہ کے بارے میں نہ کہ خلافت کے معاملہ میں، یہ بات درست بھی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قاتلین عثمان سے قصاص کے مطالبہ میں سب سے زیادہ حق دار تھے۔

حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی الحنفی رحمہ اللہ (ت855ھ) فرماتے ہیں:

فَإِنَّهُ وَلِيُّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَالْمَطَالِبُ بِدَمِهِ وَهُوَ أَحَقُّ النَّاسِ.

عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری:ج17 ص185

ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ولی تھے اور اس وجہ سے تمام لوگوں میں سے زیادہ حقدار وہی تھے۔

شبہ:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس جملہ "فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيهِ" میں ان (حضرات حسنین کریمین یا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے باپ کا ذکر کیوں کیا؟

جواب:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ جملہ حقیقت پر محمول نہیں بلکہ بطور مبالغہ کے تھا۔ اس لیے کہ اہل عرب عموماً بات میں مبالغہ پیدا کرنے کے لیے کسی شخص کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کے باپ کا یا اس کے دادا کا بھی ساتھ ذکر کر دیتے ہیں۔ جیسے کہتے ہیں:

فلانٌ أَفْضَلُ مِنْكَ وَمِنْ أَبِيْكَ.

یعنی فلان تم سے تمہارے باپ سے افضل ہے۔

مثال:

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا آپ فقیہ نہیں ہیں تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَاللّٰهِ لَأَنَا أَفْقَهُ مِنْكَ وَمِنْ أَبِيكَ.

انساب الاشراف للبلاذری، ج4ص54

ترجمہ: اللہ کی قسم! میں تم سے اور تمہارے باپ سے بھی زیادہ فقیہ ہوں۔

یہاں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے باپ سے حقیقت مراد نہیں لی ہے بلکہ بطور مبالغہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے والد کا نام لے لیا ہے ورنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ کیسے کہا جا سکتا کہ وہ خود کو مبشر بالجنۃ صحابی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی بڑا فقیہ کہیں۔

اعتراض 10: شراب پینے کا اعتراض

معترضین درج ذیل روایت سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ وہ شراب پیتے تھے۔ العیاذ باللہ۔

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلَى مُعَاوِيَةَ فَأَجْلَسَنَا عَلَى الْفُرُشِ ثُمَّ أُتِينَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلْنَا ثُمَّ أُتِينَا بِالشَّرَابِ فَشَرِبَ مُعَاوِيَةُ، ثُمَّ نَاوَلَ أَبِي ثُمَّ قَالَ: مَا شَرِبْتُهُ مُنْذُ حَرَّمَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: كُنْتُ أَجْمَلَ شَبَابِ قُرَيْشٍ وَأَجْوَدَهُ ثَغْرًا وَمَا شَيْءٌ كُنْتُ أَجِدُ لَهُ لَذَّةً كَمَا كُنْتُ أَجِدُهُ وَأَنَا شَابٌّ غَيْرَ اللَّبَنِ أَوْ إِنْسَانٍ حَسَنِ الْحَدِيثِ يُحَدِّثُنِي.

مسند احمد، رقم الحدیث: 23329

ترجمہ: سیدنا عبد اللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اور میرے باپ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، انہوں نے ہمیں بچھونوں پر بٹھایا اور کھانا کھلایا، پھر ہمارے پاس ایک مشروب لایا گیا، سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہ پیا اور میرے ابا جان کو پکڑا دیا، پھر انہوں نے (یعنی معاویہ نے کہا): جب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (نشہ آور شراب کو) حرام قرار دیا ہے میں نے اس وقت سے اسے نہیں پیا، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں قریش میں سے سب سے زیادہ صاحب جمال ہوں اور سب سے عمدہ دانتوں والا ہوں، جب میں جوان تھا تو کوئی چیز ایسی نہیں تھی جس کو میں لذت حاصل کرنے کے لیے استعمال کرتا تھا سوائے دودھ کے، اور وہ انسان بھی مجھے بڑا اچھا لگتا ہے، جو مجھ سے اچھے انداز میں بات کرتا ہے۔

جواب نمبر 1:

اس روایت کی سند پر کلام ہے، اس لیے کہ اس روایت کی سند میں ایک راوی ہے حسین بن واقد مَرُوزِی، اس کے متعلق ائمہ جرح وتعدیل کی وضاحت ہے کہ اس کی احادیث قبول نہ کی جائیں۔

چنانچہ چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

1: امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) فرماتے ہیں:

عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ بُرَیْدَۃَ الَّذِیْ رَوَاہُ عَنْہُ حُسَیْنُ بْنُ وَاقِدٍ مَا اَنْکَرَھَا.

العلل ومعرفۃ الرجال لاحمد بن حنبل: ج1 ص6

ترجمہ: عبد اللہ بن بریدہ سے جو روایات حسین بن واقد بیان کرتا ہے کتنی ہی منکر ہیں! (بہت زیادہ منکر ہیں)

2: علامہ ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسی العُقَیلی رحمہ اللہ (ت 322ھ) لکھتے ہیں:

ذَکَرَ أَبُوْ عَبْدُ اللّٰہِ حُسَیْنُ بْنُ وَاقِدٍ فَقَالَ وَأَحَادِیْثُ حُسَیْنٍ مَّا أَرٰی أَیُّ شَیْئٍ ھِیَ وَنَفَضَ یَدَہٗ.

الضعفاء الکبیر للعقیلی ج1 ص251

ترجمہ: امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ نے حسین بن واقد کا ذکر کیا تو فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں کہ حسین کی احادیث کیا چیز ہیں؟ اور اپنا ہاتھ جھاڑا۔

3: علامہ شمس الدین ابو عبد للہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) فرماتے ہیں:

وَاسْتَنْکَرَ أَحْمَدُ بَعْضَ حَدِیْثِہٖ.

میزان الاعتدال لذھبی ج1 ص549

ترجمہ: امام احمد رحمہ للہ نے اس کی احادیث کو منکر کہا ہے۔

4: علامہ حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

رُبَمَا اَخْطَاَ فِی الرِّوَایَاتِ قَالَ اَحْمَدُ فِیْ اَحَادِیْثِہٖ زِیَادَۃٌ مَا اَدْرِیْ اَیُّ شَیٍٔ ھِیَ؟ وَنَفَضَ یَدَہٗ.

تہذیب التہذیب ج2 ص374

ترجمہ: بسا اوقات روایات میں خطاء کر جاتا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ اس کی احادیث میں زیادتی پائی جاتی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ کیا چیز ہے؟ اور انہوں نے اپنا ہاتھ جھاڑ دیا۔

مذکورہ بالا روایت کے راوی حسین بن واقد مروزی پر ماہرین فن اسماء الرجال طرح کی جرح کے روشنی میں یہ روایت قابل اعتبار نہیں ہے۔

جواب نمبر2:

یہ جملہ "ثُمَّ قَالَ مَاشَرِبْتُ مُنْذُ حَرَّمَہٗ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" کسی راوی کا ادراج ہے، روایت کا حصہ نہیں۔ اس پر دو قرینے ہیں:

قرینہ نمبر1:

اگر اس جملہ کو روایت کا حصہ مانیں تو خود مضمونِ روایت میں تعارض آئے گا۔ کیونکہ لفظ "ثُمَّ نَاوَلَ اَبِیْ" کے بعد "ثُمَّ قَالَ" ہے۔ اس "قَالَ" کا فاعل اگر لفظ "ابی" کو بنایا جائے تو "ثم قال" کے بجائے نحوی اعتبار سے "فقال" ہونا چاہیے۔ اور اگر "ثم قال" کا فاعل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بنایا جائے تو روایت کا مفہوم باہم متعارض بن جاتا ہے اس وجہ سے کہ ماقبل میں "شرب معاویۃ" موجود ہے تو پھر یہ کہنا کہ "مَا شَرِبَہٗ مُنْذُ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللہِ" اس سے مفہوم بالکل متعارض نظر آتا ہے۔

قرینہ نمبر 2:

یہ روایت مصنف ابن ابی شیبہ میں بھی موجود ہے۔ اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔

چنانچہ امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبۃ ابراہیم بن عثمان العبسی الکوفی (ت 235ھ) یہی روایت ان الفاظ سے نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ : قَالَ : دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلَى مُعَاوِيَةَ ، فَأَجْلَسَ أَبِي عَلَى السَّرِيرِ وَأُتِيَ بِالطَّعَامِ فَأَطْعَمَنَا ، وَأُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ : مَا شَيْءٌ كُنْتُ أَسْتَلِذُّهُ وَأَنَا شَابٌّ فَآخُذُهُ الْيَوْمَ إِلَّا اللَّبَنَ، فَإِنِّي آخُذُهُ كَمَا كُنْتُ آخُذُهُ قَبْلَ الْيَوْمِ.

مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث:30560

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن بریدہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں اور میرے والد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے میرے والد کو چارپائی پر بٹھایا پھر کھانا لایا گیا، ہم نے کھایا اور پھر مشروب لایا گیا پھر (معاویہ رضی اللہ عنہ) نے پیا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ مجھے جوانی میں بھی دودھ سے زیادہ کوئی چیز لذت والی محسوس نہیں ہوتی تھی آج بھی میں دودھ ہی استعمال کر رہا ہوں جیسا کہ آج سے پہلے بھی میں دودھ استعمال کرتا تھا۔

اس روایت میں وہ جملہ موجود نہیں ہے اور یہ بات واضح موجود ہے کہ وہ مشروب ”دودھ“ تھا۔ لہذا اب روایت پر کوئی اشکال باقی نہیں رہتا۔

جواب نمبر 3:

ایسے صحابی جن سے شراب کی حرمت پر روایات منقول ہوں ان اس طرح کا الزام کیسے لگایا جا سکتا ہے؟ ذیل میں دو روایات پیش کی جاتی ہیں:

1: امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجۃ (ت 273ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ يَعْلَى بْنِ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَحِمَهُ اللهُ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ، وَهٰذَا حَدِيثُ الرَّقِّيِّينَ.

سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر:3389

ترجمہ: حضرت یعلی بن شداد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: کہ ہر نشہ لانے والی چیز ہر مومن پر حرام ہے۔ یہ اہل رقہ کی حدیث ہے۔

فائدہ: یہ اہل رقہ کی حدیث ہے۔ "رقہ" ایک شہر کا نام ہے جو بغداد کے قریب ہے۔

2: امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ فَإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوْهُ فَإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوْهُ فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوْهُ.

مسند احمد، رقم الحدیث نمبر:16246

ترجمہ: حضرت عبد الرحمن بن عبد رحمہ اللہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص شراب پیے تو اسے کوڑے مارے جائیں، اگر دوبارہ پیے تو دوبارہ کوڑے مارو، اور اگر چوتھی مرتبہ پیے تو اسے قتل کر دو۔

اعتراض 11: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یزید کو ولی عہد مقرر کرنا

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد مقرر کیا جس کی وجہ سے امت کو کئی نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔

جواب:

اس حوالے سے یہاں دو باتیں سمجھ لینا ضروری ہیں:

1: ولی عہد بنانے کی شرعی حیثیت

2: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے یزید کو خلیفہ بنانے کی وجوہات

پہلی بات: ولی عہد بنانے کی شرعی حیثیت:

خلیفہ کا تقرر عموماً دو طریقوں سے ہوتا ہے:

نمبر 1: خلیفہ کو خود نامزد کر دینا

نمبر 2: اہل حل و عقد کا باہمی مشاورت سے طے کرنا

مشہور اسلامی سیاست کے عالم قاضی ابو یعلی الفراء الحنبلی الماوردی رحمہ اللہ (ت 458ھ) فرماتے ہیں:

وَأَمَّا انْعِقَادُ الْإِمَامَةِ بِعَهْدِ مَنْ قَبْلَهُ فَهُوَ مِمَّا انْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلَى جَوَازِهِ وَوَقَعَ الاِتِّفَاقُ عَلَى صِحَّتِهِ لِأَمْرَيْنِ عَمِلَ الْمُسْلِمُونَ بِهِمَا وَلَمْ يَتَنَاكَرُوهُمَا.

أَحَدُهُمَا: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَهِدَ بِهَا إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَأَثْبَتَ الْمُسْلِمُونَ إِمَامَتَهُ بِعَهْدِهِ وَلَمْ يُنْكِرُوهَا.

وَالثَّانِي: اَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَهِدَ بِهَا إِلَى أَهْلِ الشُّورٰى فَقَبِلَتِ

الْجَمَاعَةُ دَخُولَهُمْ فِيهَا وَ يَجُوْزُ اَنْ يَّعْهَدَ اِلٰى مَنْ يَّنْتَسِبُ اِلَيْهِ بِاُبُوَّةٍ اَوْ بُنُوَّةٍ اِذَا كَانَ الْمَعْهُوْدُ لَهٗ عَلٰى صِفَاتِ الْاَئِمَّةِ لِاَنَّ الْاِمَامَةَ لَاتَنْعَقِدُ لِلْمَعْهُوْدِ اِلَيْهِ بِنَفْسِ الْعَهْدِ وَاِنَّمَا تَنْعَقِدُ بِعَهْدِ الْمُسْلِمِيْنَ وَ التُّهْمَةُ تَنْتَفِيْ عِنْدَهٗ.

الاحکام السطانیۃ: ص9

ترجمہ: سابق امام کا کسی شخص کو امام مقرر کرنے سے خلیفہ کا تقرر ہو جاتا ہے، اس کے جائز ہونے پر تمام امت کا اجماع ہے اور اس کی صحت پر امت متفق ہے۔ حسب ذیل دو وجوہات کی بنا پر تمام مسلمانوں کا اس پر عمل رہا ہے اور وہ اسے ناجائز نہیں سمجھتے۔

[1]: ایک وجہ یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر کیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ کے فرمان کی بنا پر تمام مسلمانوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی امامت کو تسلیم کر لیا اور کسی نے بھی انکار نہیں کیا۔

[2]: دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امامت کو اہل شوری کے سپرد کر دیا اور اہل شوری نے اسے قبول کیا۔ نیز خلیفہ کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کو ولی عہد بنائے جو اس کے ساتھ باپ یا بیٹے کا رشتہ رکھتا ہو بشرطیکہ وہ خلافت کی شرائط کا حامل ہو اس لیے کہ خلافت محض ولی عہد بنانے سے منعقد نہیں ہوتی بلکہ مسلمانوں کے اسے قبول کرنے سے منعقد ہوتی ہے اور اس وقت ہر تہمت دور ہو جاتی ہے۔

معلوم ہوا کہ ان دونوں طریقوں کی اسلام میں اجازت ہے اور یہ دونوں طریقے دور خلفائے راشدین میں موجود ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خود خلیفہ نامزد کیا تھا اور حضرت ابو بکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما مشاورت سے خلیفہ نامزد ہوئے تھے تو یہ دونوں طریقے جائز ہیں۔

اسلام میں جب دونوں طریقے جائز ہیں اور دور خلفاء راشدین میں ان کی مثالیں بھی موجود ہیں تو پھر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر خود ولی عہد مقرر کرنے کا اعتراض کرنا درست نہیں ہے۔

دوسری بات: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے یزید کو خلیفہ بنانے کی وجوہات

ذیل میں ان وجوہات کو پیش کیا جاتا ہے جن کی بنا پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو خلیفہ نامزد فرمایا۔

[1]: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یزید کو خلافت کا اھل سمجھنا

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی دیانت دارانہ رائے تھی کہ یزید امورِ مملکت میں بہتر ہے۔

چنانچہ حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) مزید لکھتے ہیں:

وَرُوِّينَا عَنْ مُعَاوِيَةَ أَنَّه قَالَ يَوْمًا فِي خُطْبَتِهِ: اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي وَلَّيْتُهُ لِأَنَّهُ فِيمَا أَرَاهُ أَهْلٌ لِذٰلِكَ فَأَتْمِمْ لَهُ مَا وَلَّيْتُهُ، وَإِنْ كُنْتُ وَلَّيْتُهُ لِأَنِّي أُحِبُّهُ فَلَا تُتْمِمْ لَهُ مَا وَلَّيْتُهُ.

البدایۃ والنہایۃ: ج 8 ص 80

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ بات مروی ہے کہ انہوں نے ایک دن خطبہ میں دعا کی: اے اللہ ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے اسے (یزید کو) اس لئے ولی عہد بنالیا ہے کہ وہ میری رائے میں اس کا اہل ہے تو اس ولایت کو اس کے لئے پورا فرمادے، اور اگر میں نے اس لئے اسے ولی عہد بنایا ہے کہ مجھے اس سے محبت ہے تو اس ولایت کو پورا نہ فرما۔

حضرت معاویہ رضی اللہ کا جمعہ کے خطبہ میں منبر پر کھڑے ہو کر یزید کے

متعلق اس طرح دعا کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا یزید کو نامزد کرنا دیانت دارانہ رائے کی بناء پر تھا۔

[2]: امت کو خانہ جنگی اور انتشار سے بچانا:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دیکھ رہے تھے کہ اس وقت حکومت کا دارومدار بنو امیہ اور اہل شام کی طاقت پر ہے۔ اگر خاندان بنو امیہ اور اہل شام سے باہر کسی افضل شخص کو ولی عہد بنا دیا تو یہ امت کے لیے خانہ جنگی کا باعث بنے گا۔

چنانچہ ابو زید عبد الرحمن بن محمد بن محمد بن خلدون ولی الدین التونسی الحضرمی المالکی المعروف ابن خلدون (ت 808ھ) لکھتے ہیں:

وَالَّذِیْ دَعَا مُعَاوِیَةَ لِاِیْثَارِ ابْنِهٖ یَزِیْدَ بِالْعَهْدِ دُوْنَ مَنْ سِوَاهُ اِنَّمَا هُوَ مُرَاعَاةُ الْمَصْلَحَةِ فِی اجْتِمَاعِ النَّاسِ وَاتِّفَاقِ اَهْوَائِهِمْ بِاتِّفَاقِ اَهْلِ الْحَلِّ وَالْعَقْدِ عَلَیْهِ حِیْنَئِذٍ مِنْ بَنِیْ اُمَیَّةَ اِذْ بَنُوْ اُمَیَّةَ یَوْمَئِذٍ لَا یَرْضَوْنَ سِوَاهُمْ وَهُمْ عِصَابَةُ قُرَیْشٍ وَاَهْلُ الْمِلَّةِ اَجْمَعَ وَاَهْلُ الْغَلَبِ مِنْهُمْ فَاٰثَرَهٗ بِذٰلِكَ دُوْنَ غَیْرِهٖ مِمَّنْ یُّظَنُّ اَنَّهٗ اَوْلٰی بِهَا.

مقدمہ ابن خلدون: تحت الفصل الثلاثون فی ولایۃ العهد

ترجمہ: جو چیز حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دوسروں کے بجائے یزید کو ولی عہد بنانے کا سبب بنی وہ امت کے اتحاد اور اتفاق کی مصلحت تھی۔ بنو امیہ کے ارباب حل و عقد اسی پر متفق ہو سکتے تھے، اس وقت وہ اپنے علاوہ کسی اور کے خلیفہ بننے پر راضی نہیں ہونے تھے۔ وہ قریش کا سب سے مضبوط گروہ تھے اور اہل ملت کی اکثریت انہیں سے تعلق رکھتی تھی۔اس لئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو ان لوگوں پر ترجیح دی جن کے بارے میں گمان کیا جاتا تھا کہ وہ خلافت کے اہل ہیں۔

[3]: یزید کے فسق کا آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے ظاہر نہ ہونا:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں یزید کا فسق اور فجور اس حد تک ظاہر نہیں ہوا تھا جتنا کہ بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا۔ جن روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یزید؛ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ان حرکتوں کا عادی تھا وہ ضعیف اور درایتاً مشکوک ہیں۔ اگر وہ روایات درست مان بھی لی جائیں تو پھر بھی یزید ولی عہد بننے تک ایسا کھلم کھلا بدکردار نہ تھا کہ اسے ولی عہد بنانے کی سرے سے گنجائش ہی نہ ہوتی۔ خصوصا جس وقت یزید کو ولی عہد بنایا جا رہا تھا اس وقت یزید کی شہرت اس حیثیت سے نہیں تھی جس حیثیت سے آج ہے۔ ظاہر ہے اس وقت تو وہ ایک صحابی اور ایک خلیفہ وقت کا صاحبزادہ تھا۔ اس کے ظاہری حالات، نماز و روزہ کی پابندی اور اس کی انتظامی صلاحیتوں کی بناء پر یہ رائے قائم کرنے کی پوری گنجائش تھی کہ وہ خلافت کا اہل ہے۔ اسی وجہ سے دیگر جلیل القدر صحابہ اور تابعین بھی یہی رائے رکھتے تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بھی یہی رائے تھی۔

ابو الحسن احمد بن یحییٰ بن جابر بن داوٗد البلاذری (ت 279 ھ) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ واقعہ نقل کرتے ہیں:

قَالَ عَامِرُ بْنُ مَسْعُودٍ الْجُمَحِيُّ: إِنَّا لَبِمَكَّةَ إِذْ مَرَّ بِنَا بَرِيْدٌ يَنْعَى مُعَاوِيَةَ، فَنَهَضْنَا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُوَ بِمَكَّةَ وَعِنْدَهُ جَمَاعَةٌ وَقَدْ وُضِعَتِ الْمَائِدَةُ وَلَمْ يُؤْتَ بِالطَّعَامِ فَقُلْنَا لَهُ: يَا أَبَا الْعَبَّاسِ! جَاءَ الْبَرِيْدُ بِمَوْتِ مُعَاوِيَةَ فَوَجَمَ طَوِيْلًا ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ أَوْسِعْ لِمُعَاوِيَةَ. أَمَّا وَاللهِ مَا كَانَ مِثْلَ مَنْ قَبْلَهُ وَلَا يَأْتِيْ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنَّ ابْنَهُ يَزِيْدَ لِمَنْ صَالِحِيْ أَهْلِهِ فَالْزِمُوا مَجَالِسَكُمْ وَأَعْطُوا طَاعَتَكُمْ وَبَيْعَتَكُمْ.

انساب الاشراف للبلاذری: ص 4،3

ترجمہ: حضرت عامر بن مسعود جمحی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب ایک قاصد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر لے کر آیا تو اس وقت ہم مکہ مکرمہ میں تھے۔ ہم اُٹھ کر حضرت ابن عباس کے پاس چلے گئے۔ وہ بھی مکہ میں تھے۔ ان کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور دستر خوان لگ چکا تھا مگر ابھی تک کھانا نہیں آیا تھا۔ ہم نے ان سے کہا: اے ابن عباس! قاصد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر لے کر آیا ہے۔ اس پر وہ کافی دیر خاموش بیٹھے رہے۔ پھر انہوں نے کہا: یا اللہ! حضرت معاویہ کے لئے اپنی رحمت کو وسیع فرمادے، خدا کی قسم! وہ ان خلفاء کی طرح نہ تھے جو ان سے پہلے تھے اور نہ ہی ان کے بعد ان جیسا کوئی آئے گا۔ بلاشبہ ان کا بیٹا یزید ان کے نیک اہل خانہ میں سے ہے۔ لہذا تم لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو اور اپنی طاعت اور بیعت اسے دے دو۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی (ت 774ھ) حضرت محمد بن الحنفیہ رحمہ اللہ کا یہ واقعہ نقل کرتے ہیں:

وَلَمَّا رَجَعَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ عِنْدِ يَزِيْدَ مَشٰى عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُطِيعٍ وَأَصْحَابُهٗ إِلٰى مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ فَأَرَادُوْهُ عَلٰى خَلْعِ يَزِيدَ، فَأَبٰى عَلَيْهِمْ. فَقَالَ ابْنُ مُطِيعٍ: إِنَّ يَزِيدَ يَشْرَبُ الْخَمْرَ وَيَتْرُكُ الصَّلَاةَ وَيَتَعَدّٰى حُكْمَ الْكِتَابِ. فَقَالَ لَهُمْ: مَا رَأَيْتُ مِنْهُ مَا تَذْكُرُونَ، وَقَدْ حَضَرْتُهٗ وَأَقَمْتُ عِنْدَهٗ، فَرَأَيْتُهٗ مُوَاظِبًا عَلَى الصَّلَاةِ، مُتَحَرِّيًا لِلْخَيْرِ، يَسْأَلُ عَنِ الْفِقْهِ، مُلَازِمًا لِلسُّنَّةِ. قَالُوا: فَإِنَّ ذَالِكَ كَانَ مِنْهُ تَصَنُّعًا لَكَ. فَقَالَ: وَمَا الَّذِي خَافَ مِنِّي أَوْ رَجَا حَتّٰى يُظْهِرَ إِلَيَّ الْخُشُوعَ؟! أَفَأَطْلَعَكُمْ عَلٰى مَا تَذْكُرُونَ مِنْ شُرْبِ الْخَمْرِ؟ فَلَئِنْ كَانَ أَطْلَعَكُمْ عَلٰى ذَالِكَ إِنَّكُمْ لَشُرَكَاؤُهٗ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَطْلَعَكُمْ فَمَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَشْهَدُوا بِمَا لَمْ تَعْلَمُوا. قَالُوا: إِنَّهٗ عِنْدَنَا لَحَقٌّ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ رَأَيْنَاهُ. فَقَالَ لَهُمْ: أَبَى اللّٰهُ ذَالِكَ

عَلٰى أَهْلِ الشَّهَادَةِ، فَقَالَ: ﴿إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج8 ص80

ترجمہ: جب اہل مدینہ یزید سے مل کر واپس آئے تو عبد اللہ بن مطیع اور ان کے ساتھی حضرت محمد ابن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کی چاہت یہ تھی کہ حضرت محمد ابن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ بھی یزید کو معزول کر دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی بات نہ مانی۔ تو عبد اللہ بن مطیع نے عرض کیا: یزید شراب پیتا ہے، نمازیں چھوڑ دیتا ہے اور کتاب اللہ کے فیصلے سے تجاوز کر جاتا ہے۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا: جو باتیں تم بیان کر رہے ہو میں نے یہ باتیں اس میں نہیں دیکھیں، میں تو خود اس کے پاس گیا تھا اور اس کے پاس قیام بھی کیا، میں نے اسے نماز کا پابند اور نیکی پر کاربند پایا، وہ فقہ کے مسائل پوچھتا رہتا تھا اور سنت کا پابند تھا۔ ان لوگوں نے کہا کہ یزید نے آپ کے سامنے یہ کام تصنع سے کیے ہیں۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یزید کو مجھ سے کیا خوف یا امید ہو سکتی ہے کہ وہ میرے سامنے عجز و انکساری ظاہر کر رہا تھا۔ مجھے تم یہ بتاؤ کہ جس شراب کا تم ذکر کر رہے ہو کیا یزید نے تم لوگوں کو اس کی اطلاع دی ہے؟ اگر اس نے اطلاع دی ہے تو تم بھی اس کے ساتھ اس گناہ میں شریک ہو اور اگر اس نے تمہیں اس بات کی اطلاع نہیں دی تو تمہارے لیے یہ جائز نہیں کہ تم بغیر علم کے اس بات کی گواہی دو۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ ہم نے اسے نہیں دیکھا لیکن ہم اس بات کو بالکل سچ سمجھتے ہیں۔ اس پر حضرت محمد ابن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ گواہوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کو بالکل تسلیم نہیں کیا کہ وہ بغیر علم کے گواہی دیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے کہ وہ لوگ علم کے ساتھ درست گواہی دیں۔

فائدہ: حضرت محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ کا تعارف

حضرت محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔ آپ

کی والدہ خولہ بنت جعفر بن قیس تھیں جو "حنفیہ" کے نام سے معروف تھیں۔ یہ فرق کرنے کے لیے کہ آپ رحمہ اللہ؛ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے نہیں بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دوسری زوجہ کے بطن سے پیدا ہوئے ہیں اس لیے آپ کو والدہ کی نسبت سے "محمد ابن الحنفیہ رحمہ اللہ" کہا جاتا ہے۔

قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (ت 1297ھ) لکھتے ہیں:

"جس وقت کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید پلید کو اپنا ولی عہد بنایا تھا تو وہ علانیہ فاسق نہ تھا۔ اگر اس نے کچھ کیا ہو گا تو درپردہ کیا ہو گا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر نہ تھی۔"

مکتوبات قاسم العلوم: ص173

فائدہ:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد اور رائے یہ تھی کہ خلیفہ کی اہلیت کی بنیاد قوتِ تدبیر، معاملات فہمی اور انتظامی امور میں مہارت رکھنا ہے اگرچہ مد مقابل تقویٰ وعبادت میں افضل ہی کیوں نہ ہو۔

چنانچہ علامہ حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

وَكَانَ رَأْيُ مُعَاوِيَةَ فِي الْخِلَافَةِ تَقْدِيمُ الْفَاضِلِ فِي الْقُوَّةِ وَالرَّأْيِ وَالْمَعْرِفَةِ عَلَى الْفَاضِلِ فِي السَّبَقِ إِلَى الْإِسْلَامِ وَالدِّينِ وَالْعِبَادَةِ فَلِهَذَا أَطْلَقَ أَنَّهُ أَحَقُّ.

فتح الباری شرح صحیح البخاری لابن حجر: ج7 ص404

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے معاملہ میں رائے یہ تھی کہ قوت،

تدبیر اور (انتظامی) معاملہ فہمی میں ماہر شخص کو اس شخص پر ترجیح حاصل ہے جو قبولِ اسلام میں سبقت، دین دار اور عبادت گزاری میں فضیلت رکھتا ہو۔ اس لیے آپ رضی اللہ عنہ نے اسے (یزید کو) خلافت کا زیادہ حق دار قرار دیا۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (ت 1297ھ) لکھتے ہیں:

”حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نظریہ خلافت کے متعلق یہ تھا کہ جس کسی کو مملکت کے انتظام کا سلیقہ دوسروں سے زیادہ ہو اگر اس سے افضل موجود ہوں تو دوسروں سے اس کا خلیفہ بنانا افضل ہے۔“

مکتوبات قاسم العلوم: ص 175

فائدہ: یزید کے بارے میں اھل السنۃ والجماعۃ کا موقف

یزید کا فسق حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ان کے سامنے ظاہر نہیں ہوا تھا بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ظاہر ہوا تھا۔ اس لیے یزید کے عملی فسق سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بری ہیں۔ یزید کے فسق کی وجہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔

اس پر اھل السنۃ والجماعۃ کی چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

[1]: صدر الاسلام ابو الیسر محمد بن محمد بن الحسین بن عبد الکریم البزدوی رحمہ اللہ (ت 483ھ) لکھتے ہیں:

وَ أَمَّا يَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ كَانَ ظَالِماً وَلٰكِنْ هَلْ كَانَ كَافِراً تَكَلَّمَ النَّاسُ فِيْهِ بَعْضُهُمْ كَفَّرُوا لَمَّا حُكِيَ عَنْهُ مِنْ اَسْبَابِ الْكُفْرِ وَبَعْضُهُمْ لَمْ يُكَفِّرُوْهُ وَقَالُوا لَمْ يَصِحَّ مِنْهُ تِلْكَ الْأَسْبَابُ وَلَا حَاجَةَ بِأَحَدٍ إِلىٰ مَعْرِفَةِ حَالِهِ فَإِنَّ اللهَ تَعَالىٰ أَغْنَانَا عَنْ ذٰلِكَ.

اصول الدین ص 198

ترجمہ: بہر حال یزید بن معاویہ وہ ظالم تھا۔ لیکن آیا کافر بھی تھا یا نہیں؟ اس بارے میں علماء کرام نے کلام کیا ہے، بعض اس کی تکفیر کرتے ہیں کیونکہ اس کے بارے میں وہ باتیں کہی جاتی ہیں جو کفر کا سبب بن سکتی ہیں اور بعض اس کی تکفیر نہیں کرتے وہ کہتے ہیں یہ باتیں درست نہیں ہیں۔ کسی کو اس کے احوال معلوم کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے بے نیاز کر دیا ہے۔

[2]: علامہ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ الحرانی الحنبلی رحمہ اللہ (ت 728ھ) لکھتے ہیں:

و أَمَّا تَرْكُ مُحَبَّتِهِ فَلِأَنَّ الْمَحَبَّةَ الخَاصَّةَ اِنَّمَا تَكُونُ لِلنَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَلَيْسَ أَحَدًا مِنْهُمْ وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّهُ وَمَنْ أمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ لَا يَخْتَارُ أَنْ يَكُونَ مَعَ يَزِيدَ وَلَا مَعَ أَمْثَالِهِ مِنَ الْمُلُوكِ الَّذِينَ لَيْسُوا بِعَادِلِيْنَ.

مجموعہ فتاوی ابن تیمیہ ج4 ص484

ترجمہ: یزید سے محبت نہ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ محبت تو خصوصا انبیاء کرام، صدیقین، شہداء وصالحین سے کی جاتی ہے اور یزید کا شمار ان میں سے کسی میں بھی نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ انسان کا حشر انہی لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے اسے محبت ہوگی اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اس بات کو پسند ہی نہیں کرے گا کہ اس کا حشر یزید یا اس جیسے بادشاہوں کے ساتھ ہو جو عادل نہیں تھے۔

[3]: علامہ شمس الدین ابو عبد للہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) لکھتے ہیں:

يَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ كَانَ نَاصِبِيّاً فَظّاً غَلِيْظاً جَلْفاً يَتَنَاوَلُ الْمُسْكِرَ

وَيَفْعَلُ الْمُنْكَرَ افْتَتَحَ دَوْلَتَهُ بِمَقْتَلِ الشَّهِيْدِ الْحُسَيْنِ وَاخْتَتَمَهَا بِوَقْعَةِ الْحَرَّةِ فَمَقَتَهُ النَّاسُ وَلَمْ يُبَارَكْ فِي عُمُرِهِ.

سیر اعلام النبلاء للذھبی تحت ترجمہ یزید بن معاویہ

ترجمہ: یزید بن معاویہ ناصبی، متشدد، سخت اور بد اخلاق قسم کا آدمی تھا، وہ شراب پیتا اور غلط کام کرتا تھا۔ اس نے حکومت کی ابتدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل سے کی اور اپنی حکومت کا اختتام واقعہ "حرہ" سے کیا، اس لیے لوگ اس پر سے ناراض تھے اور اس کی عمر میں کوئی برکت نہیں تھی۔

فائدہ نمبر1: علامہ شمس الدین الذہبی رحمہ اللہ نے اس عبارت میں یزید کو "ناصبی" کہا ہے۔ اس لیے ذیل میں ناصبی کی تعریف پیش کی جاتی ہے:

1: علامہ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ الحرانی الحنبلی (ت 728ھ) لکھتے ہیں:

النَّوَاصِبُ: الَّذِينَ يُؤْذُونَ أَهْلَ الْبَيْتِ بِقَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ.

مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ: ج3 ص154

ترجمہ: ناصبی ان لوگوں کو کہتے ہیں جو اہل بیت کو اپنے قول یا عمل کے ذریعے ایذاء دیتے ہیں۔

2: حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

وَالنَّصْبُ: بُغْضُ عَلِيٍّ وَتَقْدِيمُ غَيْرِهِ عَلَيْهِ.

ھدی الساری مقدمۃ فتح الباری: ص459

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنا اور دوسروں کو آپ رضی اللہ عنہ پر ترجیح دینا ناصبیت ہے۔

3: علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب الفیروزآبادی (ت 817ھ) لکھتے ہیں:

وَالنَّوَاصِبُ وَالنَّاصِبِيَّةُ وَأَهْلُ النَّصْبِ : الْمُتَدَيِّنُونَ بِبَغْضَةِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِأَنَّهُمْ نَصَبُوا لَهُ أَيْ : عَادَوْهُ.

القاموس المحیط: ج1 ص177

ترجمہ: نواصب، ناصبیت اور اہلِ نصب ان لوگوں کو کہتے ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے کو دین وایمان سمجھتے ہیں۔ انہیں "نواصب" اس لیے کہتے ہیں کیونکہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی پال رکھی ہے۔

فائدہ نمبر2: یزید بن معاویہ کے دور کے سیاہ ترین واقعات میں سے ایک واقعہ "واقعۂ حرّہ" ہے، جو 63ھ میں پیش آیا، یزید نے تقریبا دس ہزار اور ایک قول کے مطابق بارہ ہزار شامی افواج کو بھیجا کہ وہ اہل مدینہ کو تین دن تک بیعتِ یزید کی دعوت دیں، اگر وہ بیعت نہ کریں تو تین دن تک اہلیانِ مدینہ کو لوٹنا، قتل و قتال کرنا۔ چنانچہ شامی افواج نے ایسا ہی کیا، مدینہ طیبہ میں قتل عام کیا گیا۔ یزید کی بھیجی ہوئی افواج نے تقریبا سات سو سے زائد افراد صحابہ، تابعین اور حفاظ کرام کو شہید کیا، یہاں تک کہ تین دن تک مسجد نبوی میں اذان و نماز بھی نہ ہو سکی۔

فائدہ نمبر3: مدینہ کے جنوب مشرق اور جنوب مغرب میں جھلسے ہوئے ٹیلوں کے سلسلے ہیں، کسی زمانہ میں آتش فشاں کی وجہ سے یہ علاقہ جھلس گیا تھا جنہیں "حرہ" کہا جاتا ہے، اس جگہ کی مناسبت سے اس واقعہ کو "واقعۂ حرہ" کہا جاتا ہے۔

[4]: علامہ شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیثمی المکی رحمہ اللہ (ت974ھ) لکھتے ہیں:

وَعَلَى الْقَوْلِ بِأَنَّهُ مُسْلِمٌ فَهُوَ فَاسِقٌ شِرِّيرٌ سِكِّيرٌ جَائِرٌ.

الصواعق المحرقہ ص132

ترجمہ: اس قول (وہ مسلمان ہے) کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ وہ فاسق تھا، شریر تھا، نشہ کا عادی تھا، ظالم تھا۔

[5]: علامہ ابو العباس عبد العلی بن مولانا نظام الدین لکھنوی رحمہ اللہ الملقب بحر العلوم (ت 1235ھ) فرماتے ہیں:

وَيَزِيدُ ابْنُهُ مَعَ أَنَّهُ كَانَ مِنْ أَخْبَثِ الْفُسَّاقِ وَكَانَ بَعِيداً بِمَرَاحِلٍ مِنَ الْإِمَامَةِ بَلِ الشَّكُّ فِي إِيمَانِهِ خَذَلَهُ اللهُ تَعَالَى وَالصَّنِيعَاتُ الَّتِي صَنَعَهَا مَعْرُوفَةٌ مِنْ أَنْوَاعِ الْخَبَائِث.

فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت: ج2 ص223

ترجمہ: اور ان (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کا بیٹا یزید اگرچہ فاسقوں میں بڑا خبیث تھا اور منصب خلافت سے کوسوں دور تھا بلکہ اس کے تو ایمان میں بھی شک ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے رسوا کرے اور جو مختلف قسم کے خبیث کام اس نے کیے ہیں وہ سب مشہور و معروف ہیں۔

[6]: حضرت سید احمد صاحب شہید بریلی رحمہ اللہ (المتوفی 1831ء) لکھتے ہیں:

رفیقِ مَنْ از جنودِ حسین بن علی است و رفیقِ مخالفِ مَنْ از زمرہ یزید شقی.

مکتوبات سید احمد ص149

ترجمہ: میرا دوست حضرت حسین بن علی رضی اللہ کے لشکر میں داخل ہے اور میرے مخالف کا دوست یزید بد بخت کی جماعت میں داخل ہے۔

[7]: قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی (ت 1297ھ) لکھتے ہیں:

”ان (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) کے انتقال کے بعد یزید نے پر پرزے نکالنے شروع کیے اور دل کو خواہشِ نفس اور ہاتھ کو جامِ شراب پر لے گیا۔ فسق کھلم کھلا کرنے لگا اور نماز چھوڑ دی۔“

مکتوبات قاسم العلوم: 175

[8]: ابو الحسنات محمد عبد الحی بن محمد عبد الحلیم انصاری لکھنوی رحمہ اللہ (ت1304ھ) لکھتے ہیں:

مسلك اسلم آنست که آن شقی را بمغفرت و ترحم هر گز یاد نباید کرد و به لعن او که درعرف مختص بکفار گشته زبان خود راآلوده نباید کرد.

فتاوی عبد الحی ج3 ص8،9

ترجمہ: یزید کے متعلق محتاط ترین مسلک یہ ہے کہ اس بدبخت کو مغفرت اور رحمہ اللہ کے کلمات سے ہر گز یاد نہ کرے اور نہ ہی اس پر لعنت سے اپنی زبان کو گندا کرے ۔

[9]: قطب الاقطاب فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی (ت 1323ھ) فرماتے ہیں:

"کسی مسلمان کو کافر کہنا مناسب نہیں۔ یزید مومن تھا بسبب قتل کے فاسق ہوا، کفر کا حال دریافت نہیں، کافر کہنا جائز نہیں کہ وہ عقیدہ قلب پر موقوف ہے۔"

فتاویٰ رشیدیہ: ص49

[10]: حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی (ت1362ھ) فرماتے ہیں:

"یزید فاسق تھا اور فاسق کی ولایت مختلف فیہ ہے۔"

امداد الفتاویٰ: ج4 ص465

اعتراض 12: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے شرائطِ صلح کی پاسداری نہیں کی

مخالفین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک اعتراض یہ کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے جن شرائط پر صلح کی تھی ان کی پاسداری نہیں کی۔

جواب:

کتب احایث و تواریخ سے دو طرح کی شرائطِ صلح کا ذکر ملتا ہے۔

1: وہ شرائطِ صلح جن کا ثبوت صحیح، معتبر و مستند روایات حدیث و تاریخ سے ملتا ہے۔

2: وہ شرائطِ صلح جن کا ثبوت غیر مستند و غیر معتبر روایاتِ تاریخ سے ملتا ہے۔

ذیل میں دونوں کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

1: شرائطِ صلح روایاتِ صحیحہ سے

وہ شرائطِ صلح جن کا ثبوت صحیح، معتبر و مستند روایات حدیث و تاریخ سے ملتا ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ انہیں پورا بھی کیا ہے۔ وہ درج ذیل چار شرائط تھیں۔

شرط نمبر 1:

ہمارے اوپر دل کھول کر خرچ کیا جائے، تاکہ مخالفین صلح خاموش رہیں اور اُمت مسلمہ کے حالات پر امن رہیں۔ (اس شرط کی وجہ یہ تھی جود و سخا، فیاضی و کرم نوازی اہل بیت کی فطرت میں داخل ہے، تاکہ اس کے ذریعے وہ لوگوں پر پہلے کی طرح خرچ کرسکیں)۔

شرط نمبر2:

کوفہ کے بیت المال میں سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پچاس لاکھ درہم عطاء کئے جائیں گے۔

شرط نمبر3:

دارأَبْجِرْد (جگہ کا نام ہے) کا خراج حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لئے مختص ہو گا۔

شرط نمبر4:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں اُن کے والد گرامی حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تنقید نہیں کی جائے گی۔

اب وہ روایت پیش کی جاتی ہے جن میں شرائط صلح کا ذکر ہے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ، يَقُولُ: اسْتَقْبَلَ وَاللهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مُعَاوِيَةَ بِكَتَائِبَ أَمْثَالِ الْجِبَالِ، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: إِنِّي لَأَرَى كَتَائِبَ لَا تُوَلِّي حَتَّى تَقْتُلَ أَقْرَانَهَا، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: وَكَانَ وَاللهِ خَيْرَ الرَّجُلَيْنِ، أَيْ عَمْرُو إِنْ قَتَلَ هَؤُلَاءِ هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ هَؤُلَاءِ مَنْ لِي بِأُمُورِ النَّاسِ بِنِسَائِهِمْ مَنْ لِي بِضَيْعَتِهِمْ، فَبَعَثَ إِلَيْهِ رَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ: عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ، وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ، فَقَالَ: اذْهَبَا إِلَى هٰذَا الرَّجُلِ فَاعْرِضَا عَلَيْهِ، وَقُولَا لَهُ، وَاطْلُبَا إِلَيْهِ، فَأَتَيَاهُ، فَدَخَلَا عَلَيْهِ فَتَكَلَّمَا وَقَالَا لَهُ فَطَلَبَا إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُمَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: إِنَّا بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَدْ أَصَبْنَا مِنْ هَذَا الْمَالِ، وَإِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ قَدْ عَاثَتْ فِي دِمَائِهَا، قَالَا: فَإِنَّهُ يَعْرِضُ عَلَيْكَ كَذَا وَكَذَا، وَيَطْلُبُ إِلَيْكَ

وَيَسْأَلُكَ، قَالَ: فَمَنْ لِي بِهٰذَا؟ قَالَا: نَحْنُ لَكَ بِهِ، فَمَا سَأَلَهُمَا شَيْئًا إِلَّا قَالَا نَحْنُ لَكَ بِهِ، فَصَالَحَهُ، فَقَالَ الْحَسَنُ: وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ، يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلٰى جَنْبِهِ، وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرٰى، وَيَقُولُ: إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: إِنَّمَا ثَبَتَ لَنَا سَمَاعُ الْحَسَنِ مِنْ أَبِي بَكْرَةَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث:2704

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! جب حسن بن علی رضی اللہ عنہما (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف) پہاڑوں جیسے بڑے لشکر لے کر روانہ ہوئے تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مشیر خاص) نے کہا: میں ایسا لشکر دیکھ رہا ہوں جو اپنے مد مقابل کو ختم کیے بغیر واپس نہیں جائے گا۔ یہ بات سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمر! اگر اس (میری) فوج نے اس (حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی فوج کو اور ان لوگوں نے ان لوگوں کو قتل کر دیا تو میرے پاس عوام کی دیکھ بھال کرنے والا کون رہے گا؟ عوام الناس اور خواتین کا خیال کون رکھے گا؟ لوگوں کی جائیدادوں کی خبر گیری کون کرے گا؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف قریش کی شاخ بنو عبد شمس کے دو شخص بھیجے۔ حضرت عبد الرحمن بن سمرہ اور عبد اللہ بن عامر بن گریز رضی اللہ عنہما۔ آپ نے ان دونوں سے فرمایا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ! اور ان کے سامنے صلح کی پیش کش کرو۔ اسی مفاہمت والے معاملے پر ان سے گفتگو کرو اور فیصلہ انہی کی مرضی پر چھوڑ دو۔ چنانچہ یہ لوگ تشریف لے گئے، حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی اور باہمی مفاہمت فیصلہ آپ کی مرضی پر چھوڑ

دیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اولاد عبد المطلب ہیں ہمیں (اپنے والد کی خلافت اور اپنے زمانہ) خلافت میں لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کی عادت ہو گئی ہے۔ یہ امت اپنے ہی خون میں لت پت ہو چکی ہے (فساد اور خون خرابے کو ختم کرنے کے لیے صلح ضروری ہے اور صلح کو بر قرار رکھنے کے لیے لوگوں پر خرچ کرنا ضروری ہے تا کہ صلح کے مخالف لوگوں کا منہ بند رہے اور صلح کے موافق لوگوں کو اس کے ثمرات نظر آئیں) وہ حضرات کہنے لگے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے والے عظیم مقصد کے لیے) رقم دینے کے لیے تیار ہیں اور آپ سے صلح کرنے کے خواہش مند ہیں۔ انہوں نے باہمی مفاہمت فیصلہ آپ کی مرضی پر چھوڑا ہے اور آپ کے جواب کے منتظر ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے (مزید اطمینان قلبی کے لیے) فرمایا کہ اس کی ذمہ داری کون لے گا؟ دونوں قاصدوں نے عرض کی کہ یہ ذمہ داری ہم لیتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جس چیز کے بارے میں ضمانت مانگی تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ ہم ضامن ہیں۔ آخر کار حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کر لی۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا تھا۔ وہ فرماتے تھے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے آپ کے پہلو میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے آپ کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے توسط سے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔

فائدہ: اس روایت میں صلح کی ایک شرط کا ذکر ہے۔ بقیہ تین شرائط حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی (ت774ھ) ذکر کرتے ہیں:

وَلَمَّا رَأَى الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا تَفَرُّقَ جَيْشِهِ عَلَيْهِ مَقَتَهُمْ وَكَتَبَ عِنْدَ ذٰلِكَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ قَدْ رَكِبَ فِي أَهْلِ الشَّامِ فَنَزَلَ مَسْكِنَ يُرَاوِضُهُ عَلَى الصُّلْحِ بَيْنَهُمَا، فَبَعَثَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَامِرٍ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ فَقَدِمَا عَلَيْهِ الْكُوفَةَ فَبَذَلَا لَهُ مَا أَرَادَ مِنَ الْأَمْوَالِ فَاشْتَرَطَ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ بَيْتِ مَالِ الْكُوفَةِ خَمْسَةَ آلَافِ أَلْفِ دِرْهَمٍ، وَأَنْ يَكُونَ خِرَاجُ دَارِ أَبْجِرْدَ لَهُ، وَأَنْ لَا يُسَبَّ عَلِيٌّ وَهُوَ يَسْمَعُ، فَإِذَا فُعِلَ ذٰلِكَ نَزَلَ عَنِ الْإِمْرَةِ لِمُعَاوِيَةَ وَيَحْقِنُ الدِّمَاءَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ. فَاصْطَلَحُوا عَلَى ذٰلِكَ وَاجْتَمَعَتِ الْكَلِمَةُ عَلَى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص403 خلافۃ الحسن بن علی رضی اللہ عنہما

ترجمہ: جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنے لشکر میں افتراق وانتشار دیکھا تو آپ ان پر سخت ناراض ہوئے اور آپ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو ایک خط لکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اہلِ شام کے ساتھ سوار ہو کر مقام "مسکن" پر ٹھہرے ہوئے تھے اور جانبین کے درمیان صلح کی کوشش فرما رہے تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن عامر اور عبد الرحمٰن بن سمرہ کو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کوفہ میں بھیجا، جس قدر مال حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے چاہا ان دونوں نے وہ انہیں دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ شرط بھی مقرر کی کہ کوفہ کے بیت المال سے آپ کو پچاس لاکھ درہم حاصل ہوں گے اور دار اَبْجِرْد کا خراج بھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لیے ہو گا اور ان کی موجودگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف کوئی ہتک آمیز کلام نہیں کیا جائے گا۔ جب وہ ایسا کر لیں گے (یعنی ان شرائط کو قبول کر لیں گے) تو آپ رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں امارت سے دستبردار ہو جائیں گے اور یوں مسلمان آپس کی خونریزی سے بھی محفوظ ہو جائیں

گے۔ چنانچہ یوں ان دونوں حضرات کے درمیان مصالحت ہوئی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ متفقہ طور پر خلافت کے لیے نامزد ہو گئے۔

الحاصل حدیث و تاریخ کی صحیح روایات سے یہی شرائط صلح ثابت ہوتی ہیں۔

شرائط صلح کی پاسداری:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان تمام شرائط کو پورا کیا۔

1: علامہ حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

فَوَافَقَاهُ عَلٰی مَا شُرِطَ مِنْ جَمِیْعِ ذٰلِكَ وَالْتَزَمَا لَهُ.

فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج13 ص65

ترجمہ: اُن دونوں حضرات نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی تمام شرائط کی موافقت کی اور اُن کے لئے ان شرائط کو پورا کیا۔

فائدہ: دونوں حضرات سے مراد حضرت عبد اللہ بن عامر اور حضرت عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہما ہیں جنہیں صلح کے لیے بھیجا تھا۔

2: علامہ شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیثمی المکی رحمہ اللہ (ت 974ھ) فرماتے ہیں:

اَنَّهُ اِشْتَرَطَ عَلَیْهِ شُرُوطًا کَثِیْرَةً فَالْتَزَمَهَا وَوَفٰی لَهُ بِهَا.

الصواعق المحرقۃ: ص217

ترجمہ: انہوں نے صلح کی کئی شرائط لگائی، پھر ان کا التزام کیا اور اُن کے لئے ان شرائط کو پورا بھی کیا۔

3: شیعہ مؤرخ علامہ ابو حنیفہ الدینوری (ت 282ھ) لکھتے ہیں:

وَلَا قَطَعَ عَنْهُمَا شَیْئًا مِمَّا کَانَ شَرَطَ لَهُمَا.

الاخبار الطوال للدینوری ج1 ص225

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے جو عہد کئے تھے اُن میں سے کسی کی خلاف ورزی نہیں کی۔

2: شرائطِ صلح روایاتِ غیر معتبرہ سے

بعض لوگوں نے ان شرائط کے ساتھ دیگر شرائط بھی نقل کی ہیں، لیکن اسنادی حیثیت سے ان میں کمزوری ہے، جب وہ سند صحیح سے ثابت ہی نہیں ہیں تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ان شرائط کی پاسداری کرنے کا کیا مطلب ہے؟ ذیل میں چند ایک شرائط ذکر کی جاتی ہیں۔

شرط نمبر 1:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کتاب اللہ، رسول اللہ اور خلفاء راشدین کے طرز کے مطابق حکومت چلائیں گے۔

معترضین کا کہنا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے خلفاء راشدین کے طرز کے مطابق حکومت نہیں چلائی۔

جواب:

اھل السنت والجماعت کی کتب میں خلفاء راشدین کا لفظ نہیں ہے، صرف کتاب اللہ اور رسول اللہ کے الفاظ ہیں۔

علامہ حافظ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ ابْنُ بَطَّالٍ: سَلَّمَ الْحَسَنُ لِمُعَاوِيَةَ الْاَمْرَ وَبَايَعَهُ عَلٰى اِقَامَةِ كِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهٖ وَدَخَلَ مُعَاوِيَةُ الْكُوفَةَ.

فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج13 ص63

ترجمہ: حضرت ابن بطال رحمہ اللہ (شارح بخاری) کہتے ہیں: کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو امر خلافت سپرد کیا اور اس بات پر بیعت کی کہ وہ نظامِ حکومت کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق چلائیں گے اور حضرت معاویہ کوفہ میں داخل ہوئے۔

البتہ شیعہ عالم ابو الحسن علی بن عیسی الاربلی (ت 693ھ) نے اس میں خلفائے راشدین کی شرط کا ذکر کیا ہے۔

هٰذَا مَاصَالَحَ عَلَيهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِي بْنِ اَبِي طَالِبٍ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِي سُفْيَانَ صَالَحَهُ عَلٰى اَن يُسَلِّمَ اِلَيْهِ وِلَايَةَ اَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى اَن يَعْمَلَ فِيْهِمْ بِكِتَابِ اللهِ تَعَالٰى وَسُنَّةِ رَسُولِهِ وَسِيرَةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الصَّالِحِيْنَ.

کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمۃ: ج2 ص145

ترجمہ: یہ وہ شرائط ہیں جن کی بنیاد پر حضرت حسن نے حضرت معاویہ سے صلح کی ہے، وہ شرط یہ ہے کہ مسلمانوں کے معاملہ کی ولایت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس شرط پر دی جاتی ہے کہ وہ اس خلافت کے معاملات میں کتاب اللہ، سنت رسول اور خلفائے راشدین صالحین کی سیرت پر عمل کریں گے۔

فائدہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت خلافت راشدہ تو نہیں لیکن خلافت عادلہ تھی جس کا ذکر خلافت راشدہ والے اعتراض کے تحت آئے گا۔

شرط نمبر 2:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بعد کسی کو جانشین مقرر نہیں کریں گے بلکہ خلیفہ کا انتخاب شوری پر چھوڑیں گے۔

جواب:

اس شرط کا ذکر اھل السنۃ والجماعۃ کی کتابوں میں تو نہیں ملتا البتہ یہ ملتا ہے کہ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹ آئے گی، اگر اس شرط کو درست مان بھی لیا جائے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات حضرت امیر معاویہ سے پہلے ہو گئی تھی اس لیے اس شرط کی نوبت ہی نہیں آئی۔

اعتراض 13: دور حکومت خلافت راشدہ کے دور جیسا نہیں تھا

معترضین کا ایک یہ اعتراض ہے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور حکومت خلافت راشدہ کے دور جیسا نہیں تھا، انہیں خلیفہ راشد بھی نہیں کہا جا سکتا۔

جواب:

اس حوالے سے یہاں تین باتوں کی وضاحت ضروری ہیں۔

1: خلافت راشدہ کا مفہوم

2: حضرت معاویہ رضی اللہ اور خلفاء راشدین کے دور حکومت میں فرق۔

3: حضرت معاویہ رضی اللہ کی خلافت "خلافت عادلہ" تھی۔

"خلافتِ راشدہ" کا مفہوم:

جب ہم "خلافتِ راشدہ" اور "خلفائے راشدین" کہتے ہیں تو اس کا لغوی معنی مراد نہیں ہوتا بلکہ "خلافتِ راشدہ" اور "خلفائے راشدین" شریعت کی خاص اصطلاحات ہیں۔ "خلافتِ راشدہ" کی اصطلاح سے مراد "خلافتِ راشدہ موعودہ فی القرآن" ہے یعنی ایسی خلافت جس کا وعدہ قرآن میں کیا گیا ہے۔ اس خلافت کا وعدہ صرف چار خلفاء کے ساتھ کیا گیا ہے، سب کے ساتھ نہیں کیا گیا۔ اسی طرح "خلفائے راشدین" سے مراد وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جن کے بارے میں آیتِ استخلاف میں اللہ نے خلافت کا وعدہ کیا اور وہ سات نہیں بلکہ وہ چار ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي

ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴿﴾

سورۃ النور:55

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک اعمال کیے ہیں ان سے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں ضرور زمین میں اپنا خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا اور ان کے لیے اس دین کو ضرور اقتدار بخشے گا جسے ان کے لیے پسند کیا ہے اور ان کو جو خوف لاحق رہا ہے اس کے بدلے انہیں ضرور امن عطا کرے گا۔ وہ میری عبادت کریں، میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور جو لوگ اس کے بعد بھی ناشکری کریں گے تو ایسے لوگ نافرمان شمار ہوں گے۔

اس آیت میں دو باتیں ملحوظ ہیں۔ "اٰمَنُوْا" (صیغہ ماضی) اور "مِنْكُمْ" (ضمیر حاضر) یعنی جو ایمان لا چکے ہوں اور خطاب کے وقت موجود ہوں۔ معلوم ہوا کہ خلافت کا وعدہ ان لوگوں سے ہے جو نزولِ آیت کے وقت موجود تھے اور نزول سے پہلے ایمان بھی لا چکے تھے۔ خلفائے اربعہ؛ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ہی وہ حضرات ہیں جن میں یہ دونوں باتیں پائی جاتی ہیں کہ یہ چاروں نزول آیت کے وقت موجود تھے اور ایمان لا چکے تھے۔ حضرت امیر معاویہ اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی (ت 1362ھ) کے افادات پر مشتمل تفسیر "احکام القرآن" میں اس آیت کے تحت ذکر کیے گئے فوائد میں فائدہ نمبر 2 کے تحت لکھا ہے:

فِيْهِ دَلَالَةٌ عَلٰى صِحَّةِ إِمَامَةِ الْخُلَفَاءِ الْأَرْبَعَةِ أَيْضًا لِأَنَّ اللهَ اسْتَخْلَفَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَمَكَّنَ لَهُمْ كَمَا جَاءَ الْوَعْدُ وَلَا يَدْخُلُ فِيْهِمْ مُعَاوِيَةُ لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ

مُؤْمِنًا فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ.

احکام القرآن: ج16 ص260

ترجمہ: یہ آیت خلفائے اربعہ کی امامت (وخلافت) کے صحیح ہونے کی دلیل ہے کیونکہ اس وعدہ کے مطابق انہی چار کو اللہ تعالیٰ نے خلافت وحکومت عطا فرمائی ہے۔ اس خلافت موعودہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شامل نہیں کیونکہ نزول آیت کے وقت وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

خلاصہ یہ کہ "خلافت راشدہ" اور "خلفائے راشدین" اصطلاحات ہیں اور مراد ان سے وہ خلفاء اور ان کی خلافت ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور وہ صرف چار حضرات اور ان کی خلافت ہی ہے۔

خلفاء راشدین اور حضرت معاویہ رضی اللہ کے دور میں فرق:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور خلفاء راشدین کے دور میں فرق تھا، لیکن اس طور پر نہیں کہ ایک طرف صرف تقویٰ ہو اور دوسری طرف فسق ہو، ایک طرف عدل ہو اور دوسری طرف ظلم ہو، ایسا ہر گز نہیں تھا بلکہ جمہور امت کے نزدیک یہ فرق صرف اس حد تک تھا جسے عزیمت اور رخصت کا، تقوی اور مباحات کا، احتیاط اور وسعت کا، اصابتِ رائے اور خطا اجتہادی کا فرق کہا جا سکتا ہے، یوں سمجھیں کہ خلفاء راشدین نے عزیمت کو اختیار کیا اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رخصت کو اپنایا۔

1: علامہ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ الحرانی الحنبلی (ت 728ھ) فرماتے ہیں:

فَلَمْ يَكُنْ مِّنْ مُلُوْكِ الْمُسْلِمِيْنِ مَلِكٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّعَاوِيَةَ وَ لَا كَانَ النَّاسُ فِيْ زَمَانِ مَلِكٍ مِّنَ الْمُلُوْكِ خَيْرًا مِّنْهُمْ فِيْ زَمَنِ مُعَاوِيَةَ إِذَا نُسِبَ أَيَّامُهُ

اِلٰی اَیَّامٍ مِّنْ بَعْدِہٖ وَ اَمَّا اِذَا نُسِبَ اِلٰی اَیَّامِ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ ظَھَرَ التَّفَاضُلَ.

منہاج السنۃ: ج3 ص185

ترجمہ: مسلمان بادشاہوں میں سے کوئی بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بہتر نہیں ہوا اور اگر ان کے زمانے کا مقابلہ بعد کے زمانوں سے کیا جائے تو عوام کسی بادشاہ کے زمانے میں اتنی بہتر نہیں رہے ہیں جتنا کہ حضرت امیر معاویہ کے زمانے میں، ہاں اگر ان کے زمانے کا مقابلہ حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے کیا جائے تو فضیلت کا فرق ظاہر ہو جائے گا۔

حضرت معاویہ کی خلافت "خلافت عادلہ":

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اب بلاشرکتِ غیر؛ متفقہ طور پر امیر المومنین اور مسلمانوں کے خلیفہ بن گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نظامِ خلافت کو انتہائی احسن انداز میں سنبھالا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت "خلافت راشدہ" تو نہیں ہاں البتہ "خلافت عادلہ" ضرور تھی۔

فائدہ: "خلافت راشدہ" نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اصطلاحی خلافت یعنی خلافت راشدہ موعودہ فی القرآن نہیں تھی۔

اعتراض 14: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے جبراً یزید کے ہاتھ پر بیعت لی

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جبراً یزید کی بیعت لی تھی۔

مشہور مؤرخ ابو الحسن عِزّ الدین علی بن محمد بن عبد الکریم الشیبانی المعروف ابن الاثیر الجزری رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ: إِنِّي كُنْتُ أَخْطُبُ فِيكُمْ فَيَقُومُ إِلَيَّ الْقَائِمُ مِنْكُمْ فَيُكَذِّبُنِي عَلَى رُءُوسِ النَّاسِ فَأَحْمِلُ ذٰلِكَ وَأَصْفَحُ، وَإِنِّي قَائِمٌ بِمَقَالَةٍ، فَأُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَئِنْ رَدَّ عَلَيَّ أَحَدُكُمْ كَلِمَةً فِي مَقَامِي هٰذَا لَا تَرْجِعُ إِلَيْهِ كَلِمَةٌ غَيْرُهَا حَتّٰى يَسْبِقَهَا السَّيْفُ إِلَى رَأْسِهِ.

الکامل فی التاریخ ج 3 ص 510 طبع بیروت

ترجمہ: (حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے) کہا: کہ میں تمہارے سامنے خطبہ دے رہا ہوں اور تم میں سے جو میرے سامنے کھڑا ہونا چاہے کھڑا ہو جائے اور لوگوں کے سامنے میری تکذیب کرے، میں اس پر حملہ آور ہوں گا اور تلوار چلاؤں گا۔ اور میں کھڑے ہو کر ایسا قول پیش کرنے لگا ہوں اور اللہ کے نام کی قسم اٹھاتا ہوں کہ اگر تم میں سے کسی نے میری بات کے جواب میں میرے مخالف ایک لفظ بھی کہا تو دوسری بات اس کی زبان سے نکلنے کی نوبت نہ آئے گی، تلوار اس کے سر پر پہلے چل چکی ہو گی۔

جواب نمبر 1:

مشہور مؤرخ ابو الحسن عز الدین علی بن محمد بن عبد الکریم الشیبانی المعروف

ابن الاثیر الجزری رحمہ اللہ (ت630ھ) نے یہ روایت اپنی کتاب الکامل فی التاریخ میں بغیر سند کے نقل کی ہے، اس روایت کا ماخذ بھی ذکر نہیں کیا، حالانکہ ابن اثیر رحمہ اللہ تاریخ طبری کو اکثر روایات میں اپنا ماخذ بناتے ہیں لیکن اس میں بھی یہ روایت موجود نہیں ہے تو ایسی بے سند روایت کیسے قابل قبول ہو سکتی ہے؟

جواب2:

خود شیعہ مؤرخ احمد بن ابو یعقوب بن جعفر الیعقوبی (ت284ھ) بھی اس کے مخالف روایت ذکر کرتے ہیں۔

حَجَّ مُعَاوِيَةُ تِلْكَ السَّنَةَ فَتَأَلَّفَ الْقَوْمُ وَلَمْ يُكْرِهْهُمْ عَلَى الْبَيْعَةِ.

تاریخ یعقوبی: ج2 ص229

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سال (یعنی سن 52 ہجری) حج کیا تو لوگوں کو مانوس کیا اور انہیں بیعت پر مجبور نہیں کیا۔

اگر ابن اثیر جزری کی مذکورہ بالا روایت صحیح ہوتی یا ضعیف ہی ہوتی تو شیعہ مورخ اسے اپنے موقف پر دلیل بناتا، اس کا دلیل نہ بنانا اور صحیح روایت کو لکھ دینا بھی اس بات کا موید ہے کہ اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے۔

اعتراض 15: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے مکر وفریب کے ذریعہ سے بیعتِ یزید لی تھی۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری رحمہ اللہ (ت310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنِي رَجُلٌ بِنَخْلَةَ قَالَ: بَايَعَ النَّاسُ لِيَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ غَيْرَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ فَلَمَّا قَدِمَ مُعَاوِيَةُ أَرْسَلَ إِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ فَقَالَ: يَا بْنَ أَخِيْ قَدْ اِسْتَوْسَقَ النَّاسُ لِهٰذَا الْأَمْرِ غَيْرَ خَمْسَةَ نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ أَنْتَ تَقُوْدُهُمْ يَا بْنَ أَخِيْ! فَمَا إِرْبُكَ إِلَى الْخِلَافِ؟ قَالَ: أَنَا أَقُوْدُهُم؟ قَالَ: نَعَمْ أَنْتَ تَقُوْدُهُمْ! قَالَ: فَأَرْسِلْ إِلَيْهِمْ فَإِنْ بَايَعُوا كُنْتُ رَجُلًا مِنْهُمْ وَإِلَّا لَمْ تَكُنْ عَجَّلْتَ عَلَيَّ بِأَمْرٍ.

تاریخ الطبری: ج4 ص225

ترجمہ: ابن عون نے بیان وہ کہتے ہیں کہ مجھے نخلہ کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ حضرت حسین بن علی، حضرت عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن زبیر، عبد الرحمن بن ابو بکر اور عبد اللہ بن عباس رضوان اللہ عنہم کے علاوہ تمام لوگوں نے یزید بن معاویہ کی بیعت کرلی، تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ آئے، حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو بلا بھیجا اور کہا: اے میرے بھتیجے! سب لوگ یزید کی بیعت کے لیے آمادہ ہوچکے ہیں سوائے قریش کے پانچ آدمیوں کے (یعنی آپ، حضرت عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن زبیر، عبد الرحمٰن بن ابو بکر اور عبد اللہ بن عباس رضوان اللہ عنہم کے)

اے میرے بھتیجے! آپ ان کے قائد و رہنما ہیں تو آپ یزید کی بیعت کی مخالفت نہ کریں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا: کیا میں ان کا رہنما ہوں؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں، آپ ان کے رہنما ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ان (بقیہ چار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم) کے پاس پیغام بھیجیے، اگر وہ بیعت کرتے ہیں تو میں بھی انہی میں سے ایک آدمی ہوں (یعنی میں بھی بیعت کر لوں گا) اور اگر وہ بیعت نہیں کرتے تو پھر آپ میرے بارے میں کسی معاملہ میں جلدی نہ کیجیے گا۔

(آگے امام طبری رحمہ اللہ نے اسی عبارت کو تکرار کے ساتھ پانچ مرتبہ نقل کیا ہے مطلب یہی ہے کہ اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بقیہ چار صحابہ کرام میں سے ہر ایک کی طرف یہی پیغام بھیجا اور ہر ایک کو یہی کہا کہ آپ ان کے قائد ہیں، اگر آپ بیعت کے لیے تیار ہو جائیں تو یہ سب بیعت کے لیے تیار ہو جائیں گے)

اعتراض:

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ چند اکابر صحابہ کرام (حضرت عبد اللہ بن زبیر، عبد اللہ بن عمر اور حضرت عبد الرحمان بن ابی بکر رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو انفرادی طور پر ملے اور ان میں سے ہر ایک سے بطور مکر و فریب کے کہا کہ باقی بیعت کے لیے تیار ہیں اگر آپ نے بیعت کر لی تو باقی سارے صحابہ کرام بیعت کر لیں گے، اس لیے کہ باقیوں کی بیعت کا دارومدار آپ کی بیعت پر ہے۔

جواب:

یہ اعتراض بھی کم علمی یا ضد کی بنیاد پر ہے اس لیے کہ اگر اسنادی حیثیت سے اس روایت کو دیکھا جائے تو یہ روایت سنداً صحیح نہیں ہے اس لئے کہ امام ابو جعفر

محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) اس روایت کے شروع میں فرماتے ہیں:

"حَدَّثَنِي رَجُلٌ بِنَخْلَةَ."

ترجمہ: مقام نخلہ کے ایک شخص نے مجھے بیان کیا۔

اس روایت میں نقل کرنے والا آدمی مجہول ہے۔ نہ جانے یہ فرد کون ہے، مسلمان ہے یا کافر، رافضی ہے یا سنی، سچا ہے یا جھوٹا، کچھ علم نہیں ہے، لہذا اس مجہول راوی کی وجہ سے یہ روایت معتبر نہیں ہو گی۔ اگر راوی مجہول العین یا مجہول الحال ہو تو محدثین کرام رحمہ اللہ کے نزدیک ایسی روایت معتبر نہیں ہوتی۔

1: امام ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد خطیب بغدادی (ت 463ھ) فرماتے ہیں:

لَا يُقْبَلُ خَبَرُ مَنْ جَهِلَتْ عَيْنُهُ وَصِفَتُهُ لِأَنَّهُ حِينَئِذٍ لَا سَبِيلَ إِلَى مَعَارِفِ عَدَالَتِهِ، هٰذَا قَوْلُ كُلِّهِمْ.

الکفایۃ فی علم الروایۃ ص:324

ترجمہ: ایسی روایت جس کا راوی مجہول العین اور مجہول الوصف ہو، روایت قبول نہیں ہو گی، اس لیے کہ اس کی عدالت پہچاننے کا کوئی طریقہ نہیں ہے، یہ تمام محدثین کرام رحمہم اللہ کا قول ہے۔

2: علامہ محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت 676ھ) لکھتے ہیں:

رِوَايَةُ مَجْهُولِ الْعَدَالَةِ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا لَا تُقْبَلُ عِنْدَ الْجَمَاهِيرِ.

تقریب النواوی: ص 172

ترجمہ: مجہول العدالت خواہ ظاہرا ہو یا باطنا، اس کی روایت جمہور کے نزدیک قبول نہیں ہو گی۔

اعتراض 16: حضرت معاویہ رضی اللہ بیعتِ یزید کے لیے رشوت دیتے تھے

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپ یزید کی بیعت کے لیے رشوت دیتے تھے، اس حوالے سے "الکامل فی التاریخ" کی روایت پیش کی جاتی ہے۔

مشہور مؤرخ ابو الحسن عز الدین علی بن محمد بن عبد الکریم الشیبانی المعروف ابن الاثیر الجزری رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

وَسَارَ الْمُغِيرَةُ حَتَّى قَدِمَ الْكُوفَةَ وَذَاكَرَ مَنْ يَثِقُ إِلَيْهِ وَمَنْ يَعْلَمُ أَنَّهُ شِيعَةٌ لِبَنِي أُمَيَّةَ أَمْرَ يَزِيدَ، فَأَجَابُوا إِلَى بَيْعَتِهِ، فَأَوْفَدَ مِنْهُمْ عَشَرَةً، وَيُقَالُ أَكْثَرُ مِنْ عَشَرَةٍ، وَأَعْطَاهُمْ ثَلَاثِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ، وَجَعَلَ عَلَيْهِمُ ابْنَهُ مُوسَى بْنَ الْمُغِيرَةِ، وَقَدِمُوا عَلَى مُعَاوِيَةَ فَزَيَّنُوا لَهُ بَيْعَةَ يَزِيدَ وَدَعَوْهُ إِلَى عَقْدِهَا: فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: لَا تَعْجَلُوا بِإِظْهَارِ هٰذَا وَكُونُوا عَلٰى رَأْيِكُمْ. ثُمَّ قَالَ لِمُوسٰى: بِكَمِ اشْتَرَى أَبُوكَ مِنْ هَؤُلَاءِ دِينَهُمْ؟ قَالَ: بِثَلَاثِينَ أَلْفًا: قَالَ: لَقَدْ هَانَ عَلَيْهِمْ دِينُهُمْ.

الکامل فی التاریخ، ج 3 ص 504 طبع بیروت

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے سفر شروع کیا یہاں تک کوفہ پہنچے، وہ لوگ جن پر انہیں بھروسہ تھا اور وہ جانتے تھے کہ یزید کی امارت کے معاملہ میں یہ بنو امیہ کے گروہ میں سے ہیں ان کے سامنے یزید کی بیعت کا تذکرہ کیا۔ تو انہوں نے یزید کی بیعت کو قبول کیا، ان میں دس آدمیوں کا وفد ملک شام روانہ کیا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دس سے زائد لوگ تھے۔ اور دس آدمیوں کو تیس تیس ہزار دراہم دیے اور

ان پر نگران (حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے) اپنے بیٹے موسیٰ بن مغیرہ کو بنایا، یہ سب لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور یزید کی بیعت کو مزین کر کے پیش کیا اور اسی کو (امارت پر) متعین کرنے کی دعوت دی۔ تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس بات کے ظاہر کرنے میں جلد بازی نہ کرو اور اپنی رائے پر قائم رہو۔ پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت موسیٰ بن مغیرہ سے (تنہائی میں) پوچھا: کہ آپ کے والد (حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ) نے ان لوگوں کے دین کو کتنے درہم میں خریدا؟ تو موسیٰ بن مغیرہ نے جواب دیا: کہ تیس ہزار درہم میں۔ تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ تب تو ان کا دین ان کی نظروں میں بہت سستا ہے۔

جواب:

مشہور مؤرخ ابو الحسن عز الدین علی بن محمد بن عبد الکریم الشیبانی المعروف ابن الاثیر الجزری رحمہ اللہ (ت 630ھ) نے اپنی کتاب "الکامل فی التاریخ" میں اس روایت کو بغیر سند اور بغیر حوالے کے پیش کیا ہے، تو بلا سند و بلا حوالہ روایت کیسے معتبر ہو سکتی ہے؟

فائدہ:

یہ روایت بھی صرف "الکامل فی التاریخ" میں ہے، اس کے علاوہ کتبِ تاریخ میں بھی یہ روایت نہیں ملتی حتی کہ "تاریخ طبری" جو ابن اثیر جزری رحمہ اللہ کا ماخذ ہے اس میں بھی یہ روایت مذکور نہیں ہے۔

اعتراض 17: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت پر خوش ہوئے تھے

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ خَالِدٍ، قَالَ: وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِ يكَرِبَ، وَعَمْرُو بْنُ الْأَسْوَدِ، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ أَهْلِ قِنَّسْرِينَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَالَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِلْمِقْدَامِ أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تُوُفِّيَ، فَرَجَّعَ الْمِقْدَامُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَتَرَاهَا مُصِيبَةً ؟ قَالَ لَهُ: وَلِمَ لَا أَرَاهَا مُصِيبَةً وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حِجْرِهِ، فَقَالَ: هَذَا مِنِّي، وَحُسَيْنٌ مِنْ عَلِيٍّ، فَقَالَ الْأَسَدِيُّ: جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ.

سنن ابی داؤد، رقم الحدیث 4131

ترجمہ: حضرت مقدام بن معدی کرب، عمرو بن اسود اور قبیلہ بنی اسد کے قنسرین نامی جگہ کے رہنے والے ایک شخص حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے پاس آئے، تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقدام سے کہا: کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا انتقال ہو گیا؟ مقدام نے یہ سن کر کلمات ترجیع (انا للہ وانا الیہ راجعون) پڑھے تو ان افراد میں سے موجود ایک شخص نے کہا: کیا آپ ان کی وفات کو مصیبت سمجھتے ہیں؟ (کہ اس موقع پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ رہے ہیں؟) تو انہوں نے کہا: میں اسے مصیبت کیوں نہ سمجھوں اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی گود میں بٹھایا، اور فرمایا: یہ میرے مشابہ ہے، اور حسین علی کے مشابہ ہیں۔ یہ سن کر اس قبیلہ بنو اسد کے آدمی نے کہا: وہ ایک انگارہ تھا جسے اللہ

تعالیٰ نے بجھادیا۔

روایت بالا کی بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت پر خوش ہوئے تھے۔

جواب نمبر 1:

اس روایت میں وہ کون سا لفظ ہے جس سے ثابت ہوتا ہو کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ؛ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات پہ خوش تھے؟ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کوئی ایسا لفظ نہیں کہا تو بلاوجہ ان پر اعتراض کرنا غلط ہے۔

جواب نمبر 2:

اس روایت میں بقیہ بن ولید نامی راوی مدلس ہے اور صیغہ "عن" سے روایت کر رہا ہے۔ لہذا یہ روایت قابل قبول نہیں ہو گی۔

فائدہ:

ذیل میں اولا تدلیس کی تعریف پھر بقیہ بن ولید کے مدلس ہونے کی صراحت محدثین کرام رحمہم اللہ سے پیش کی جاتی ہے۔

تدلیس کی تعریف:

اگر کسی حدیث کی سند یا متن میں پائے جانے والے عیب کو چھپا کر اسے مزین کر کے پیش کیا جائے تو اس وصف کا نام "تدلیس" ہے۔ ایسا کرنے والے راوی کو "مدلس" کہا جاتا ہے۔ جیسے راوی اپنے استاذ سے سنے بغیر اس کی طرف منسوب کر کے ایسے الفاظ سے نقل کرے جن سے براہ راست سننے کا گمان ہو۔ مثلاً قال (قال فلان) اور عن (عن فلان)

بقیہ بن ولید مدلس راوی ہے:

بقیہ بن ولید کے مدلس ہونے پر ذیل میں چند محدثین کرام کی تصریحات پیش کی جاتی ہیں:

(1): علامہ ابو الفرج عبد الرحمن بن ابی الحسن علی بن محمد البغدادی الحنبلی المعروف بابن الجوزی رحمہ اللہ (ت 597ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ مُدَلِّسًا يَرْوِيْ عَنْ قَوْمٍ مَتْرُوْكِيْنَ وَ مَجْهُوْلِين.

الضعفاء والمتروکین: ج1 ص146

ترجمہ: وہ (بقیہ) مدلس تھا، متروک اور مجہول لوگوں سے روایات نقل کرتا تھا۔

(2): علامہ شمس الدین ابو عبد للہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ كَانَ مُدَلِّسًا فَإِذَا قَالَ "عَنْ" فَلَيْسَ بِحُجَّةٍ.

میزان الاعتدال ج1 ص331

ترجمہ: کئی علماء نے کہا ہے کہ بقیہ مدلس ہے، جب یہ "عن" سے روایت کرے تو حجت نہیں ہے۔

جواب نمبر 3:

یہ روایت "بقیہ" راوی کے ناقابلِ حجت ہونے کی وجہ سے قابلِ استدلال نہیں ہے۔

چنانچہ علامہ حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْخِلَافِيَاتِ: أَجْمَعُوا عَلَى أَنَّ بَقِيَّةَ لَيْسَ بِحُجَّةٍ.

تہذیب التہذیب لابن حجر ج1 ص478

ترجمہ: امام بیہقی رحمہ اللہ اپنی کتاب "الخلافیات" میں فرماتے ہیں: اس بات پر اجماع ہے کہ بقیہ حجت نہیں ہے۔

جواب نمبر 4:

دیگر تاریخی روایات سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا طرز عمل اس سے جدا ثابت ہوتا ہے۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) فرماتے ہیں:

فَلَمَّا جَاءَ الْكِتَابُ بِمَوْتِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ اِتَّفَقَ كَوْنُ ابْنُ عَبَّاسٍ عِنْدَ مُعَاوِيَةَ وَعَزَّاهُ فِيْهِ بِأَحْسَنَ تَعْزِيَةٍ وَرَدَّ عَلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رَدًّا حَسَنًا.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج 8 ص 304

ترجمہ: جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی موت کی خبر (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو) کو پہنچی تو اتفاقاً اُس وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی اُن کے پاس موجود تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں اس افسوس ناک خبر پر نہایت ہی اچھے طریقے سے تعزیت کی تو اُس کے جواب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی اُتنے ہی اچھے طریقے سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو جواب دیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ نے مستقلاً یزید کو تعزیت کے لیے بھیجا!

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید بن معاویہ کو باضابطہ طور پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی تعزیت کے لئے بھیجا، یزید نے انتہائی عمدہ الفاظ میں تعزیت کی۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی

شافعی رحمہ اللہ (ت774ھ) فرماتے ہیں:

وَبَعَثَ مُعَاوِيَةُ ابْنَهُ يَزِيد فَجَلَسَ يَدَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَزَّاهُ بِعِبَارَةٍ فَصِيحَةٍ وَجِيزَةٍ شَكَرَهُ عَلَيْهَا ابْنُ عَبَّاسٍ.

البدایۃ والنہایہ لابن کثیر ج8 ص304

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو بھیجا، وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے نہایت ہی فصیح اور جامع الفاظ میں آپ (حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات) کی تعزیت کی، جس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اُس کا شکریہ ادا کیا۔

وفیات الاعیان

نمبر شمار	نام ونسب	سن وفات
1	امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام المعافری	217ھ
2	امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ اَلعَبَسی الکوفی	235ھ
3	امام ابو عمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ الشیبانی البصری	240ھ
4	امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی	241ھ
5	امام ابو جعفر محمد بن حبیب بن امیۃ بن عمرو الہاشمی البغدادی	245ھ
6	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری	256ھ
7	امام مسلم بن حجاج القُشَیری النیشابوری	261ھ
8	امام عمر بن شَبّہ بن عبیدہ بن رِیطۃ النُّمَیری البصری	262ھ
9	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجۃ	273ھ
10	امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی	275ھ
11	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی	279ھ
12	امام احمد بن یحیٰ بن جابر بن داؤد البَلَاذُری	279ھ
13	امام ابو بکر احمد بن ابی خیثمہ	279ھ
14	امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن عبید بن سفیان البغدادی المعروف بابن ابی الدنیا	281ھ
15	امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی النسائی	303ھ
16	امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر الطبری	310ھ
17	امام ابو القاسم عبد اللہ بن محمد البغوی	317ھ

18	امام ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی	321ھ
19	مؤرخ علامہ ابنِ یونس المصری	347ھ
20	امام ابو حاتم محمد بن حبّان بن احمد بن حِبّان	354ھ
21	امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی البغدادی	360ھ
22	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی	360ھ
23	امام احمد بن محمد بن الحسین بن الحسن ابو نصر البخاری الکلاباذی	398ھ
24	ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد المعروف امام حاکم	405ھ
25	امام ابو عبد اللہ محمد ابن سعد ابن منیع البصری	430ھ
26	امام ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی القرطبی	456ھ
27	قاضی ابو یعلی الفراء الحنبلی الماوردی	458ھ
28	امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر النمری القرطبی	463ھ
29	ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد خطیب البغدادی	463ھ
30	صدر الاسلام ابو الیسر محمد بن محمد بن الحسین البزدوی	483ھ
31	امام ابو عبد اللہ محی الدین عبد القادر بن موسیٰ الجیلانی الحنبلی	561ھ
32	امام موفق بن احمد المکی الخوارزمی	568ھ
33	امام ابو القاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ المعروف بابن عساکر	571ھ
34	ابو الفرج عبد الرحمن بن ابی الحسن علی بن محمد الحنبلی المعروف بابن الجوزی	597ھ
35	شہاب الدین ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ الرومی الحموی	626ھ
36	امام ابو الحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی عز الدین ابن الاثیر	630ھ

37	امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر الانصاری الجزرجی شمس الدین القرطبی	671ھ
38	علامہ محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی	676ھ
39	امام ابو الفضل محمد بن مکرم بن علی جمال الدین ابن منظور الانصاری الافریقی	711ھ
40	علامہ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ الحرانی الحنبلی	728ھ
41	امام ابو الحجاج یوسف بن عبد الرحمٰن بن یوسف ابی محمد القضاعی الکلبی المِزّی	742ھ
42	امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی	748ھ
43	حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی	774ھ
44	علامہ زین الدین ابو الفرج عبد الرحمن بن احمد المعروف ابن رجب الحنبلی	795ھ
45	امام حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی	807ھ
46	ابو زید عبد الرحمن بن محمد بن المالکی المعروف ابن خلدون	808ھ
47	حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی الشافعی	852ھ
48	علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید سکندری الحنفی المعروف ابن الہمام	861ھ
49	امام حسین بن محمد بن الحسن اَلدِّیَار بَکْری	966ھ

50	علامہ شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیثمی المکی	974ھ
51	شیخ محمد طاہر پٹنی	986ھ
52	امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	1176ھ
53	علامہ سید محمد بن محمد الحسینی الزبیدی المعروف مرتضیٰ الزبیدی	1205ھ
54	علامہ ابو العباس عبد العلی بن مولانا نظام الدین لکھنوی الملقب بحر العلوم	1235ھ
55	حضرت سید احمد صاحب شہید بریلی	1831ء
56	حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی	1297ھ
57	ابو الحسنات محمد عبد الحی بن محمد عبد الحلیم لکھنوی	1304ھ
58	حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی	1322ھ
59	علامہ محمد انور شاہ کشمیری	1352ھ
60	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی	1362ھ
61	محدث کبیر مولانا ظفر احمد عثمانی	1394ھ
62	علامہ وحید الزمان قاسمی کیرانوی	1995ء

شیعہ مصنفین ومؤلفین

نمبر شمار	نام ونسب	سن وفات
1	احمد بن داود الدِینَوَری الشیعی	282ھ
2	احمد بن ابویعقوب بن جعفر الیعقوبی	284ھ
3	ابوعباس عبداللہ بن جعفر الحمیری الشیعی	300ھ
4	علی بن الحسین بن محمد بن احمد بن الہیثم المروانی الأموی القُرشی، ابوالفرج الاصبہانی شیعی	356ھ
5	محمد بن حسین بن موسیٰ سید شریف رضی شیعی	406ھ
6	شیخ مفید محمد بن محمد بن نعمان المعروف بہ ابن المعلم شیعی	413ھ
7	ابوجعفر محمد بن الحسن بن علی بن الحسن الطوسی شیعی	460ھ
8	ابوالحسن علی بن عیسی الاربلی شیعی	693ھ

کتابیات

عقیدہ:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	العقیدۃ الطحاویۃ	امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی	321ھ
2	اصول الدین	صدر الاسلام ابو الیسر محمد بن محمد بن الحسین البزدوی	483ھ
3	منہاج السنۃ	علامہ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن تیمیہ الحرانی الحنبلی	728ھ
4	الصواعق المحرقۃ	علامہ شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیثمی المکی	974ھ

تفسیر:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	احکام القرآن	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی	1362ھ

حدیث:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	المصنف	امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ اَلعَبَسی الکوفی	235ھ
2	مسند احمد	امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی	241ھ
3	صحیح البخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری	256ھ
4	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج القُشَیری النیشابوری	261ھ

5	سنن ابن ماجہ	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجۃ	273ھ
6	سنن ابی داود	امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی	275ھ
7	جامع الترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی	279ھ
8	سنن النسائی	امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی النسائی	303ھ
9	صحیح ابن حبان	امام ابو حاتم محمد بن حِبّان بن احمد بن حِبّان	354ھ
10	الشریعۃ	امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّیِ البغدادی	360ھ
11	المعجم الصغیر	امام سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی ابو القاسم الطبرانی	360ھ
12	المعجم الاوسط	امام سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی ابو القاسم الطبرانی	360ھ
13	مسند الشامیین	امام سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی ابو القاسم الطبرانی	360ھ
14	معرفۃ الحدیث	ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد المعروف امام حاکم	405ھ
15	جامع بیان العلم و فضلہ	امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر بن عاصم القرطبی	463ھ
16	مجمع الزوائد و منبع الفوائد	امام حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی	807ھ

شروح الحدیث:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	المنهاج شرح صحیح مسلم	علامہ محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی	676ھ
2	شرح علل ترمذی	علامہ زین الدین ابوالفرج عبدالرحمن ابن رجب الحنبلی	795ھ
3	فتح الباری شرح صحیح البخاری	امام حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی	852ھ
4	عمدۃ القاری	حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی الحنفی	855ھ
5	مجمع بحار الانوار	شیخ محمد طاہر پٹنی	986ھ
6	فیض الباری	علامہ محمد انور شاہ کشمیری	1352ھ

الفقہ والفتاویٰ:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	روضۃ الطالبین	علامہ محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی	676ھ
2	مجموع الفتاوی	علامہ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبدالحلیم بن تیمیہ الحرانی	728ھ
3	فتح القدیر	علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد الحنفی المعروف ابن الہمام	861ھ

4	فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت	علامہ ابو العباس عبد العلی بن مولانا نظام الدین الملقب بحر العلوم	1235ھ
5	فتاوی عبد الحی	ابو الحسنات محمد عبد الحی بن محمد عبد الحلیم انصاری لکھنوی	1304ھ
6	فتاوی رشیدیہ	حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی	1322ھ
7	امداد الفتاوی	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی	1362ھ

الاحسان:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	الغنیۃ لطالبی طریق الحق	ابو عبد اللہ محی الدین عبد القادر بن موسیٰ الجیلانی الحنبلی	561ھ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	السیرۃ النبویہ لابن ہشام	امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام المعافری	217ھ
2	جوامع السیرۃ لابن حزم	امام ابو محمد علی بن احمد ابن حزم الاندلسی القرطبی	456ھ

سیر الصحابہ رضی اللہ عنہ:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	فضائل الصحابۃ	امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی	241ھ

2	المحتضرین	امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن عبید البغدادی المعروف بابن ابی الدنیا	281ھ
3	معجم الصحابۃ	امام ابو القاسم عبد اللہ بن محمد البغوی	317ھ
4	الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب	امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد النمری القرطبی	463ھ
5	الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ	امام حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی	852ھ

التراجم والطبقات:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	کتاب المُحَبَّر	امام محمد بن حبیب بن امیۃ بن عمرو ابو جعفر البغدادی	245ھ
2	الضعفاء الکبیر	علامہ ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسی العقیلی	322ھ
3	الہدایۃ والارشاد فی معرفۃ اہل الثقۃ والسداد	امام احمد بن محمد بن الحسین بن الحسن البخاری الکلاباذی	398ھ
4	الطبقات الکبریٰ لابن سعد	امام ابو عبد اللہ محمد ابن سعد ابن منیع البصری	430ھ
5	مناقب ابی حنیفہ	امام موفق بن احمد المکی الخوارزمی	568ھ
6	الضعفاء والمتروکین	ابو الفرج عبد الرحمن بن ابی الحسن علی بن محمد الحنبلی المعروف بابن الجوزی	597ھ
7	تہذیب الکمال فی	امام ابو الحجاج یوسف بن عبد الرحمٰن	742ھ

	اسماء الرجال	القضاعی المِزّی	
8	میزان الاعتدال	امام شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد الذھبی	748ھ
9	تہذیب التہذیب	امام حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی	852ھ
10	ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء	امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	1176ھ

التاریخ:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	تاریخ خلیفہ بن خیاط	امام ابو عمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ الشیبانی البصری	240ھ
2	التاریخ الکبیر	امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری	256ھ
3	تاریخ المدینۃ	امام عمر بن شبہ بن عبیدہ بن ریطۃ النمری البصری	262ھ
4	تاریخ الطبری تاریخ الرسل والملوک	ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری	310ھ
5	تاریخ یونس	مؤرخ علامہ ابنِ یونس المصری	347ھ
6	تاریخ بغداد	ابو بکر احمد بن علی بن ثابت البغدادی، المعروف بالخطیب	463ھ
7	تاریخ دمشق لابن	امام ابو القاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ	571ھ

	عساکر	المعروف بابن عساکر	
8	الکامل فی التاریخ	ابو الحسن عز الدین علی بن محمد المعروف ابن الاثیر الجزری	630ھ
9	البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر	حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی	774ھ
10	تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام	امام شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی	748ھ
11	العبر فی خبر من غبر	امام شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی	748ھ
12	تاریخ ابن خلدون	ابوزید عبد الرحمن بن محمد بن المالکی المعروف ابن خلدون	808ھ
13	تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس	امام حسین بن محمد بن الحسن اَلدِّیَار بَکْری	966ھ

السیاسۃ:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	الاحکام السلطانیہ	قاضی ابو یعلی الفراء الحنبلی الماوردی	458ھ

الانساب:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	انساب الاشراف	امام احمد بن یحیٰ بن جابر بن داود البَلاذُری	279ھ

الجغرافیا:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	فتوح البلدان	امام احمد بن یحیٰ بن جابر بن داود البَلاذُری	279ھ
2	معجم البلدان	شہاب الدین ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ الرومی الحموی	626ھ

اللغات:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	لسان العرب	ابو الفضل محمد بن مکرم بن علی جمال الدین ابن منظور الافریقی	711ھ
2	تاج العروس	سید محمد بن محمد الحسینی الزبیدی المعروف مرتضیٰ الزبیدی	1205ھ
3	القاموس الوحید	علامہ وحید الزمان قاسمی کیرانوی	1416ھ

مکاتیب:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	مکتوبات سید احمد شہید	حضرت سید احمد صاحب شہید بریلی	1831ء
2	مکتوبات قاسم العلوم	حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی	1297ھ

کتب اہل تشیع

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
1	الاخبار الطوال	احمد بن داود الدِینَوری الشیعی	282ھ
2	تاریخ یعقوبی	احمد بن ابو یعقوب بن جعفر الیعقوبی الشیعی	284ھ
3	قرب الاسناد	ابو عباس عبد اللہ بن جعفر الحمیری الشیعی	300ھ
4	مقاتل الطالبین	علی بن الحسین بن محمد بن احمد القُرشی، ابو الفرج الاصبہانی شیعی	356ھ
5	نہج البلاغۃ	محمد بن حسین بن موسیٰ سید شریف رضی شیعی	406ھ
6	الارشاد	شیخ مفید محمد بن محمد بن نعمان المعروف بہ ابن المعلم شیعی	413ھ
7	اختیار معرفۃ الرجل المعروف برجال کشی	ابو جعفر محمد بن الحسن بن علی بن الحسن الطوسی شیعی	460ھ
8	کشف الغمہ فی معرفۃ الائمۃ	ابو الحسن علی بن عیسی الاربلی شیعی	693ھ